بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

برادرم جناب رانا عطاءاللہ صاحب ایاز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

اُمید ہے آپ بفضلِ اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ چند ماہ قبل آپ کا ایک مفصل خط موصول ہوا تھا اور اِس میں آپ نے میرے ایک مضمون ''سبز اِشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' پر تبصرہ کیساتھ ساتھ کچھ دیگر سوالات بھی مجھ سے پوچھے تھے۔ جواب دینے میں (باوجوہ) کچھ تاخیر ہوگئی۔ امید ہے درگزر فرمائیں گے۔ رانا صاحب! سب سے پہلے تو میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک مفصل خط لکھا اور مجھ سے بہت سارے سوالات پوچھے۔ آپکے سوالات کے جوابات دیتے وقت میرے دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' کے سلسلہ میں جو گوشے پوشیدہ تھے مجھے اِنکی مزید وضاحت کا موقع مل گیا۔ اس سے آپکی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا اور بہت سارے دوسرے لوگوں کا بھی بھلا ہوجائے گا۔ آپ اِس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیفات میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ مذہب میں علمی رنگ میں تبادلہ خیالات جاری رہنا چاہیے بصورت دیگر مذہب کہانیوں کی صورت اختیار کرکے جلد مرجاتا ہے۔ اِس لحاظ سے آپ نے گویا ایک مثبت قدم اُٹھایا ہے اِسکی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ آنحضرتﷺ کا بھی فرمان ہے کہ ''سوال نصف علم ہے''۔ لیکن بدقسمتی سے جماعتِ احمدیہ میں ہمیں سوال سے محروم کرکے اندھی اطاعت پر لگادیا گیا ہے اور اس طرح اطاعت تو زندہ ہے لیکن علم کا جنازہ نکل چُکا ہے۔ بہرحال آپ نے مجھ ایسے (بقول نظام جماعت) ''مفسد'' کو ایک مفصل خط لکھ کر بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میری آپ کیلئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی حفاظت فرمائے اور آنیوالے دِنوں میں نظام جماعت کے ہر شر سے بھی آپکو بچائے آمین۔ آپکا خط میں نے بھی پڑھ لیا تھا اور افادۂ عام کیلئے میں نے اِسے اپنی ویب سائٹ پر بھی لگادیا تھا۔ (چونکہ آپ نے ایسا کرنے سے مجھے منع نہیں فرمایا تھا)۔ اُمید ہے افرادِ جماعت اور دوسرے لوگوں نے بھی پڑھ لیا ہوگا۔ اب میں آپکے خط اور آپکے مخصوص سوالات کے مدلل جوابات لکھ کر بعنوان ''چہ دِلاوراست دُزدے کہ بکف چراغ دارد'' آپکی طرف بھیج رہا ہوں اور ساتھ ہی قارئین کی ڈیمانڈ (demand) اور افادۂ عام کیلئے اِس جوابی مضمون کو اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا رہا ہوں۔ اُمید ہے آپ بھی اِسے پسند فرمائیں گے۔

(۲) دوسری پُرزور گذارش جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرا کسی سے کوئی وراثت یا جاگیر کا جھگڑا نہیں ہے۔ میں تو ایک غریب اور بیکس انسان ہوں جسکا بچپن اور جوانی دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے گزری ہے۔ یہ ایک علمی بات ہے اور ایک مذہبی الہامی پیشگوئی کا تنازعہ ہے جسکی حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے بالکل اُسی طرح جس طرح ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت ہمارے آقا حضرت مرزا غلام احمدؑ پر کھولی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کسی حقیقت کا انکشاف فرما کر اُس پر اتمام حجت فرمادے تو پھر وہ بندہ اُس حقیقت کا اظہار کرنے کیلئے مجبور ہوجاتا ہے۔ میری بھی یہی حالت ہے اور میں بھی اپنے دعویٰ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کیلئے مجبور ہوں۔ آپکے بقول ہم افرادِ جماعت بالکل آزاد ہیں اور ہم کسی کے یرغمال نہیں ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ نقطہ نظر درست ہے تو پھر چونکہ آپ مجھے فریب خوردہ سمجھتے ہیں اور آپکو اس بات کا کامل یقین ہے تو میں آپکی خدمت میں انتہائی ادب اور عاجزی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس نفسانی فریب سے نکالیے اور اس غرض کیلئے خاکسار آپکو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتا ہے۔ آپ کو ہر قسم کی حفاظت (Protection) مہیا کی جائے گی۔ اگر آپ میرے غریب خانہ پر ٹھہرنا پسند کریں تو میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔ اور اگر کسی ہوٹل میں ٹھہرنا پسند کریں تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے چلے آیئے اور آنے جانے اور ہوٹل وغیرہ کے سب اخراجات میں بخوشی ادا کروں گا۔ رانا صاحب! بخدا میری بات پر یقین کرنا کہ مجھے کسی مصلح موعودی اور کسی شہرت کی نہ خواہش ہے اور نہ ہی ضرورت۔ یہ اُن لوگوں کو مبارک ہو جو اِسکے چاہنے والے ہیں۔ میں کس طرح آپکو یقین دلاؤں کہ مجھے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہیے اور بس۔ لیکن میں سمجھتا اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے کمزور کندھوں پر آن پڑی ہے۔ اگر آپکی نظر میں یہ عاجز کسی نفسانی فریب میں مبتلاء ہے تو مجھے اس فریب سے نکال کر میری مدد کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اِس کا عظیم اجرِ بخشے گا۔ میں آپ کو مدد اور راہنمائی کیلئے پکار رہا ہوں۔ اور اِس مدد اور راہنمائی کا مؤثر طریقہ یہ ہے کہ آپ اُن لوگوں کو اِس کارِ خیر کیلئے آمادہ کریں جن کے ہاتھوں میں جماعت کی باگ ڈور ہے۔

رانا صاحب! ہم سب نے بالآخر مرنا ہے۔ اور موت کے بعد ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونگے۔ خاکسار اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ! تو نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی جو حقیقت مجھے بتائی تھی میں نے تیری دی ہوئی توفیق اور اِستطاعت کے مطابق اِسے خوب کھول کر افرادِ جماعت کو بتا دیا تھا۔ لیکن اِن لوگوں نے میری باتوں کو سُن کر اَن سنی کردیا۔ رانا صاحب! آپ سے خلفائے احمدیہ اور افرادِ جماعت سے بھی سوال ہونگے کہ کیا عبدالغفار نے تم سب کو پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق تمہاری غلطی سے تمہیں آگاہ نہیں کردیا تھا۔؟ یقیناً آپ سب کو بہرحال کہنا پڑے گا کہ ہاں۔ رانا صاحب! اگرچہ میں اپنے ''دعویٰ غلام مسیح الزماں'' میں ۱۰۰% سچا ہوں لیکن جیسا کہ آپ

مجھے غلطی خوردہ سمجھ رہے ہیں تو اگر آپکے خیال کے مطابق واقعی میں غلطی خوردہ ہوا تو بھی میری اللہ تعالیٰ سے درخواست ہوگی کہ اے رب العزت! میں نے خلفائے احمدیہ کو بھی افرادِ جماعت کو بھی اور جناب رانا صاحب کو بھی درخواست کی تھی کہ میری راہنمائی کر کے مجھے نفسانی فریب سے نکا لیے۔اور اگر آپ نے مجھے اس نفسانی فریب سے نہ نکالا تو میں قیامت کے دن آپ سب کو ضرور ملزم کروں گا۔اُمید ہے آپ اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے خالی باتیں کرنے کی بجائے مجھے اِس اندھیرے سے نکال کر ضرور روشنی میں لائیں گے آمین۔آخر میں آپکو اور آپکے اہل خانہ اور دوست احباب سب کو میرا بہت بہت سلام۔

نوٹ: اِس تفصیلی جوابی مضمون کو ویب سائٹ پر منتقل کرتے وقت اگر مجھے کہیں کوئی سُقم یا کوئی کمی یا کوئی غلطی نظر آئی تو اُسکی تصیح کر دوں گا اِنشاءاللہ۔اُسے تحریف نہ سمجھنا شکریہ۔

والسلام

عبدالغفار جنبہ۔کیل/جرمنی

۱۲۔اکتوبر ۲۰۰۸ء



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہ دِلا وراست دُزدے کہ بکف چراغ دارد

(وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہو)

(چوری اور سینہ زوری)

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔'' (النساء:۶۰) اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو، پھر اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

جناب رانا عطاءاللہ ایاز صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

خیرم وخیر خواہم۔ خاکسار نے چند ماہ پیشتر آپ کا ایک مفصل خط وصول کیا تھا۔ آپ نے اس خط میں میرے مضمون ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے حیرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے بیس (۲۰) صفحات کے مُراسلہ میں میری کسی ایک دلیل کا بھی جواب نہیں دے سکے ہیں۔ آپ نے اپنے خط میں بعض سوالات بار بار پوچھے ہیں اور اسی مناسبت سے میرے جوابی مضمون میں بھی کچھ تکرار (Repitition) کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ بہرحال ایک سچی اور نافع الناس بات کے تکرار میں چنداں مضائقہ نہیں۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اسی ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''ہم جو کتاب کو لمبا کر دیتے ہیں اور ایک ہی بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ مختلف طبائع مختلف مذاق کے ناظرین کسی نہ کسی طریقے سے سمجھیں اور شاید کسی کو کوئی نکتہ دِل لگ جائے اور اِس سے ہدایت پالے اور یوں بھی اکثر دِل جو طرح طرح کی غفلتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اُن کو بیدار کرنے کیلئے ایک بات کا بار بار بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۷)

رانا صاحب! پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کے حل کیلئے خاکسار جماعت احمدیہ کے ارباب واختیار کو قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی طرف بُلا رہا ہے لیکن برخلاف اِسکے آپ مجھے خلفاء اور نظام جماعت کے غیر قرآنی اور غیر شرعی فیصلوں اور تعزیرات کی طرف بُلا رہے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ!

''اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کے لیے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں ہم مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم میں کوئی دینی اختلاف پیدا ہو جائے تو اِسکے فیصلہ کیلئے تم اللہ اور اُسکے رسول کی طرف رجوع کرو۔ رانا صاحب! مخالفین تو ہم کو غیر مُسلم قرار دے رہے ہیں لیکن ہم صمیم قلب سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم بفضل اللہ تعالیٰ سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اُس عظیم الشان قرآن کے پیروکار ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صافی قلب پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار آیت مندرجہ بالا کے مطابق آپ کو اور جماعت احمدیہ کو پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کے فیصلہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی طرف بُلاتا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میری اِس درخواست پر غور فرماؤ گے۔؟ یاد رہے کہ بسلسلہ پیشگوئی مصلح موعود آپکے خط کا جواب دیتے وقت خاکسار قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات سے باہر نہیں گیا ہے اِنہی کا فیصلہ آپکے آگے رکھ رہا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ قرآن کریم اور حضورؑ کے الہامات کا فیصلہ ضرور قبول فرماؤ گے۔ آپ نے اپنے خط میں میرے متعلق بعض جگہ سخت اور نازیبا زبان بھی استعمال کی ہے۔ میں اس بات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں کہ اُس نے سچ ہی فرمایا ہے کہ۔ ''یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِئُوْنَ۔'' (یٰسین:۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ خاکسار نے آپکے طویل خط میں موجود بے بنیاد باتوں اور قصے کہانیوں کا مُسکت جواب دیا ہے۔ اُمید ہے معزز قارئین آپ کے خط اور میرے جواب کو پڑھ کر خود بخود سچ کو پالیں گے۔ بات شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ زیر بحث الہامی پیشگوئی مصلح موعود کو یہاں نقل کر دیا جائے۔

پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود

خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کیساتھ فضل ہے۔جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔☆(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

جناب رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱ پر لکھتے ہیں:۔

’’مجھے تسلیم ہے۔کہ اِس اشتہار میں دو (۲) لڑکوں کی پیشگوئی ہے۔بشیر اول کو مہمان قرار دیا گیا ہے۔اور وہ مہمان کچھ عرصہ دارِ فانی میں رہ کر خدا تعالیٰ کے پاس چلا گیا۔(اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں) اور دوسرا لڑکا جس کے بارے میں بشارت ہے۔کہ وہ بشارت اِن الفاظ سے شروع ہوتی ہے:۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔‘‘

دو (۲) لڑکوں کی حقیقت

جناب رانا صاحب! میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ اِس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔اِن میں سے ایک ’’وجیہہ اور پاک لڑکا‘‘ اور دوسرا ’’زکی غلام‘‘ تھا۔جیسا کہ درجِ بالا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی سے یہ ثابت ہے۔خاکسار اِن دونوں وجودوں کو دو (۲) لڑکے اس لیے نہیں سمجھتا اور نہ مانتا ہے کیونکہ مُلہم (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کے الہامات سے اِن دونوں وجودوں کا دو لڑکے ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔میں نے اِس حقیقت کا اظہار اپنے اکثر مضامین میں کیا ہے بلکہ ایک مضمون نمبر ۸ کا تو عنوان ہی ’’موعود لڑکا اور موعود غلام‘‘ ہے۔میری کتاب ’’غلام مسیح الزماں‘‘ کے حصّہ اول ’’الہامی پیشگوئی کا تجزیہ‘‘ کے دوسرے باب جس کا نام ’’غلام مسیح الزماں‘‘ رکھا گیا ہے۔اِس باب میں خاکسار نے بڑی تفصیل کیساتھ یہ لکھا ہے کہ الہامی پیشگوئی میں مذکور یہ دونوں وجود دو (۲) لڑکے نہیں ہیں بلکہ ایک کو اللہ تعالیٰ نے ’’وجیہہ اور پاک لڑکا‘‘ کا نام دیا ہے اور دوسرے کو ’’زکی غلام‘‘ کہا ہے۔رانا صاحب! آپ خواہ مخواہ میری طرف یہ منسوب کر رہے ہیں کہ میں اِن دو (۲) نشانوں یا وجودوں کو دو لڑکے تسلیم کرتا ہوں۔اگر یہ دونوں نشان یا دونوں وجود دو (۲) لڑکے ہوتے اور میں بھی اِن کو دو (۲) لڑکے سمجھ رہا ہوتا یا مانتا ہوتا تو پھر جھگڑا کس بات کا تھا۔؟ یہی تو جھگڑا ہے کہ میرے اِلٰہی فہم کے مطابق ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور ایک ’’موعود لڑکا‘‘ تھا اور دوسرا ’’موعود زکی غلام‘‘ یعنی روحانی فرزند ہے۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے زکی غلام کو ضرور اپنا لڑکا سمجھا ہے۔اسی لیے آپؑ نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے۔اور آپؑ اپنے اِس خیال پر اپنی وفات تک قائم

رہے ہیں اور اِس انتظار میں رہے ہیں کہ وہ ''زکی غلام'' آپکے گھر میں پیدا ہو۔ تاوقتیکہ آپ اِس دارِفانی سے کوچ کر گئے لیکن وہ ''زکی غلام'' آپکے گھر میں پیدا نہ ہوا۔ زکی غلام اگر آپکا جسمانی لڑکا ہوتا تو ضرور آپکے گھر میں پیدا ہوتا۔ چونکہ ''زکی غلام'' آپکا جسمانی کی بجائے روحانی فرزند تھا لہٰذا اُس نے آپکی روحانی ذریت یعنی جماعت میں پیدا ہونا تھا۔ اس لیے یہ جو آپ نے فرمایا ہے! ''اور دوسرا لڑکا جس کے بارے میں بشارت ہے۔ کہ وہ بشارت اِن الفاظ سے شروع ہوتی ہے:۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔۔۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔'' رانا صاحب! یہ دوسرا وجود ''لڑکا'' نہیں بلکہ یہ ''زکی غلام'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ''زکی غلام'' قرار دیا ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں (لڑکا) لکھ کر اِسکے لڑکا ہونے کا اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر زکی غلام سے متعلق جو مبشر کلام نازل فرمایا ہے اِس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے اِس خیال کی نفی فرمادی تھی۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے متعلق اپنے برگزیدہ بندے کے لڑکے ہونے کے خیال کی نفی فرمادی ہے تو پھر ہم کون ہوتے ہیں اُس زکی غلام کو جسمانی لڑکا قرار دینے والے۔؟ اس لیے رانا صاحب! آپ زکی غلام کو خواہ مخواہ ''لڑکا'' نہ بناتے پھریں۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں:۔

''آپ نے صفحہ نمبر ۳ کے آخری دو سطروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی لکھا ہے کہ مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اِس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ ''اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا۔۔۔۔۔''

(۱) بشیر اول متوفی کے بعد نو سال کے عرصہ کے اندر بشیر ثانی پیدا ہوتا ہے۔ جس کا نام خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''بشیر الدین محمود احمد'' رکھا۔

آپ عبارت کو دوبارہ پڑھیں۔ کہ جہاں لکھا ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تو اے عبدالغفار صاحب آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود بتائی ہوئی بات سے اِختلاف ہے۔ جس میں وہ آنیوالا کا نام فضل۔ محمود۔ بشیر کے الفاظ لکھتے ہیں۔ اگر یہ مصلح موعود نہیں تھے تو حضور نے ان کا نام مصلح موعود والا نام کیوں رکھا۔ پھر یہ بھی کہا۔ کہ وہ نو سال کے عرصہ میں پیدا ہو کر رہیگا۔ اور وہ مطابق پیشگوئی پیدا ہو بھی گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ کہ یہی جو نو سال کے عرصہ کے اندر پیدا ہوا ہے وہی مصلح موعود ہے۔''

جناب رانا صاحب! (۱) جواباً عرض کرتا ہوں کہ (اولاً)۔ یہ سچ ہے جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا ہے! ''کہ مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اِس عبارت سے شروع ہوتی ہے ''اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔'' (ثانیاً)۔ یہ بھی سچ ہے کہ حضورؑ نے آئندہ ظاہر ہونیوالے مصلح موعود کے نام فضل۔ محمود۔ بشیر ثانی۔ اور فضل عمر رکھے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں پیچھے ثابت کرآیا ہوں کہ حضورؑ نے یہ نام تو بطور تفاؤل رکھے تھے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے کسی جگہ پر بھی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ یہ مصلح موعود ہوگا۔ اگر آپکے علم میں حضورؑ کا کوئی ایسا حوالہ ہے جس میں آپؑ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود قرار دیا ہو تو اُسے پیش کیجئے۔ یاد رکھیں آپ حضورؑ کی تحریر سے قیامت تک کوئی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ میں اپنی تحریرات میں ثابت کر چُکا ہوں کہ آپؑ نے پیشگوئی مصلح موعود کا واضح مصداق مبارک احمد کو قرار دیا تھا۔ رانا صاحب! حضورؑ نے جس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی واضح اِشارہ ہی نہیں فرمایا بلکہ بطور تفاؤل صرف اُس کا نام رکھا تو پھر آپ کس بنیاد پر اُسے مصلح موعود قرار دے رہے ہیں۔؟

(۲) رانا صاحب! اگر بالفرض حضورؑ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اپنی کسی تحریر میں اسکے متعلق یہ بھی فرما دیتے کہ ''یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے'' تو بھی بعد ازاں حضورؑ پر نازل ہونیوالا مبشر الہامی کلام اگر حضورؑ کے اس فرمان کی نفی فرمادیتا تو پھر ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بارہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہوسکتا۔ اِنسانی اجتہاد میں غلطی ہوسکتی ہے لیکن کلام الٰہی میں غلطی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اِجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کرلیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اِجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔☆ (آسمانی فیصلہ۔ تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

ایک اور جگہ آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

☆ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اول۔ ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار

نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔کیا تمہارا یہی طریق ہے؟اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔☆(حُجۃُ اللہ۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے ان الفاظ سے دو نتائج واضح طور پر برآمد ہوتے ہیں(اولاً)۔یہ کہ انبیاءؑ سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے اور(ثانیاً)۔یہ کہ کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اُسکے الہامی کلام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں اِن دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں ہر حال میں نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اُسکے اجتہاد کی۔رانا صاحب!اُمتِ محمدیہ پہلے بہت ساری غلطیاں کر چکی ہے۔ہم احمدیوں کو چاہیے تھا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی غلطیوں سے سبق سیکھتے نہ کہ وہی غلطیاں دہراتے۔عبدالغفار کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی بات سے ہرگز اِختلاف نہیں ہے۔اور اگر کوئی اِختلاف ہوا ہے تو یہ اِختلاف بھی آپکی واضح ہدایت کی روشنی میں ہوا ہے کیونکہ آپؑ نے نصیحت فرمائی ہے کہ میرے اِلہام کی پیروی کرو نہ کہ میرے اجتہادی کلام کی۔مجھے امید ہے اب آپ کو میرے اِختلاف کی وجہ کا پتہ چل گیا ہوگا اور تفاؤل کے طور پر رکھے گئے ناموں(فضل۔محمود۔بشیر۔فضل عمر)کی حقیقت بھی آپ پر واضح ہو گئی ہو گی۔

نو(۹)سالہ معیاد کی حقیقت

جناب رانا صاحب! میں نے اپنے مضمون نمبر ۳۰''سبز اِشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ''میں جماعتی نو(۹)سالہ معیاد کے ڈرامے کا خوب پردہ چاک کیا ہے لیکن آپ ہیں کہ وہی راگ اُلاپتے جا رہے ہیں۔میں نے اپنے مضمون نمبر ۳۰ میں جو''نو(۹)سالہ معیاد کی حقیقت''پر روشنی ڈالی تھی اگر آپکے خیال میں اس میں کوئی سُقم تھا تو آپ پر فرض تھا کہ میری اُس طرف توجہ مبذول کرواتے۔دراصل مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود ثابت کرنے کیلئے آپ لوگوں کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے جبھی تو''نو(۹)سالہ معیاد''کی رَٹ لگا کر سادہ اور کم علم احمدیوں کو بیوقوف بناتے رہتے ہو۔اس مضمون میں اب تک جو میں لکھ چُکا ہوں وہ بھی ایک صاحب عقل کیلئے''نو(۹)سالہ معیاد کی حقیقت''کو سمجھنے کیلئے کافی ہے لیکن رانا صاحب آپکے سمجھانے کیلئے ایک بار پھر میں اِسکی تفصیل بیان کرتا ہوں۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِشتہار ۲۲۔مارچ ۱۸۸۶ء میں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا''۲۲۔مارچ ۱۸۸۶ء سے لے کر ۲۱۔مارچ ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔اب آپ لوگوں کا مؤقف یہ ہے کہ اُس لڑکے نے نو سال کے عرصہ میں یعنی ۲۱۔مارچ ۱۸۹۵ء تک ضرور پیدا ہونا تھا۔چونکہ وہ لڑکا مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نو سال کے اندر ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا تھا لہٰذا وہی موعود غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔اِس ضمن میں خاکسار کے درجِ ذیل تحفظات(protections)ہیں۔

(ا)حضورؑ کے یہ الفاظ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔''الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں بالکل ویسے ہی جیسے حضورؑ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ(لڑکا)لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔بعد ازاں زکی غلام سے متعلق نازل ہونیوالے مبشر الہامات نے حضورؑ کے اِس اِجتہادی خیال کی نفی فرما دی۔

(اا)اگر وہ موعود زکی غلام،بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پیدا ہو گیا تھا تو پھر!(۱)آپ یعنی بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد زکی غلام کی بشارت حضورؑ پر کیوں نازل ہوتی رہی۔؟(۲)نو سال کے عرصہ(یعنی ۲۱ مارچ ۱۸۹۵ء)کے بعد بھی زکی غلام کی بشارت حضورؑ پر کیوں نازل ہوتی رہی۔؟(۳)مزید یہ کہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارات(انہی علامات اور صفات کے ساتھ جو کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں)حضورؑ کی وفات تک آپؑ پر کیوں نازل ہوتی رہیں۔؟لہٰذا اِس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضورؑ کے یہ الفاظ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا''الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔اگر یہ الفاظ الہامی ہوتے تو جیسا کہ افرادِ جماعت کا خیال ہے کہ زکی غلام مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے تو پھر بشیر الدین محمود کی پیدائش کے بعد حضورؑ پر زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات نازل نہ ہوتے۔زکی غلام سے متعلق اِن اِلہامی بشارات نے مزید یہ بھی ثابت کر دیا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ روحانی بیٹا ہے جس نے ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں آتا ہے مرے سَو سَو اُبال

آنکھ تر ہے دِل میں میرے درد ہے۔کیوں دِلوں پر اِس قدر یہ گرد ہے

بدگماں کیوں ہو خُدا کچھ یاد ہے ۔ اِفتراء کی کب تلک بنیاد ہے

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۲ کے آخر پر لکھتے ہیں:۔

’’(۲) اب دیکھنا ہے۔ کہ کیا وہ نشانیاں جو مصلح موعود کے بارے میں بتائی گئی ہیں پوری ہوئی ہیں کہ نہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر تو آپکے بارے میں غور کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ پوری ہو گئی ہیں تو آپکو کیا اعتراض ہے۔ ضد تو اچھی نہیں ہوتی۔ جب سچائی کھل جائے تو مان لینا ہی سعادتمندی ہے۔

(الف) دیکھئے مصلح موعود کا نام فضل عمر بھی رکھا گیا ہے۔ حضرت عمر پر بدھ کے روز مسجد میں عصر کی نماز پر حملہ ہوا تھا۔ اسی طرح مصلح موعود پر بھی بدھ کے روز عصر کی نماز پر حملہ ہوا۔۔۔ اب کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں۔‘‘

جناب رانا صاحب! باقی نشانیوں کی بات تو میں بعد میں کروں گا۔ پہلے آپ سے میرا یہ سوال ہے کہ آپکو کس جھوٹے نے یہ بتایا ہے کہ حضرت عمر امیر المومنینؓ پر عصر کے وقت حملہ ہوا تھا۔؟ ماشاءاللہ آپ تاریخ اسلام کا خوب اور گہرا اور وسیع علم رکھتے ہیں۔ جبھی تو آپ یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ پر عصر کے وقت حملہ ہوا تھا۔ یہی حال آپکے خلیفہ صاحب کے علم کا ہے۔ حضرت عمرؓ پر حملہ جس وقت بھی ہوا ہو لیکن آپ نے اپنے خود ساختہ فضل عمر سے مماثلت دینے کیلئے اُسے کھینچ کر عصر تک لے آنا ہے۔ رانا صاحب! تنخواہ دار مولویوں کی چندسنی سنائی جھوٹی باتوں پر اِعتبار کر کے آپ مجھے سمجھانے کیلئے نکلے ہیں۔ پہلے ذرا اپنے علم کی پڑتال تو کر لیتے۔؟؟؟

رانا صاحب! ۲۳ھ کے آخر میں ایک دن حضرت عمرؓ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ابولولو فیروز نامی ایک ایرانی النسل غلام نے مسجد میں داخل ہو کر ذاتی رنجش کی بنا پر آپؓ پر خنجر کیساتھ چھ وار کیے جن میں سے ایک زیرِ ناف لگا اور وہی شہادت کا باعث بنا۔ جب لوگوں نے حملہ آور کو پکڑا تو اُس نے خودکشی کر لی۔ حملہ کے بعد حضرت عمرؓ زخمی ہو کر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے نمازِ فجر پڑھائی۔ آپؓ کو گھر لے جا کر دوائی پلائی گئی تو وہ زخم کے راستے باہر نکل پڑی۔ اس لیے یقین ہو گیا کہ آپؓ جانبر نہیں ہو سکیں گے۔ رانا صاحب! دین اسلام کی ایک برگزیدہ ہستی پر صبح کے وقت نمازِ فجر کے دوران حملہ ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے۔ لیکن آپ اپنے خود ساختہ فضل عمر کو اُس برگزیدہ ہستی سے مماثلت دینے کیلئے اُسکے حملہ کے وقت کو بھی عصر کا وقت قرار دے رہے ہیں۔ آپ بہت باکمال لوگ ہیں۔ آپ کچھ بھی ثابت کر سکتے ہیں۔ جس طرح آپ نے حضرت عمرؓ پر عصر کے وقت حملہ ہونا ثابت کر دیا ہے اسی طرح آپ خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود ثابت کر کے بیٹھے ہوئے ہو۔ اس لیے آپ لوگوں (محمودی ذریت) کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد ۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باقی نشانیاں جو آپ مرزا بشیر الدین محمود احمد میں پوری کر رہے ہیں اُنکی حیثیت سوائے ایک ’’رام کہانی‘‘ کے اور کچھ نہیں۔ میں یہاں اِن کا ذکر چھوڑتا ہوں۔ اپنے مضمون کے اگلے صفحات میں کسی جگہ پر اِن ’’نشانیوں کی حقیقت‘‘ کا پول کھولوں گا۔ یہاں پر صرف آپکو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ حضرت عمرؓ پر حملہ عصر کے وقت ثابت کر دیں تو میں نہ صرف آپکو منہ مانگا انعام دونگا بلکہ اپنا دعویٰ بھی واپس لے لونگا۔ کیا آپ اس کیلئے تیار ہیں۔؟ ورنہ اِن لاف زنیوں سے کیا فائدہ۔ یاد رکھیں آپ کرگس کو کسی طرح بھی شاہین ثابت نہیں کر سکتے۔ رانا صاحب! آپ نے میرے مضمون ’’سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ‘‘ میں میرے ایسے ہی پیش کردہ انعام پر (comment) کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم انعام نہیں چاہتے بلکہ آپ (یعنی یہ عاجز) واپس آجائیں۔ تو رانا صاحب! جواباً عرض ہے کہ میں نے اپنے آقا کی جماعت کو نہیں چھوڑا ہے اُسی طرح جس طرح میرے آقا (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفٰےﷺ کے دین کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ علمائے سُوء نے آپؑ اور آپکے جانثاران پر اخراج از اسلام اور مقاطعہ کی جھوٹی چھری چلائی گئی تھی۔ اسی طرح آج میرے اور میرے اہل وعیال اور میرے دیگر اصحاب پر بھی وقت کے فرعونوں نے اخراج اور مقاطعہ کی جھوٹی چھری چلائی ہے۔ باقی رہا سوال واپس آنے کا تو میں نے اپنے آقا کی جماعت کو کب چھوڑا ہے۔ واپس اُنہیں بلایا کرتے ہیں جو چھوڑ جایا کرتے ہیں۔ یہ زکی غلام تو اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے قدموں میں بیٹھا ہوا ہے۔ رانا صاحب! امر واقع یہ ہے کہ کچھ ناسمجھ اور دنیادار لوگوں نے حصول دنیا کیلئے آپ سب کو صراطِ مستقیم سے بھٹکایا ہوا ہے۔ آپ سب لوگ مظلوم اور مقہور ہیں۔ آپکے ساتھ ایک دھوکہ اور فراڈ ہوا ہے۔ بیشک ’’زکی غلام مسیح الزماں‘‘ کے نزول سے پہلے تک تو آپ سب بے خبر ہونے کی وجہ سے نردوش تھے لیکن اب اُس نے آکر تمہیں جگا دیا ہے اور حقیقت حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ رانا صاحب! صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔ سوچئے آج آپ کہاں کھڑے ہیں۔؟ میں آپ سب کا منتظر ہوں اور قوی یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آپ سب میرے حلقہ بگوش ہونگے۔ آپ سب زکی غلام مسیح الزماں کے ہیں اور وہ آپ کا ہے۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۵ پر لکھتے ہیں:۔

’’آپ نے جو حوالہ جات زکی غلام کے بارے میں اپنی تحریرات میں دیئے ہیں۔ جس میں حضور علیہ السلام کے الہامات ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی مصلح موعود اور عرصہ نو سال

کے اندر اس وجود کا پیدا ہو جانا۔ اور اسکے بعد بھی حضورؑ کو بدستور زکی غلام کے بارے میں الہامات آتے رہنا حتیٰ کہ آخری الہام ۱۷(۶/۷ نومبر۔ ناقل) نومبر ۱۹۰۷ء جس میں اس لڑکے کا نام یحییٰ بتایا گیا ہے۔ ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء۔ ''تھوڑا صبر کر۔ میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔'' اور آپکا یہ استدلال کہ بوقت پیشگوئی (بشارت کے وقت) مبشر وجود نہیں ہوتا۔ یہ بجا اور درست ہے۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ موجود نہیں تھے۔ مطابق پیشگوئی اور مطابق وعدہ وہ مبشر پیدا ہو گیا۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر شک نہیں۔ اس کا نام فضلِ عمر ہوگا۔ محمود ہوگا۔ بشیر (ثانی ہوگا)۔ لمبی عمر پائے گا۔۔۔۔۔۔''

متنازعہ فیہ اَمر کو فیصل کرنے کا احسن طریقہ اور اِسکی ایک مثال۔

جناب رانا صاحب! ہم بے علم تھے۔ ایک صدی قبل ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام نے ہمیں ایسا طریق کار بتایا ہے جس پر عمل کرنے سے بشرطِ تقویٰ کسی بھی متنازعہ فیہ اَمر کا بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ میں آپکو اور افرادِ جماعت کو سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ہم سب یقین رکھتے ہیں کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اُمتی نبی تھے جبکہ اُمت محمدیہ ختم نبوت کے عقیدے پر نہ صرف قائم بلکہ جمی ہوئی ہے۔ اُمت محمدیہ ''ختم نبوت'' کے عقیدے کے جواز کیلئے سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ کا حوالہ دیتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔'' محمد (ﷺ) تمہارے جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔؟ ہم جانتے اور ایمان بھی رکھتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ قرآن مجید کی کسی بھی ذو معنی آیت کی بعض دیگر آیات قرآنی خود بخود تفسیر کر دیتی ہیں۔ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ میں لفظ ''خاتم النبیین'' کی حقیقت جاننے کیلئے جب ہم تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ قرآن مجید کا بحیثیت مجموعی مطالعہ کرتے ہیں تو بعض دیگر آیات قرآنی (مثلاً۔ فاتحہ: ۶۔۷، نساء: ۷۰۔۷۱، اعراف: ۳۶) اِسکی تشریح کر دیتی ہیں کہ لفظ ''خاتم النبیین'' سے مراد نبوت کا مطلق خاتمہ نہیں ہے۔

رانا صاحب! جہاں تک حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات اور وحی کا تعلق ہے تو آپؑ کا اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان تھا جیسا کہ آپؑ کا ایمان قرآنی وحی پر تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''وانْ کان الامر خلاف ذالک علیٰ فرض المحالِ فنبذنا کله من ایدینا کالمتاع الردّی و مادۃِ السعال۔'' (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

ایک اور جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔'' (انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

رانا صاحب! جس طرح ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اُمت محمدیہ میں ''ختم نبوت'' ایسے ''متنازعہ فیہ اَمر'' کا بطریق احسن حل کر کے دکھایا ہے اور ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمتوں اور روحانی نعمتوں کے دروازے بشمول نبوی انعام بند نہیں کیے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سارے بندوں کو اپنی ساری نعمتیں بخش دے تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ذرّہ بھر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اپنے دِلوں کو صاف کر کے تقویٰ اور طہارت کیساتھ صراطِ مستقیم پر چلنے کی دُعا مانگو تا اللہ تعالیٰ تمہیں بھی منعم علیہ گروہ میں شامل فرمائے۔ رانا صاحب! آپ سے آپکی معرفت خلیفہ صاحب اور پوری جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ جس طرح ہمارے آقا نے قرآن کریم کے بحیثیت مجموعی مطالعہ کی روشنی میں ''ختم نبوت'' کے عقیدے کا بُطلان کیا ہے اِسی طرح ہم بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں ''پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت'' کو جاننے کی کوشش کریں۔ آخر اِس میں کیا حرج ہے۔؟ نفس سے پاک ہو کر اور تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ غور فرمانے کے بعد حضورؑ کے الہامات کی روشنی میں جو حقیقت ظاہر ہو جائے اُسے ہم سب قبول کر لیں اور جماعت کو اِفتراق سے بچائیں۔ اگر دل میں خوف خدا ہو اور موت یاد ہو تو ہر جھگڑا کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ رانا صاحب! کیا آپ میری اس تجویز سے متفق ہیں۔؟ اگر متفق ہیں تو تیار کیجئے اپنے خلیفہ صاحب اور جماعت کو۔ میں تو آپ سب کو عرصہ پانچ سال سے اس طریق فیصلہ کی طرف بُلا رہا ہوں اور آپ میرا اور میرے اہل و عیال اور میرے دوست احباب کا اَخراج اور حقہ پانی بند کرتے پھر رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے رانا صاحب! آپ اس طریق فیصلہ سے راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے آمین۔ باقی آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ موجود نہیں تھے۔ مطابق پیشگوئی اور مطابق وعدہ وہ مبشر پیدا ہو گیا۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر

شک نہیں۔اس کا نام فضلِ عمر ہوگا۔محمود ہوگا۔بشیر (ثانی ہوگا)۔لمبی عمر پائے گا۔'' اِس ضمن میں عرض ہے کہ رانا صاحب! آپ یہ تو مانتے ہیں کہ بشارت کے وقت مبشر وجود موجود نہیں ہوتا بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔یہاں پر میرا آپ سے سوال ہے کہ اگر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی اور وعدہ کے مطابق ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ مبشر وجود پیدا ہو چُکا تھا تو پھر بعد ازاں زکی غلام سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات (۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء) تک نازل ہوتا رہا اِس کلام میں اللہ تعالیٰ آپؑ کو کس وجود کی بشارت دیتا رہا ہے۔؟ اگر ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ زکی غلام جو مصلح موعود تھا پیدا ہو چُکا ہوتا تو پھر اِس کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ زکی غلام سے متعلق کوئی اَلہامی بشارات نازل نہ فرماتا۔مبشر وجود کی پیدائش کے بعد اُسکے متعلق مبشر کلام نازل فرمانا اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیات اِس پر دال ہیں۔لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد زکی غلام سے متعلق حضورؑ پر مبشر کلام نازل فرمایا ہے تو اِس مبشر کلام میں اُس نے مُلہم اور اُسکے پیروکاروں کو کیا پیغام دیا ہے۔؟ رانا صاحب! اِس مبشر کلام میں اللہ تعالیٰ نے مُلہم اور اُسکے پیروکاروں کو یہ پیغام دیا تھا کہ وہ جو ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا تھا زکی غلام نہیں ہے بلکہ زکی غلام جو حضورؑ کے بقول مصلح موعود ہے اُس نے تو ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور زکی غلام سے متعلق یہی الہامی بشارات خلیفہ ثانی کو اور آپکو مصلح موعود بنانے اور ماننے والوں کو مجرم بنا رہی ہیں۔خاکسار آئندہ صفحات میں مزید اِسکی تفصیل بیان کرے گا۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۵ کے آخر پر لکھتے ہیں:۔

(۳) ''زکی غلام کی پیدائش آخری مورخہ ۱۷(۶/۷۔ناقل) نومبر کی ہے۔اس وقت زکی غلام موجود نہیں تھا۔مگر یہ زکی غلام بہر حال آپکی صُلبی نسل میں سے ہونا از روئے پیشگوئی ضروری ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کا الہام خذِ التّوحِید التوحید آ یا بناء الفارس میں آئندہ دنیا کی اصلاح اور توحید کے پھیلانے کی ڈیوٹی خدا تعالیٰ نے از راہِ شفقت حضرت مسیح موعودؑ کی صلبی نسل سے ہی مقدر کر رکھی ہے۔حضورؑ کی نسل میں سے کسی زکی غلام کا پیدا ہو جانا خدا جب بھی چاہے پیدا کر دیگا۔مگر اَبناء الفارس ہی ہوگا۔۔۔۔پس آپ گھبرائیں نہیں۔یہ زکی غلام ایک نہیں کئی پیدا ہوتے رہیں گے۔۔۔۔مگر یہ ضروری نہیں کہ زکی غلام دعوٰی بھی زکی غلام ہونے کا کرے۔زکی غلام اور ہے اور مصلح موعود اور ہے۔''

زکی غلام ہی مصلح موعود ہے

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔اب سوال یہ ہے کہ اِن دو (۲) وجودوں میں سے کونسا وجود مصلح موعود ہے یا کس وجود کو حضرت مرزا صاحبؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔؟

جناب رانا صاحب! آپ کا یہ سوال ایک بچگانہ سوال ہے۔مجھے حیرانی ہوئی آپ پر کہ آپ اتنے کم علم ہیں کہ آج تک آپکو یہ بھی علم نہیں کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکورہ دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے مصلح موعود کون ہے۔؟ جس احمدی نے بھی ہوش وحواس کیساتھ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے الہام اور کلام کا مطالعہ کیا ہے تو اُس کیلئے تو اِس میں ذرّہ بھر بھی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''زکی غلام'' کے متعلق ہی یہ پیشگوئی نازل فرمائی تھی اور اُسے ہی مُلہم نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔رانا صاحب! اِس حقیقت میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اِس الہامی پیشگوئی میں مذکور دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے صرف ایک وجود ہی مصلح موعود ہے۔دونوں نہیں۔آپ بھی اِس سے اتفاق کریں گے۔اب تنقیح طلب اَمر یہ ہے کہ اِن دونوں وجودوں میں سے مصلح موعود کون ہے یا حضرت مرزا صاحبؑ نے کس کو مصلح موعود قرار دیا ہے۔؟

رانا صاحب! میں اپنے اکثر مضامین میں اس بات کی خوب وضاحت کر چُکا ہوں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے کون مصلح موعود ہے۔؟ اگر آپ نے میرے مضامین یا میری کتاب (غلام مسیح الزماں) کو نہیں پڑھا ہے یا اگر پڑھا ہے تو آپ میری وضاحتوں کو بھول چکے ہیں تو اِس میں میرا کیا قصور ہے۔؟ بہر حال آپ کیلئے اور اَفادۂ عام کیلئے ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ شروع میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِس الہامی پیشگوئی کو ایک ہی پیشگوئی سمجھتے رہے۔(ثانیاً) آپؑ نے اپنے پہلے لڑکے بشیر احمد اول کو جو کہ مورخہ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا تھا اِس الہامی پیشگوئی کا مصداق خیال کیا تھا۔لیکن یہ لڑکا پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر رضائے الٰہی کے تحت ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہوگیا۔بشیر احمد اول کی وفات کے بعد ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے مولوی نور الدینؓ کو ایک خط لکھا۔اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔جو آسمان سے آتا ہے۔یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی

سے ایک سمجھی گئی۔اور پھر بعد میں الہام اِلٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔☆ (مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

راناصاحب!اب حضورؑ کی اِس تحریر سے تین (۳) باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(اولاً)۔یہ کہ ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی یعنی اِس میں دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی گئی تھی۔

(ثانیاً)۔یہ کہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کی پیشگوئی جس کا مصداق حضورؑ نے اپنے مرحوم لڑکے (بشیر احمد اول) کو قرار دیا تھا درجِ ذیل الہامی عبارت پر مشتمل تھی:۔

''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نوراللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔''

(ثالثاً)۔جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ ''بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔'' اب ظاہر ہے کہ اس الہامی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے علاوہ دوسرا وجود کون ہے۔؟ وہ دوسرا وجود ''زکی غلام'' ہے اور اُسے ہی حضرت مہدی ومسیح موعود نے ''مصلح موعود'' قرار دیا ہے۔اور الہامی پیشگوئی میں ''زکی غلام'' سے متعلقہ الہامی عبارت کا حصہ درج ذیل ہے:۔

''اس کیساتھ فضل ہے۔جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اُسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

خاکسار اس ثبوت کیلئے کہ الہامی پیشگوئی میں ''زکی غلام'' ہی ''مصلح موعود'' ہے اور اُسے ہی حضورؑ نے ''مصلح موعود'' قرار دیا ہے۔ذیل میں سبز اشتہار میں سے دو مزید اقتباس نقل کرتا ہے:۔حضورؑ سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

(۱)☆اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔☆ (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹ حاشیہ۔روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ)

(۲)☆اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی (۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی۔ناقل) کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے۔بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔☆ (ایضاً صفحہ ۴۶۷۔ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

راناصاحب!حضورؑ کے ان دونوں حوالوں سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

(۱)حضورؑ فرماتے ہیں کہ ''۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی'' جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں کہ الہامی پیشگوئی میں یہ دونوں وجود دو (۲) لڑکے ثابت نہیں ہوتے۔اِن دو (۲) وجودوں کا دو (۲) لڑکے ہونا حضورؑ کا صرف اپنا اِجتہاد تھا جو کہ بعد ازاں درست ثابت نہ ہوا۔اسکی تفصیل میں پہلے بیان کر آیا ہوں لہٰذا یہاں دوبارہ اِعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲)دوسری بات حضورؑ کے اِن الفاظ سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ الہامی پیشگوئی میں مذکورہ پہلا وجود ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' تھا اور بشیر احمد اول پیشگوئی کے اس وجود سے متعلقہ الہامی حصے یعنی ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نوراللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔'' کا مصداق بن کر اس دارِفانی سے کوچ کر گیا۔

(۳) حضورؑ فرماتے ہیں کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' اب ظاہر ہے کہ الہامی پیشگوئی میں علاوہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے دوسرا وجود ''زکی غلام'' ہے۔ اور اس طرح حضورؑ اپنے الفاظ میں ''دوسرے بشیر یا بشیر ثانی'' کو ''زکی غلام'' یا ''مصلح موعود'' سے متعلقہ حصے یعنی ''اسکے ساتھ فضل ہے۔۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۔'' کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح یہ بات بہر حال قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ حضورؑ نے ''زکی غلام'' کو ہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اب تصفیہ طلب اَمر یہ ہے کہ ''زکی غلام'' کون ہے۔؟ بشیر الدین محمود احمد ہے یا کوئی اور ہے۔؟

(۴) رانا صاحب! ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور ''زکی غلام'' میں سے مصلح موعود کون ہے۔؟ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے میں آپ کو ایک اور طریقہ بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ اور دیگر احباب جماعت سے میری درخواست ہے کہ آپ سب میرا مضمون نمبر ۱۱ ''حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت'' اور سورۃ مریم کو بغور وفکر پڑھیں اور پھر دیانتداری سے الہامی پیشگوئی کا جائزہ لیں کہ اس میں مذکورہ دو (۲) وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے اللہ تعالیٰ نے کسے ''نشانِ رحمت'' کہا ہے۔ جسے ''نشانِ رحمت'' کہا گیا ہے وہی مصلح موعود ہے۔ سورۃ مریم ہمیں بتاتی ہے کہ جس ''زکی غلام'' کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو بشارت بخشی تھی اُسے اللہ تعالیٰ نے ''نشان رحمت'' قرار دیا تھا اور اُسی ''زکی غلام'' کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ عمران آیت نمبر ۴۶ میں مسیح عیسیٰ ابن مریم کا نام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ''زکی غلام'' کو ''مسیحی نفس'' بھی قرار دیا ہے۔ لہٰذا اگر یہ ''مسیحی نفس زکی غلام'' مصلح موعود نہیں ہے تو پھر مصلح موعود اور کون ہو سکتا ہے۔؟ کوئی بھی نہیں۔ امید ہے اب آپکی تسلی ہوگئی ہوگی کہ ''زکی غلام'' ہی مصلح موعود ہے اور حضورؑ نے اُسے ہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ بہر حال رانا صاحب! مجھے آپکے علم پر حیرت ہوئی ہے کہ آج تک آپ کو اِس معمولی بات کا بھی علم نہیں تھا کہ الہامی پیشگوئی میں کون مصلح موعود ہے۔؟ یہ بھی یاد رہے کہ اگر آپ کو یا دیگر افرادِ جماعت کو اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کون ہے تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کیونکہ ایسی پیشگوئیوں کی حقیقت یا اِنکی فلاسفی اُن وجودوں پر کھلتی ہے جو اِنکے مصداق ہوتے ہیں۔؟

ایک توجہ طلب بات۔۔۔؟

(رانا صاحب! حضورؑ کا سبز اشتہار میں دوسرے بشیر یا بشیر ثانی کو ''زکی غلام یا مصلح موعود'' قرار دینا آپکا اجتہادی خیال تھا۔ اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں حضورؑ کے اس اجتہادی خیال کی تصدیق فرمائی ہے یا کہ نفی فرمائی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے اس اجتہادی خیال کی اپنے کلام میں تصدیق فرمائی ہے تو پھر میں یا کوئی اور کون ہوتا ہے اس سے اختلاف کرنے والا۔ دریں صورت میں نہ صرف اپنا دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' واپس لے لوں گا بلکہ آپ کو اور جماعت کو منہ مانگا انعام بھی دونگا۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حضورؑ کے اس اجتہادی خیال (دوسرے بشیر یا بشیر ثانی کو ''زکی غلام یا مصلح موعود'' قرار دینا) کی نفی فرما دی ہے تو پھر تقویٰ اور دیانتداری کا تقاضا ہے کہ آپ بھی اور پوری جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو بھی اور اُسکی اِنعامی تقسیم کو بھی قبول فرمالیں کیونکہ اسی میں آپ سب کی بھلائی اور خیر ہے۔)

رانا صاحب! اب میں بڑے اِختصار (تفصیل میرے دیگر مضامین میں موجود ہے) کیساتھ یہاں چند دلائل یا وجوہات کا ذکر کرتا ہوں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ''زکی غلام'' نہیں تھے۔ اور جب وہ ''زکی غلام'' ہی ثابت نہیں ہوتے تو پھر وہ مصلح موعود کیسے ہو گئے۔؟ کیونکہ مصلح موعود تو صرف اور صرف ''زکی غلام'' ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ''زکی غلام یا مصلح موعود'' نہ ہونے کی وجوہات

(۱) پہلی وجہ یہ کہ یہ بات درست ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں فرمایا تھا کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت (اس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا) دوسرے بشیر کی نسبت ہے''، لیکن جب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے دن یہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوا تو حضورؑ نے ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ'' شائع کیا۔ آپؑ اس اِشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

☆ آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ ☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

اب حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ سبز اشتہار میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا تھا کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی نہیں تھی بلکہ آپؑ کا یہ محض اجتہاد تھا۔ اگر یہ (اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے) الفاظ الہامی ہوتے تو حضورؑ دوسرے بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش پر ڈنکے کی

چوٹ کیساتھ یہ اعلان فرماتے کہ قطعی طور پر یہ لڑکا ''زکی غلام یا مصلح موعود'' ہے۔لیکن حضورؑ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ ''ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے''۔مزید یہ بھی فرمایا کہ اس کا ''نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی''۔میرا یہ چیلنج ہے کہ حضورؑ نے اسکے بعد بشیر الدین محمود کے متعلق کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ ''لڑکا'' مولود یا مولود مسعود یا مصلح موعود ہے۔اور اگر کوئی ایسا ثابت کردے تو میں اسے منہ مانگی انعامی رقم دینے کو تیار ہوں۔یہ بھی یاد رہے کہ حضورؑ نے مولود۔مولود مسعود اور مصلح موعود کے الفاظ ''زکی غلام'' کیلئے ہی استعمال فرمائے ہیں کیونکہ آپکے خیال میں ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلق الہامی عبارت کے مصداق تو بشیر احمد اول تھے اور وہ آپ ہی کے بقول پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق مہمان کی طرح چندروزہ زندگی گزار کر دیکھتے دیکھتے رخصت ہو گئے تھے۔

(۲) رانا صاحب!دوسری وجہ یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کو بھی مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا۔مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حُجّۃ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

☆ بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔☆ (حُجّۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی اِس اَمر کی تصدیق فرمارہے ہیں کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جب کہ اس وقت آپکے تینوں لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ہاں آپؑ نے محض تفاؤل کے طور پر اِنکے نام ضرور رکھے تھے۔

(۳) تیسری وجہ یہ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے دن پیدا ہونیوالے اپنے لڑکے مبارک احمد کے متعلق بڑے واضح رنگ میں فرمایا کہ میرا یہی لڑکا ''مولود مسعود'' ہے۔بالفاظ دیگر حضورؑ نے مبارک احمد کو ''زکی غلام'' یعنی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔خاکسار اِختصار کی خاطر یہاں حضورؑ کے صرف دو (۲) حوالے درج کرتا ہے۔باقی اِسکی تفصیل میرے مضمون نمبر ۳۰ ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' میں موجود ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(ا) ☆ اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔☆ (تریاق القلوب۔تصنیف۔۱۹۰۰ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

اب اس میں کوئی شک نہیں کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی بالفاظ دیگر پیشگوئی مصلح موعود کہلاتی ہے اور یہ الہامی پیشگوئی زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق ہی نازل ہوئی تھی۔

(ii) ☆ سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبّہ کرنے کیلئے اِس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پُورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔☆ (ایضاً صفحہ ۲۲۱)

جناب رانا صاحب!اب ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' اور محض تفاؤل کے طور پر رکھے گئے نام (فضل۔بشیر محمود) کہاں گئے کیونکہ حضورؑ تو ۱۸۹۹ء میں اپنے چوتھے فرزند مبارک احمد کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا مصداق اور ''مولود مسعود'' یا مصلح موعود فرمارہے ہیں۔بعد ازاں یہ لڑکا بھی ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن فوت ہو گیا۔مبارک احمد کی پیدائش (۱۴۔جون ۱۸۹۹ء) کے بعد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی لیکن ''زکی غلام'' کی بشارت جاری رہی۔اور اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے پر یہ قطعی طور پر ظاہر فرمادیا کہ اے میرے پیارے مہدی اور مسیح ''زکی غلام'' تیرا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہے بلکہ یہ کوئی تیرا روحانی فرزند ہوگا اُسی طرح جس طرح تو میرے پیارے نبی محمد مصطفےٰ ﷺ کا روحانی فرزند ہے۔امید ہے رانا صاحب!اب تو آپ کو بخوبی پتہ چل گیا ہوگا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد تو کسی لحاظ سے بھی پیشگوئی ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔تو پھر وہ مصلح موعود کس طرح ہو گئے۔؟

زکی غلام تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود ہے

جناب رانا صاحب!سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(ا) ☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا --

سو تجھے بشارت ہو---------------------------------- کہ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا-------------------------------------

-- وَ کَانَ اَمرًا مَّقْضِیًّا۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۲) اِسی زکی غلام کی پیدائش (بشارت ہمیشہ پیدائش سے پہلے ہوا کرتی ہے نہ کہ پیدائش کے بعد۔ناقل) کی دوبارہ بشارت اپریل ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔جیسا کہ درجِ ذیل الہام سے ظاہر ہے:۔۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔☆ اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا ۔☆یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

اِس الہام میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے مہدی اور مسیح کو اور آپکی معرفت آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ابھی وہ ''زکی غلام'' (مصلح موعود) پیدا نہیں ہوا اور اے میرے بندے تو تھوڑا عرصہ صبر کر میں اِس ''زکی غلام'' کو تجھے ضرور عطا کرونگا۔رانا صاحب! کیا یہ الہام اس حقیقت پر دال نہیں ہے کہ اپریل ۱۸۹۹ء تک مصلح موعود پیدا نہیں ہوا تھا۔؟

(۳) پھر اِسی زکی غلام کی آخری اور سہ بارہ پیدائش کی بشارت ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔جیسا کہ درجِ ذیل الہام سے ثابت ہے:۔

۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔☆سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی۔اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔ ☆(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

رانا صاحب! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو جو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف ''زکی غلام'' تھے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی ''زکی'' کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔وہ حکیم ہے اور اُس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔اور ایسے حکیمانہ کلام کی حقیقت اور گہرے اِسرار اُن لوگوں پر وا ہوتے ہیں جو پیدائشی مطہر ہوتے ہیں یا جنہیں اللہ تعالیٰ مطہر بنا دیتا ہے۔جناب رانا صاحب! سُنئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اِنکشاف فرمایا ہے کہ میں نے یعنی اللہ تعالیٰ نے ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء اور ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کو اپنے برگزیدہ بندے (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کو اور اُسکی معرفت اُسکی جماعت کو یہ سمجھانے کیلئے یہ بشارتیں عطا فرمائیں تھیں کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے اور وہ آئندہ پیدا ہوگا۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کو اور پھر ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء کو اور پھر آخری بار ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کو جو ''زکی غلام'' کے متعلق تین مختلف اوقات میں بشارتیں ہوئیں تھیں۔یہ تین مختلف ''زکی غلام'' نہیں تھے بلکہ ایک ہی ''زکی غلام'' تھا جسے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے مصلح موعود کا خطاب دیا تھا اور اُس نے ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔

رانا صاحب! اگر آپ یا کوئی اور فردِ جماعت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکورہ دونوں وجودوں کا دوجسمانی لڑکے ہونا ثابت کردے۔؟ یا ''زکی غلام'' کے علاوہ کسی اور وجود کا مصلح موعود ہونا ثابت کردے۔؟ یا ''زکی غلام'' سے متعلقہ تین مختلف بشارتوں میں سے تین مختلف زکی غلاموں کا ہونا ثابت کردے۔؟ یا یہ ثابت کردے کہ اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکے کی طرح ''زکی غلام'' کو حضورؑ کی صُلب میں سے پیدا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔؟ یا یہ ثابت کردے کہ جماعت احمدیہ میں دو (۲) وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کے علاوہ کوئی اور تیسرا وجود بھی موعود ہے۔؟ تو یہ عاجز نہ صرف آپ سب کو منہ مانگا انعام دے گا بلکہ اپنے دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ کیا کوئی ہے جو میرا یہ چیلنج قبول کرے۔؟

یارو! خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟ ۔ خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں ؟۔ حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضِد و تعصب میں ڈوبتے؟ ۔ آخر قدم بصِدق اُٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے ردّ جو محقّق ہے ایک بات؟ ۔ کچھ ہوش کر کے عُذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو، اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب!۔ پھر بھی یہ مُنہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

جناب رانا صاحب! آپ لکھتے ہیں کہ! ''زکی غلام کی پیدائش آخری مورخہ ۱۷(۶/۷۔ناقل) نومبر کی ہے۔اس وقت زکی غلام موجود نہیں تھا۔''

خاکسار پہلے ثابت کر چُکا ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جن دو وجودوں کی بشارت دی گئی تھی۔اِن میں سے ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' تھا اور دوسرا ''زکی غلام'' ہے۔یہ بھی ثابت کر چُکا ہوں کہ ''زکی غلام'' ہی مصلح موعود ہے اور اِسے ہی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے مصلح موعود کا لقب دیا تھا۔اور یہ بھی ثابت کر آیا ہوں کہ ''زکی غلام'' کے متعلق جو مختلف اوقات میں بشارتیں ہوئی ہیں اِن سے مراد تین مختلف زکی غلام نہیں تھے بلکہ ایک ہی زکی غلام مراد ہے۔اور یہ بھی تحریری طور پر وعدہ دے چُکا ہوں کہ اگر کوئی میری

یہ باتیں غلط ثابت کردے تو میں اُسے نہ صرف منہ مانگا انعام دونگا بلکہ اپنا دعویٰ بھی واپس لے لونگا۔لیکن رانا صاحب! قیامت تک کوئی میری اِن باتوں کو غلط ثابت نہیں کرسکتا۔اب آپ نے یہ جو کہا ہے کہ ''زکی غلام کی پیدائش آخری مورخہ ۱۷(۶/۷۔ناقل) نومبر کی ہے۔اس وقت زکی غلام موجود نہیں تھا۔'' اپنے اِن الفاظ میں آپ یہ بات تسلیم کررہے ہیں کہ ''زکی غلام یعنی مصلح موعود'' ۶/۷نومبر ۱۹۰۷ءتک پیدا نہیں ہوا تھا تو پھر ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ءکو پیدا ہونیوالے مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کیسے ہوگئے۔؟ الحمدللہ ایک حقیقت کو آپ نے بالواسطہ تسلیم کرلیا ہے۔ وَھُوَا لمُرَادُ۔

آپ لکھتے ہیں کہ ''مگر یہ زکی غلام بہرحال آپ کی صُلبی نسل میں سے ہونا از روئے پیشگوئی ضروری ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کا الہام خُذِ التّو حِید التوحید آ یا بناء الفارس میں آئندہ دنیا کی اصلاح اور توحید کے پھیلانے کی ڈیوٹی خدا تعالیٰ نے از راہِ شفقت حضرت مسیح موعودؑ کی صلبی نسل سے ہی مقدر کررکھی ہے۔حضورؑ کی نسل میں سے کسی زکی غلام کا پیدا ہو جانا خدا جب بھی چاہے پیدا کردیگا۔مگر اَبناء الفارس ہی ہوگا۔۔۔۔۔پس آپ گھبرائیں نہیں۔یہ زکی غلام ایک نہیں کئی پیدا ہوتے رہیں گے۔''

جناب رانا صاحب! اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی ''زکی غلام'' سے متعلق الہامی بشارتیں نازل فرما کر اپنا یہ فیصلہ دیدیا تھا کہ حضورؑ کا کوئی صُلبی یا جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوگا۔سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ءکی الہامی پیشگوئی میں جن دو(۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔اِن میں سے ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' تھا اور دوسرا ''زکی غلام'' تھا۔''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں اپنے برگزیدہ بندے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ! ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔رانا صاحب! میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ''زکی غلام'' کے متعلق بھی اپنے برگزیدہ بندے سے کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ ''وہ زکی غلام تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔اگر تو ''زکی غلام'' کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا وعدہ موجود ہے تو پھر تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ''زکی غلام'' کو حضورؑ کی صُلبی نسل میں سے ہی پیدا فرمائے گا۔لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا ''زکی غلام'' کے متعلق ایسا کوئی وعدہ ہی نہیں ہے تو پھر آپ خواہ مخواہ ''زکی غلام'' کے متعلق اللہ تعالیٰ کو حضورؑ کی صُلب میں سے پیدا کرنے کیلئے پابند کررہے ہیں۔رانا صاحب! یاد رکھیں کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ءکی الہامی پیشگوئی سے لے کر ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ءیعنی حضورؑ کی وفات تک اللہ تعالیٰ نے ''زکی غلام'' کے متعلق حضورؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے۔اگر آپکے پاس یا کسی اور کے پاس ایسا کوئی الہامی وعدہ ہے تو وہ میرے اور افرادِ جماعت کے آگے پیش کیجئے۔''زکی غلام'' کے متعلق اپنا لڑکا ہونا حضورؑ کا اپنا محض اجتہاد تھا جس کی بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے نفی فرمادی۔رانا صاحب! فرماتے ہیں ''حضورؑ کی نسل میں سے کسی زکی غلام کا پیدا ہو جانا خدا جب بھی چاہے پیدا کردیگا۔'' آپ نے یہ فرما کر اِس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ ''زکی غلام'' جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے نے ابھی پیدا ہونا ہے اور اِس طرح آپ نے بھی بالواسطہ طور پر خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا قرار دے دیا ہے۔ ؎

نکل جاتی ہو جس کے منہ سے سچی بات مستی میں ۔ فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

ہاں ابھی تک آپ اِس ضد پر قائم لگتے ہیں کہ وہ ''زکی غلام یعنی مصلح موعود'' اَبناء الفارس میں سے پیدا ہوگا۔رانا صاحب! آپکی یہ ضد بھی فضول ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ نے ''زکی غلام'' کو اَبناء الفارس میں سے پیدا کرنے کا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے۔جیسا کہ خاکسار درج بالا سطور میں یہ وعدہ کرچکا ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا الہامی وعدہ ثابت کردیں گے تو میں اپنا ''زکی غلام مسیح الزماں'' ہونے کا دعویٰ واپس لے لونگا۔

رانا صاحب! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آنحضورﷺ نے اپنی اُمت کو اپنے ایک روحانی فرزند یعنی مہدیؑ کی بشارت سے نوازا تھا۔جیسا کہ آپﷺ فرماتے ہیں:۔

(۱)۔''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّیْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُه اِسْمِیْ وَاَبِیْهِ اِسْمُ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔'' (ابوداوٗد کتاب المھدی)۔ترجمہ:۔حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردے گا یہاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا اُس کا نام میرا نام اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(۲)''وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سُنا فرماتے تھے مہدی میری عِترت اولادِ فاطمہؓ میں سے ہوگا۔روایت کیا اسکو ابوابوداوٗد نے۔''(مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸)

رانا صاحب! میرا آپ سے سوال ہے کہ آنحضرتﷺ کے اِن کھلے کھلے الفاظ کے باوجود آپﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی حضرت مہدیؑ کیا اولادِ فاطمہؓ یعنی سادات میں سے پیدا ہوا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔بلکہ وہ تو مغلیہ خاندان میں سے پیدا ہوا ہے۔اب اگر آنحضرتﷺ کا یہ اجتہادی کلام اجتہادی غلطی کے رنگ میں خطا ہوگیا ہے تو پھر آپﷺ کے روحانی

فرزند حضرت مہدیؑ کے اجتہادی کلام یعنی بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔؟ یہ بھی تو اجتہادی غلطی کے رنگ میں خطا ہوسکتا ہے۔اُمت مسلمہ کی اکثریت ماسوائے جماعتِ احمدیہ آج تک اُس مہدی کا سادات میں پیدا ہونے کا انتظار کررہی ہے جبکہ وہ ایک صدی قبل ایک دوسری قوم میں پیدا بھی ہوگیا۔رانا صاحب! اب آپ اور افرادِ جماعت بھی وہی غلطی کے مرتکب ہورہے ہیں جو غلطی اُمت مسلمہ میں پہلے کچھ لوگ کر بیٹھے ہیں۔اب اُمتِ محمدیہ میں کچھ لوگوں کی خواہش اور انتظار کے مطابق کیا آنحضرت ﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی مہدیؑ سادات میں پیدا ہوجائے گا۔؟ ہرگز نہیں۔وہ تو ایک صدی قبل مغلیہ خاندان میں پیدا ہوچُکا ہے۔کیا آپ بھی اسی طرح ''زکی غلام'' کو حضورؑ کی صُلب میں سے پیدا کرلیں گے۔؟ سمجھدار لوگ دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہیں نا کہ وہی غلطیاں دہراتے ہیں۔

خُذُ واالتَّوْحِيْدَ التَّو حِيْدَ يَآ اَبْنَآ ءَ الْفَارِسِ ۔توحید کو پکڑو۔توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔کی حقیقت۔

رانا صاحب! حضورؑ کے درج بالا اِلہام میں زکی غلاموں کی بشارت نہیں ہے۔بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی اُمت کو بطور تنبیہہ (warning) یہ دعا سکھلائی ہے کہ ''اِهْدِنَاا لصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ o (فاتحہ:٦۔٧) ہمیں سیدھے راستہ کی طرف چلا۔اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا۔جن پر نہ تو (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔'' اِن آیات میں االلہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو سیدھے راستے یعنی منعم علیہ گروہ کے راستہ پر چلنے کی دعا کیساتھ ساتھ یہ دعا بھی سکھائی ہے کہ تم (اُمتِ محمدیہ) یہودیوں کی نقل کرتے ہوئے مغضوب علیہ اور عیسائیوں کی نقل کرتے ہوئے ضالین نہ بن جانا۔'' غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْن '' کا قرآنی الہام بتا رہا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں یقیناً بعض لوگوں نے یہودی اور عیسائی بننا تھا۔ہم جانتے ہیں کہ بالکل ویسا ہی ہوا ہے اور بعض مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کے طور طریق اختیار کرکے یہودیوں اور نصاریٰ کا رنگ اختیار کرلیا۔اگر کسی کو اس میں کوئی شک ہو تو وہ بانئے سلسلہ احمدیہ کی کتب پڑھ لے۔بقول شاعر! ؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ ، تو تمدن میں ہنود ۔ یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

راناصاحب! متذکرہ بالا الہام ''خُذُ واالتَّوْحِيْدَ التَّو حِيْدَ يَآ اَبْنَآ ءَ الْفَارِسِ ۔توحید کو پکڑو۔توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو'' میں بھی یہی تنبیہہ موجود ہے کہ اے فارس کے بیٹو! توحید پر قائم رہنا نہ کہ شرک وبُت پرستی میں مبتلاء ہوجانا۔آج حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد یعنی اَبنائے فارس کیا وہی کچھ نہیں کررہے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔؟ اے افرادِ جماعت! آپ نظام جماعت کا مشاہدہ کریں اور پھر اس میں کہیں خدا تعالیٰ کو ڈھونڈ کر دکھا دیں۔کیا یہ اَبنائے فارس مکمل طور پر شرک اور بُت پرستی میں مُبتلا نہیں ہو چُکے۔؟ اب تک تو یہ نعرہ بلند کررہے ہیں کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' اگر انہیں تھوڑی سی مہلت اور مل گئی تو آپ دیکھیں گے کہ اِنہوں نے یہ کہنا شروع کردینا ہے کہ نعوذ باللہ ''خلیفہ ہی خدا ہے'' رانا صاحب! متذکرہ بالا الہام میں اَبنائے فارس کیلئے تنبیہہ (warning) نازل ہوئی تھی نہ کہ اِس میں زکی غلاموں کے پیدا ہونے کی خبر ہے۔ویسے بھی جیسا کہ میں پہلے ثابت کرآیا ہوں کہ ایک ہی موعود ''زکی غلام'' ہے نہ کہ کئی اور وہی مصلح موعود ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے تا کہ آپ اِس کھوبے سے نکل آئیں آمین۔

آپ لکھتے ہیں! ''مگر یہ ضروری نہیں کہ زکی غلام دعویٰ بھی زکی غلام ہونے کا کرے۔''

رانا صاحب! اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو آئندہ زمانے میں غلبہ اسلام کے لیے جو ''نشانِ رحمت'' عطا فرمایا تھا۔اِس ''زکی غلام'' کے متعلق آپؑ مورخہ ۲۲۔مارچ ۱۸۸٦ء کو اپنے ایک اشتہار بنام ''اشتہار رواجب الاظہار'' میں فرماتے ہیں:۔

''اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفےٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔اور درحقیقت یہ نشاں ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جاوے۔۔۔۔مگر اس جگہ بفضلہ تعالےٰ احسانہ ببرکت حضرت خاتم الانبیا ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔'' (اشتہار رواجب الاظہار بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵)

راناصاحب! آپ کیسی بہکی بہکی باتیں کررہے ہیں۔؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایسے عظیم الشان انسان کو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق دنیا میں نازل فرمائے اور وہ اپنے ''زکی غلام مسیح الزماں'' ہونے کا دعویٰ ہی نہ کرے۔؟ ؎ نئے شعور کو کب تک دبا کے رکھو گے ۔ یہ آفتاب تو ہر آن بڑھنے والا ہے

آپ لکھتے ہیں!''زکی غلام اور ہے اور مصلح موعود اور ہے۔''

راناصاحب! میں نے بڑی وضاحت کیساتھ''زکی غلام ہی مصلح موعود ہے'' کے عنوان کے تحت یہ ثابت کر دیا ہے کہ''زکی غلام'' ہی کو حضرت مرزا صاحبؑ نے مصلح موعود کا خطاب دیا تھا۔ مصلح موعود کوئی الہامی لفظ نہیں ہیں بلکہ یہ حضورؑ کا''زکی غلام'' کو دیا ہوا ایک خطاب ہے، ایک لقب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریمؑ کی طرح اس وجود کیلئے بھی''زکی غلام'' کے الہامی الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ کافی مفصل جواب دیا جا چکا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ اس سے آپکی بھی اور دیگر افرادِ جماعت کی بھی تسلّی ہو جانی چاہیے۔

راناصاحب! اپنے خط کے صفحہ نمبر ۸ کے شروع پر آپ لکھتے ہیں:۔

''آپ نے بھی طعنہ بازی اور رکیک زبان استعمال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے ایک ذلیل انسان کی ذلیل کتاب''ربوہ کا راسپوٹین'' کا ذکر کر کے اس کے حوالہ جات دے کر خدا کو ناراض کیا ہے۔ یہ کتاب بکواسات اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔''

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

راناصاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔ آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے''زکی'' یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرتﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چاروناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ آپکے مصلح موعود پر اُسکی زندگی میں اُسکے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اُسکی اپنی اولاد نے حلف اُٹھا کر اُس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ راناصاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کیے تھے تو اُنہیں چاہیے تھا کہ اِن الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رَد کر دیتے۔ اِس میں ہرج کیا تھا۔؟ راناصاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جُرم نہ کیا ہو تو پھر اُسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اُٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔؟ جو مجرم نہیں ہے وہ تو ایک کی بجائے سو حلف بھی اُٹھا سکتا ہے۔ اس میں اُسکا کوئی حرج نہیں۔ آپ یا نظامِ جماعت پیسے دے کر کسی کو میرے خلاف تیار کریں (جس طرح عیسائیوں نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک شخص عبدالحمید کو تیار کیا تھا) کہ وہ مجھ پر حلف اُٹھا کر بدکاری کا الزام لگائے اور پھر دیکھنا میں کس طرح حلف اُٹھا کر اُسکے جھوٹے الزام کو رَد کرتا ہوں۔ راناصاحب! مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ پر بھی کوئی حلف اُٹھا کر جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہو گا۔

راناصاحب! انبیائے کرامؑ کو چھوڑیں صرف اُمتِ محمدیہ کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کی آپ مثال دے سکتے ہیں کہ اُسکی زندگی میں اُسکی اولاد نے یا اُسکے قریبی رشتہ داروں نے یا اُسکے قریبی مریدوں وغیرہ نے حلف موکد بعذاب اُٹھا کر اُسکے خلاف بدکاری کے الزام لگائے ہوں اور جواب میں وہ مجدد صاحب خاموش رہے ہوں یا چار گواہوں کا مطالبہ کرتے رہے ہوں۔ کوئی ایک مثال۔ اگر آپ ایسی ایک مثال بھی نہیں دے سکتے تو پھر آپکا مصلح موعود کیسا عجیب مصلح موعود تھا کہ مرید اُس پر ہر سال نئے نئے بدکاری کے الزام لگاتے رہے اور وہ بجائے حلف موکد بعذاب کیساتھ اُن الزاموں کو دور کرتا اُن سے چار گواہوں کا مطالبہ کرتا رہا۔؟ راناصاحب! ۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔؟

راناصاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۸ پر ہی لکھتے ہیں:۔

''آپ نے شاہ رگ اور حضورؓ پر ایک خناس قسم کے شیطان کا چاقو سے حملہ کو بھی خوب خوب اُچھالا ہے۔ اول تو شاہ رگ کا کٹنا مفتری کے سلسلہ کو ختم کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ تاہم ہر نیک انسان کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ یہ تو محض عمر نام کیساتھ فضل نے ہی بچالیا۔ باقی فالج کا گرنا۔ حضور کا اُٹھ نہ سکنا وغیرہ۔۔۔۔ جب ہمارے پیارے آقا خدا تعالیٰ کے انتہائی پیارے محبوب ہمارے ماں باپ اس ذات پاک پر فدا ہوں آخری بیماری اور آخری لمحات میں آپﷺ پر پانی کے گھڑوں کے گھڑے انڈیل دیئے گئے۔ تو اس کاروائی پر آجتک دشمن بے دین کیا کیا بکواس کر رہا ہے۔ اس کے منہ میں مٹی اسکے بکواسات سے حضورﷺ کی شان میں کیا فرق پڑا ہے۔ آنحضرتﷺ پر زینبؓ کیساتھ کا واقعہ۔ طلاق کا واقعہ۔ بچوں کیساتھ بکواس ہوتے رہے۔''

راناصاحب! خاکسار نے''ولو تقول علینا کا معیار''،''خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ'' اور''مرزا محمود کا عبرت ناک انجام'' کے عنوانات کے تحت جو کچھ دلائل کیساتھ لکھا ہے۔ آپ ان میں سے کسی ایک دلیل کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکے ہیں۔ آپ کا صرف اتنا لکھ دینا کہ آپ کے نام نہاد حضور پر ایک خناس قسم کے شیطان نے چاقو سے حملہ کر دیا تھا

کافی نہیں ہے۔ باقی شہ رگ کے کٹنے سے کسی کی شہ رگ کا کٹنا ہی مراد لیا جاتا ہے نہ کہ کسی کے سلسلہ کا خاتمہ۔ آپکے مرزا محمود احمد کا اپنا کون سا سلسلہ تھا جو ختم ہو جاتا۔؟ اُس نے تو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے سلسلہ پر بزورِ نظام قبضہ کیا ہوا تھا اور یہ قبضہ اب تک چلا آ رہا ہے۔ باقی آپ لوگوں کا یہ قدیمی شیوہ ہے کہ جب آپ اپنے حضور پُرنور کی بدکرداریوں اور اُسکے خود ساختہ جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا دفاع نہیں کر سکتے تو دو چار انبیا بشمول حضرت محمد ﷺ کی بیماریوں کا ذکر کر کے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہو۔ میں نے اپنے مضمون ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' کے صفحہ نمبر ۲۵ پر جو لکھا تھا کہ۔ (۱) مرزا محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہیں۔ سنت اللہ کے مطابق وہ مصلح موعود بن ہی نہیں سکتے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۲) اس نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۳) ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اسکی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۴) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۵) قطع وتین یعنی شہ رگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۶) قریباً دس سال تک بسترِ مرگ پر اپاہج ہو کر لیٹے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۷) چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ میں حضور کی ناگفتہ بہ حالت کو بیان نہیں کر سکتا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۸) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس طرح مرزا محمود احمد کے انجام نے اسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اسکے باوجود اگر آپ مرزا محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ افرادِ جماعت کی اندھی عقیدت کی بدولت اُنہیں اِس مصلح موعودی جھوٹ میں اِس طرح پھنسایا گیا ہے کہ اب ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن!''۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۹ کے آخر پر لکھتے ہیں:۔

''آپ ہی یہ تو بتائیں کہ صُلبی لڑکے کو تو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کہا ہے۔ کیا زکی غلام کو بھی کسی الہام میں مصلح موعود کہا ہے۔؟ اگر نہیں۔ تو تسجدو لا دم ۔۔۔۔ فرمانبردار بن کر سر جھکا دو۔ اسی میں آپکی سلامتی ہے۔ خدا تعالیٰ کیساتھ لڑائی کا کیا فائدہ ہے۔؟''

رانا صاحب! اگر آپ لوگوں نے میرے مضمون ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' کا جواب دینا تھا تو یہ کام کسی صاحب عالم کے ذمہ لگاتے۔ معاف کرنا آپ کو تو اس پیشگوئی مصلح موعود کا کچھ بھی علم نہیں۔ اس پیشگوئی کو صرف ایک بار پڑھ کر آپ میرے مضمون کا جواب لکھنے بیٹھ گئے ہیں۔ آپکو تو اتنا بھی علم نہیں کہ ''مصلح موعود'' کی اصطلاح الہامی نہیں ہے بلکہ یہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُس ''زکی غلام'' کو دیا ہوا ایک خطاب ہے۔ کیا آپ اپنے الفاظ کہ ''صُلبی لڑکے کو تو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کہا ہے'' کا ثبوت دے سکتے ہیں۔؟ اگر نہیں بلکہ یقیناً نہیں تو پھر رانا صاحب! مجھے حکم دینے اور ڈرانے دھمکانے کی بجائے آپ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا علم حاصل کریں۔ آپکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ میرے ربِ قدیر نے مجھے اس الہامی پیشگوئی کے موضوع پر پی ایچ ڈی کروائی ہے۔ اور پھر انہیں دِنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر بھی دیدی کہ اب یہ محمودی حضرات اِس پیشگوئی کے معاملہ میں تیرے مقابلہ پر کبھی کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔ میں نے اپنا یہ دعویٰ ۱۹۹۷ء میں آپکے بزعم خود شیر خلیفہ رابع کے آگے رکھا تھا۔ آپکے موجودہ خلیفہ صاحب کے آگے بھی رکھ رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے غلطی پر سمجھتے ہیں تو اُٹھو اور میرے دعویٰ کو جھٹلا کر دکھاؤ۔ بہر حال آپ سے درخواست ہے کہ میرے پیارے رانا صاحب! مجھے حکم اور دھمکیاں بعد میں دینا پہلے پیشگوئی مصلح موعود کا علم حاصل کر لیں۔ افرادِ جماعت سے بھی پوچھتا ہوں کہ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جس شخص کو یہ پتہ نہیں کہ مصلح موعود کے الفاظ الہامی ہیں یا کہ انسانی خاکسار اُس سے کیا بحث کرے۔؟

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۰ کے شروع میں لکھتے ہیں:۔

''پھر آپ نے صفحہ نمبر ۵ میں مکتوب نمبر ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کا ذکر کر کے از خود ہی بشیر ثانی کو بشیر اول متوفی کا مثیل قرار دے رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔''

رانا صاحب! میں کہاں خود ہی بشیر ثانی کو بشیر احمد اول کا مثیل قرار دے رہا ہوں۔؟ اللہ تعالیٰ کا کلام جو حضورؑ پر نازل ہوا تھا۔ وہ بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثیل قرار دے رہا ہے۔

☆اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَ فَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَ الْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔اِنَّا نَرُدُّہ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔☆ (سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا ُن کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہوجاتی ہے جوکہ آپؑ نے حضرت مولانا نورالدینؓ کے نام لکھا تھا۔اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ ''ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا'' یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اورحسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یخلق ما یشاء۔☆(مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ،بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱،چوتھا ایڈیشن)

حضورؑ کے اِن الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً)۔اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اول) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔(ثانیاً)۔یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اول) تو ضرور فوت ہوگیا لیکن اُسکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا اُس سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔اُمید ہے رانا صاحب! اب تو آپکی تسلی ہوگئی ہوگی کہ میں نے خود بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثیل قرار نہیں دیا بلکہ یہ مماثلت تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً دی ہے۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ہی آگے لکھتے ہیں:۔

''اب بقول آپکے اگر بشیر ثانیؓ مثیل ہے بشیر اول کا۔تو اوپر والے اوصاف بھی ثانی میں ہونے چاہئیں۔کیا ایسے اوصاف والالڑکا نعوذ باللہ بدکردار اور خلافت کا غاصب اور ان پلید (الزامات) کا عکس ہوسکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ورنہ تو آسمان زمین پر آگرے۔''

رانا صاحب! جیسا کہ میں اوپر وضاحت کرچکا ہوں کہ بشیر ثانی بشیر اول کا مثیل میرے بقول نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے مثیل قرار دیا تھا۔جہاں تک بشیر اول کے اوصاف کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ اوصاف بشیر ثانی میں بھی تھے۔اِن اوصاف پر اُسکی قیادت گواہ ہے۔باقی اگر کوئی انسان فضل یافتہ ہوکر کوئی غلط کام کرتا ہے تو اِس میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے فضل کو ہم دوش نہیں دے سکتے۔یہ قصور خود اُس انعام یافتہ شخص کا ذاتی ہوگا۔یہاں پر میں ایک عمومی مثال مرزا غالب جو خلیفہ رابع کے پسندیدہ شاعر تھے کی دیتا ہوں۔مرزا غالب ایک فضل یافتہ انسان تھے۔اس کا اقرار اُسکے وقت میں بھی ہوا اور آج تاریخ بھی اِسکی گواہی دیتی ہے۔وہ کہتا ہے! ؎

یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالب ۔ تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ایک روایت کے مطابق غالب کا یہ شعر جب بہادر شاہ ظفر نے سُنا تو اُس نے غالب سے کہا کہ اگرچہ تو بادہ خوار ہے لیکن میں پھر بھی تجھے ولی سمجھتا ہوں۔اب اگر یہ روایت سچی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غالب بلاشبہ فضل وکمال کے حامل تھے لیکن ساتھ ہی بشری کمزوریوں میں بھی مُبتلاء تھے۔غالب اپنے عیبوں کیلئے بذاتِ خود جوابدہ تھا۔اِس میں اُس فضل وکمال یا فضل وکمال کو بخشنے والے کا کیا قصور تھا۔؟ قرآن کریم بھی ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ایک شخص پر اپنا فضل نازل فرما کر اُسے اونچا کرنا چاہے لیکن فضل وکمال کا حامل شخص دنیا کے گندوں پر منہ مارتا پھرے۔جیسا کہ سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

''وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔''○(سورۃ اعراف۔۱۷۶،۱۷۷) ترجمہ۔اور اُنہیں اس شخص کے حالات پڑھ کر سنا،جس کو ہم نے اپنے نشانات دیئے تھے پھر وہ اُن سے پھسل کر الگ ہوگیا تھا۔پس شیطان اسکے پیچھے چلا اور وہ گمراہوں میں جا شامل ہوا۔اور اگر ہم چاہتے تو اُسے ان آیات کے ذریعہ سے اونچا کردیتے لیکن وہ زمین کی طرف جاگرا۔اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔پس اُسکی حالت اُس کتے کی حالت کی طرح ہے کہ اگر تو اس پر ہاتھ اُٹھائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر تو اُسے چھوڑ دے تب بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔یہی حال اُس قوم کا ہے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔پس تو یہ حالات اُن کو سناتا کہ وہ کچھ سوچیں۔

اب جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود اپنے کلام میں یہ فرمادیا ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ میں کسی انسان کو اونچا کرنے کیلئے اُسے نشانات دوں لیکن وہ زمین کی طرف جھک کر بُرائیوں کے مزے لیتا پھرے۔مرزا محمود پر جو الزامات لگے میں نے نہیں لگائے تھے۔اُسکی اولاد اُسکے قریبی رشتہ داروں اور اُسکے قریبی اور خاص الخاص مریدوں نے لگائے تھے۔اور یہ الزامات لگائے بھی موکد بعذاب حلف اُٹھا کر۔مرزا محمود پر فرض تھا کہ اگر اُس نے یہ گناہ نہیں کیے تھے تو کم از کم تین (۳) الزام لگانے والوں کو اُسی طرح موکد بعذاب حلف اُٹھا کر جھوٹے قرار دیتا۔اس سے الزام لگانے والوں کی تسلی ہوتی یا نہ ہوتی لیکن افرادِ جماعت کی تسلی ضرور ہوجاتی اور وہ مخالفوں کو کہہ سکتے کہ ہمارے خلیفہ پر لوگوں نے جھوٹے الزامات لگائے ہیں۔لیکن آپکا خود ساختہ مصلح موعود تو سینکڑوں میں سے ایک الزام لگانے والے کا بھی سامنا نہ کرسکا اور اُلٹا ساری زندگی سورۃ نور (جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان نبی کی عظیم الشان زوجہ کی بریت کیلئے جو چار گواہوں کا معیار مقرر فرمایا تھا) کو ڈھال بنا کر اِسکے پیچھے چھپا رہا۔رانا صاحب! میں بڑی دیانتداری کیساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ آپکے خود ساختہ مصلح موعود اور خلیفہ ثانی صاحب سے مرزا غالب ایسا انسان ہزاروں گنا اچھا تھا۔اگرچہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل وکمال کا حامل تھا لیکن اُسکے باوجود اُس سے جو برائیاں

سرزد ہوئیں اُس نے اِن برائیوں کو چھپایا نہیں اور نہ ہی اپنے آپکو ولی سمجھا۔ ہاں لوگوں نے بلکہ بادشاہ وقت نے ایسے کمزور لیکن اپنی برائیوں کو نہ چھپانے والے شخص کو ولی کا خطاب ضرور دیا۔ دوسری طرف خلیفہ ثانی صاحب برائیاں بھی کرتے رہے چھپتے بھی پھرے اور اُوپر سے پکے مصلح موعود بھی ٹھہرے! ؎

آہ ! ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۰ کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

''کیا آپ اگر شوق میں نہیں۔ تو ویسے ہی لوگوں کی تسلّی کیلئے جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت محمودؓ نے قسمیں کھائیں ہیں۔ ذرہ قسم موکدّہ کھا کر دکھائیں تو سہی۔ دال کے بھاؤ کا پتہ چل جائے گا۔''

رانا صاحب! خلیفہ ثانی صاحب نے ۲۸۔ دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے دعویٰ مصلح موعود کے حق میں خدا تعالیٰ کی قسم کھائی تھی۔ چونکہ خلیفہ صاحب نے جس الہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کی قسم کھائی تھی وہ تو اِس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتے تھے۔ لہٰذا آپ کے حضور پُر نور کو تو اپنی جھوٹی قسم کے نتیجے میں مورخہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک میں دال کے بھاؤ کا پتہ چل گیا تھا۔ باقی رہا میرے دعویٰ کی سچائی کے حق میں حلف اُٹھانا تو رانا صاحب! آپ پر بہت افسوس ہے کہ میرا یہی مضمون نمبر ۳۰ ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' (جس کا جواب لکھنے کی آپ نے ناکام کوشش کی ہے) کے صفحہ نمبر ۳۱ پر میں نے لکھا تھا!۔

''رہی بات حلف کی تو میں پوری جماعت سے انتہائی سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان الہامی، علمی اور قطعی معجزے کے آگے عاجز ہونے کے باوجود اگر آپکے دل اطمینان نہیں پکڑتے اور آپ سنجیدگی سے یہ چاہتے ہیں کہ میں آپکے اطمینان کی خاطر اپنے غلام مسیح الزماں ہونے کا حلف اُٹھاؤں۔ تو بھی میں اس کیلئے حاضر ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے کہیں کہ وہ کچھ افراد کیساتھ کسی مقررہ جگہ پر آجائیں۔ میں بھی اپنے چند ساتھیوں کیساتھ اس جگہ پر آجاؤں گا۔ وہاں میں آپکے سامنے اپنی سچائی کے دلائل پیش کرونگا۔ اگر آپ نے میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رد نہ کر سکنے کے باوجود مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا تو میں اس شرط پر حلف اُٹھاؤں گا کہ میرے حلف اُٹھانے کے بعد آپ سب کو میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں پر بغیر کسی چوں چرا کے ایمان لانا ہوگا۔''

رانا صاحب! خاکسار تو آپ سب کا قریباً ڈیڑھ سال سے انتظار کر رہا ہے کہ آؤ میں آپ کے سامنے اپنی سچائی کے حق میں حلف اُٹھاتا ہوں لیکن آپ لوگ میرے مقابلہ پر نہ نکلے۔ اے افرادِ جماعت! آپ سب گواہ رہنا۔ کہ کون حلف اُٹھانے سے بھاگ رہا ہے اور کون میرے مقابلہ سے بھاگ رہا ہے۔؟

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۱ پر لکھتے ہیں:۔

''آپ نے صفحہ نمبر ۷ پر فرمایا کہ ''ہم احمدی بہت سادہ واقع ہوئے ہیں۔ ہم نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی کسی کتاب کو کبھی پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نظام جماعت اور اسکے مولوی حضورؑ کے نمائندے ہیں۔ لہٰذا یہ نمائندے جو فرما رہے ہیں سچ ہی ہوگا۔ جب کہ امر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کی جماعت کے یہ محافظ ہی مہذب ڈاکو بن چکے ہیں۔۔۔۔۔ جماعت بفضل تعالیٰ حضورؑ کے اس حکم کو خوب جانتی ہے۔ اور آپ جن کو ڈاکو کہہ رہے ہیں۔ وہ بار بار اس حکم کو افرادِ جماعت کے سامنے سناتے رہے ہیں کہ اگر کوئی احمدی حضور کی کتابوں کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا۔ تو وہ حضور کے نزدیک ایک قسم کے شرک میں مبتلاء ہے۔ جماعت کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔ اور اگر جماعت اس حکم پر عمل نہ کرتی تو کب کی خلافت جیسے بابرکت نظام سے بے نصیب ہو چکی ہوتی۔ آپ پتہ نہیں کس مغالطہ میں مبتلاء ہیں۔۔۔۔''

رانا صاحب! آپ کے بقول ''کہ اگر کوئی احمدی حضور کی کتابوں کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا۔ تو وہ حضور کے نزدیک ایک قسم کے شرک میں مبتلاء ہے۔ جماعت کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔'' جناب رانا صاحب! جماعت کا ذرا دیانتداری کیساتھ جائزہ لے کر دیکھنا تو پھر حضورؑ کے بقول جماعت کی اکثریت کو آپ مشرک یا متکبر پائیں گے۔ اور اس مشرک یا متکبر بننے میں افرادِ جماعت کا زیادہ قصور نہیں ہے بلکہ نظام جماعت کا قصور ہے۔ نظام نے افرادِ جماعت کو اس طرح مصروف کیا ہوا ہے کہ اُن کیلئے حضورؑ کی کتاب پڑھنا تو در کنار اپنا سر کھجلنے کیلئے بھی وقت نہیں۔ اجلاسات ہی ختم نہیں ہوتے۔ وہ بیچارے حضورؑ کی کتاب کہاں پڑھیں۔ حضورؑ کی کتب کو تین دفعہ پڑھنا تو در کنار ذرا افرادِ جماعت سے یہ پوچھ کر دیکھیں کہ حضورؑ کی چھوٹی بڑی کُتب کی کل تعداد کتنی ہے۔؟ اِن سے یہ بھی پوچھ کر دیکھیں کہ حضورؑ کی تحریرات کی اِقسام کتنی ہیں۔؟ حضورؑ نے بیعت کب لی تھی۔؟ آپؑ کا پہلا دعویٰ کونسا تھا اور یہ کب منظر عام پر آیا۔؟ حضورؑ نے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے دعاوی کب کیے تھے۔؟ رانا صاحب! جماعت کے ارباب و اختیار نے کم و بیش ایک صدی سے احمدیوں کو حضورؑ کا لٹریچر پڑھنے کی بجائے دیدہ و دانستہ لٹریچر سے دور رکھا ہوا ہے۔ ہم نے افرادِ جماعت کے دماغوں میں صرف یہ چیز بٹھائی ہے کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے''، ''خلافت کی برکات'' اور ''مصلح موعود کون ہے اور یوم مصلح موعود کب منانا ہے۔؟ وغیرہ۔'' آپ ایک صد احمدی بچوں سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ حضور کون ہیں۔؟ اِن میں سے

اکثریت حضرت محمدﷺ یا حضرت مہدی و مسیح موعود کا نام نہیں لے گی۔صرف کسی نام نہاد خلیفے کا نام لے دیں گے۔رانا صاحب! یہ ہے تمہاری تربیت۔اِس تربیت کے نتیجہ میں وہ بیچارے اپنے خود ساختہ مصلح موعود اور اُسکے نظام کا تو دفاع کر سکتے ہیں لیکن دنیائے علم وحکمت کے امام نہیں بن سکتے۔جبکہ بانئے سلسلہ کی خواہش تھی کہ میرے پیروکار دنیائے علم و حکمت کے اِمام بنیں۔رانا صاحب! جس بابرکت نظام کو آپ خلافت کہہ رہے ہیں ایسا بابرکت نظام قریباً ایک صدی اُمویوں نے چلایا تھا پھر اچانک اس میں سے برکت ختم ہوگئی۔بعدازاں ایسا بابرکت نظام چھ سو سال تک عباسی چلاتے رہے۔پھر اچانک اس میں سے بھی برکت ختم ہوگئی۔بعدازاں یہی بابرکت نظام عثمانیوں کے ہاتھ آ گیا اور اُنہوں نے کافی صدیاں اس سے برکت حاصل کی۔پھر ۱۹۲۴ء کے لگ بھگ اس میں سے بھی اچانک برکت ختم ہوگئی۔رانا صاحب! المختصر یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ یا علمائے جماعت خلیفہ ثانی کا مصلح موعود ہونا تو درکنار صرف اُس کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنا ثابت کردیں تو میں آپ کی سب باتوں کو سچ مان لوں گا۔؟ اگر آپ میں تقویٰ اور ہمت ہے تو کوشش کر کے دیکھ لیں۔

رانا صاحب! آپ آگے لکھتے ہیں:۔

''سبز اشتہار میں حضورؑ نے مصلح موعود کی ایک نشانی الہاماً یہ فرمائی کہ''وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''(اور بریکٹ کے اندر لکھا کہ اسکی سمجھ نہیں آئی) پھر آپ نے صفحہ نمبر ے پر ضمیمہ انجام آتھم کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ''خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کیے ہیں جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا''اسکے بعد مرزا مبارک احمد صاحب پیدا ہوگئے۔تو بظاہر تو حضور کی اپنی تشریح مندرجہ انجام آتھم یہ لڑکا مبارک احمد(تین کو چار کرنیوالا) پیدا ہوگیا۔مگر وہ تو بچپن میں ہی فوت ہوگیا۔تو سبز اشتہار کے مطابق اس پیشگوئی کی بریکٹ کے الفاظ پھر بھی باقی رہے کیونکہ مبارک احمد کی وفات پر یہ اِشتباہ باقی رہا گویا حضور کی یہ اجتہادی غلطی ہی تھی جو ضمیمہ انجام آتھم میں بیان کی گئی ہے۔یہ تین کو چار کرنیوالا دولحاظ سے بعد میں یہ عقدہ اس طرح کھلا۔''

جناب رانا صاحب! خاکسار اس سے پہلے تفصیل کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہے کہ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے دو وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔اِن میں سے ایک موعود''لڑکا'' تھا اور ایک موعود''زکی غلام'' تھا۔لڑکے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یہ قطعی وضاحت فرمادی ہے کہ وہ تیرا صُلبی لڑکا ہوگا۔لیکن''زکی غلام'' کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ہاں حضورؑ کا زکی غلام کے متعلق اپنا یہ اجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا لڑکا ہوگا۔سابقہ صفحات میں اس حقیقت کی کافی وضاحت ہو چکی ہے۔جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام نازل فرمایا تھا کہ'' اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا''۔پھر ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کو مرزا مبارک احمد پیدا ہوگیا۔حضورؑ نے مبارک احمد کی پیدائش کے بعد زکی غلام یعنی مصلح موعود کی بشارت بڑے واضح رنگ میں مبارک احمد پر چسپاں کردی۔بعدازاں ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء کو مبارک احمد فوت ہوگیا۔اسی دن یعنی ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن حضورؑ کو یہ الہام ہوا'' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔''ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)۔یاد رہے کہ یہ حلیم غلام کوئی نیا غلام نہیں تھا بلکہ وہی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء اور ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء والا زکی غلام ہی تھا کیونکہ اسی زکی غلام کی ایک علامت تھی کہ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم''۔پھر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو یہ الہام ہوا''(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔(۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔''(بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴، بحوالہ تذکرہ ۶۲۲) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت فرمادی کہ یہ حلیم غلام مثیلِ مبارک احمد ہوتے ہوئے آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔اسکا مزید ثبوت حضورؑ کی درج ذیل رؤیا سے بھی ملتا ہے:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہوگیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

اب ظاہر ہے کہ مبارک احمد کا مثیل نہ بشیر الدین محمود احمد ہوسکتا تھا۔نہ ہی بشیر احمد اور نہ ہی شریف احمد۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے مزید ۶/۷ نومبر کو''زکی غلام'' کی اِن الفاظ میں بشارت دیدی کہ:۔

''سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيىٰ ''(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں تجھے ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔

نومبر ۱۹۰۷ء میں زکی غلام کی بشارت دے کر اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا قطعی فیصلہ فرما دیا کہ (اولاً) یہ زکی غلام یعنی مصلح موعود آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ (ثانیاً) یہ زکی غلام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی صُلبی لڑکا نہیں ہوگا۔ کیونکہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد حضورؑ کے ہاں نرینہ اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

رانا صاحب! جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ مبارک احمد کی وفات کے بعد "تین کو چار کرنیوالا" کے متعلق حضورؑ کا اسکو نہ سمجھنے کا اشتباہ قائم رہا۔ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ پہلے تو یہ یاد رکھیں کہ "تین کو چار کرنیوالا" (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) کے متعلق بعد از اں حضورؑ نے بطور اجتہاد اِس کے معنی لڑکوں کی تعداد میں تین سے چار کرنیوالے کے فرمائے تھے۔ کیونکہ اگر شروع میں حضورؑ کے خیال میں تین کو چار کرنیوالے سے تین لڑکوں کو چار لڑکوں میں بدلنے والا لڑکا مراد ہوتا تو حضورؑ یہ نہ فرماتے کہ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) (ثانیاً) جب مبارک احمد کی وفات کے بعد "زکی غلام" کی بشارت بطور مثیل مبارک احمد کے آگے کی طرف منتقل ہوگئی تو سابقہ پیدا شدہ لڑکے (بشیر الدین محمود احمد۔ بشیر احمد اور شریف احمد) تو ویسے ہی اس دائرہ بشارت سے باہر نکل گئے۔ جب بشیر الدین محمود احمد "زکی غلام یعنی مصلح موعود" کی بشارت سے ویسے ہی باہر ہو گئے تو پھر بشیر الدین محمود احمد کے ہاتھ پر مرزا سلطان احمد کی بیعت کرانا یا ربوہ کے قیام کیساتھ تین کو چار کرنے کا ڈھونگ رچانا ایک عجیب تماشا نہیں تو اور کیا ہے۔؟ خلیفہ رابع صاحب نے اپنی مجلس سوال و جواب (مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۹۹ء) میں اِن باتوں کو لایعنی قرار دیدیا ہے تو پھر رانا صاحب! آپکو مان لینا چاہیے کہ تین کو چار کرنیوالے نے تو پیدا ہی ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہونا ہے۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۲ کے شروع میں لکھتے ہیں:۔

"یہ تو ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مولود موعود کے بارے میں واضح طور پر اشارہ نہیں (دیا) ہے۔ یہ بھی رازِ الٰہی ہے تاکہ مومنوں کا اِمتحان لیا جائے اور یہ عقدہ جب مصلح موعود کے زمانہ میں کھلے گا۔ تو مولود موعود خود بخود سورج کی طرح چمک کر اہل ایمان کے ازدیادِ ایمان کا موجب بنے گا۔ سو اب جب ہم یہ ساری علامتیں ۱۰۰% حضرت خلیفہ ثانیؓ میں موجود پاتے ہیں اور سورج کی طرح سچائی کھل کر سامنے آگئی تو تمام عقدے تمام شکوک اور تمام اجتہادی غلطیاں دور ہوگئیں۔"

خلیفہ ثانی صاحب کے کارناموں کی حقیقت

جناب رانا صاحب! آپ نے اپنے خط میں بہت ساری جگہوں پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی سب علامتیں خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری ہوگئی ہیں تو پھر اُنکے مصلح موعود ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔؟ خاکسار آپکے اس مؤقف کا جواب دینے کیلئے پہلے ایک تمثیل (allegory) بیان کرتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ خلافت عثمانیہ کا دورانیہ ۱۵۱۷ء سے ۱۹۲۴ء تک رہا ہے۔ خلافت عثمانیہ ایک وسیع مملکت تھی جو کسی زمانے میں پورا ایشیائے کوچک، پورا بلقان، ہنگری، شام، عرب، مصر، لیبیا، تونس، الجزائر اور بیشتر ایران پر پھیلی ہوئی تھی۔ خلافت عثمانیہ سے پہلے کسی عباسی یا کسی اور مسلمان بادشاہ نے دمشق شہر کے مشرق میں آنحضرت ﷺ کے اِس فرمان کو پورا کرنے کیلئے (کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کے مشرق میں ایک سفید مینارہ پر اُتریں گے) ایک بڑا عالیشان اور اونچا سفید سنگ مرمر کا ایک مینارہ بھی تعمیر کروایا ہوا ہو۔ جیسا کہ تاریخ اِسلام سے یہ ثابت بھی ہے کہ عملی طور پر آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کو پورا کرنے کیلئے دمشق کے مشرق میں جامع اموی کیساتھ دو دفعہ ایسے سفید مینارے تعمیر بھی کروائے گئے تھے۔ فرض کریں ۱۷۰۷ء میں اُس وقت کے عثمانی خلیفہ کے گھر میں زید نامی ایک لڑکا پیدا ہوا ہو اور خلیفہ نے اِس بچے کے متعلق کسی کو نہ بتایا ہو۔ بعد از اں محل میں ہی اس بچے کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کر دیا گیا ہو۔ عوام کو عثمانی خلیفہ کے اِس زید نامی بچے کے متعلق قطعاً کوئی علم نہ ہو۔ اِتفاق سے اس زید نامی بچے کا رنگ سُرخی مائل اور بال گھنگریالے ہوں۔ اس وقت پوری اُمت آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس دو زرد چادروں میں ملبوس اِسرائیلی مسیح ابن مریم کے آسمان سے بجسم عنصری نزول کا انتظار کر رہی ہو۔ ۱۷۹۰ء میں جب اس زید نامی لڑکے کی عمر ۲۰ سال ہو تو اُسکے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ چونکہ اُمت میں نزول مسیح ابن مریم کی پیشگوئی موجود ہے اور مسلمان آسمان سے اُسکے نزول کا انتظار بھی کر رہے ہیں۔ کیوں نہ میں ایک دن صبح کے وقت دمشق کے مشرق میں جو سفید مینارہ نزول مسیح ابن مریم کیلئے بنایا گیا ہے دو زرد چادروں میں ملبوس ہو کر اس مینارہ پر سے نیچے اُتروں اور مسلمانوں سے کہوں کہ میں وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہوں جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ مجھے ہی ۱۷۹۰ سال پہلے یروشلم (Jerusalem) میں صلیب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق آخری زمانے میں دمشق کے مشرق میں سفید مینارے پر میرا ہی آسمان سے نزول ہونا تھا۔ چونکہ زید نامی یہ لڑکا در پردہ عثمانی خلیفے کا بیٹا تھا لہٰذا اُس کے اس پروگرام کیلئے اُسکے باپ کی بھی اُسے پوری سپورٹ (support) ہو۔ اور جب ایک لڑکے کو ایک وسیع اسلامی مملکت کے سربراہ کی بطور باپ حمایت حاصل ہو تو پھر اُسکے منصوبے کی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ۱۷۹۰ء میں ایک دن علی الصّباح بوقت صلوٰۃ الفجر زید نامی لڑکے نے یہ ڈرامار چایا۔ وہ دمشق کے مشرق میں پہلے سے تعمیر شدہ ایک عالی شان سفید مینارہ پر دو زرد چادروں میں ملبوس ہو کر نیچے اُترا۔ اس وقت جامع اموی میں نمازی صبح کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ زید نے مینارہ سے اُتر کر سب نمازیوں سے کہا کہ میں وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہوں جسے ۱۷۹۰ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ اور میں نے ہی

رسول عربی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق دمشق کے مشرق میں اسی سفید مینارے پر دو زرد چادروں میں لپٹے ہوئے اُتر ناتھا۔ دو فرشتے مجھے اِس مینارہ پر اُتار کر چلے گئے ہیں۔
اِس وقت عثمانی خلیفہ یعنی در پردہ اس زید نامی لڑکے کا باپ بھی نمازیوں میں موجود ہو اور بہت سارے دیگر حکومتی اہلکار بھی وہاں موجود ہوں۔ اب لوگ تو یہ جانتے نہیں تھے کہ یہ زید نامی نوجوان ہمارے عثمانی خلیفہ کا لڑکا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اِن میں سے کسی نے بھی ۱۷۹۰ سال پہلے والے اسرائیلی مسیح ابن مریم کو دیکھا ہوا نہیں تھا۔ صرف احادیث سے اُنہیں یہ معلوم تھا کہ اسرائیلی مسیح ابن مریم کا رنگ سُرخی مائل اور بال گھنگریالے تھے۔ اب جب صبح کے وقت سب نمازیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک سُرخ رنگ والا اور گھنگریالے بالوں والا نوجوان دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا سفید مینارے سے نیچے اُترا ہے تو اُن سب کے دل میں یہ یقین پیدا ہو گیا کہ ہو سکتا ہے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونیوالا مسیح ابن مریم یہی نوجوان ہو۔ بعد ازاں یہ زید بطور مسیح ابن مریم عثمانی خلیفے کے محل میں رہائش پذیر ہو جائے اور عثمانی خلیفے کے حکم پر وسیع سلطنت کی ہر مسجد میں اس زید نامی نوجوان کا بطور مسیح ابن مریم اعلان کر دیا جائے۔ زید چونکہ پڑھا لکھا اور ہوشیار بھی ہو۔ اُس نے بعد ازاں (حکومت کی سرپرستی میں) خوب تقریریں کیں اور پوری اُمت میں اپنے اُس مسیح ابن مریم ہونے کا تأثر پختہ کر دیا جس مسیح ابن مریم نے مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق آسمان سے نازل ہونا تھا۔ ۱۷۹۸ء میں عثمانی خلیفہ فوت ہو جائے۔ خلیفہ کی وفات کے بعد یہ زید نامی نوجوان عثمانی خلافت کی گدی پر براجمان ہو کر پوری ملت اسلامیہ کا حکمران بھی بن جائے۔ اُمت کے جتنے بھی عالم فاضل تھے وہ سب اُسکے نوکر ہوں۔ اسلامی فوج اور اسلامی مملکت کا خزانہ بھی اُسکے قبضہ میں ہو۔ اِن میسر وسائل کیساتھ اِس نوجوان نے اپنے دورِ اقتدار میں اسلام کی بھرپور خدمت کی ہو۔ نئی مسجدیں بنوائیں۔ درسگاہیں بنوائیں۔ اس وقت اسلامی مملکت میں جتنے بھی خنزیر تھے اسلامی فوج کی مدد سے حدیث کے مطابق اُس نے سب قتل کروا دیئے۔ جتنی بھی لکڑی کی ظاہری صلیبیں تھیں اِن سب کو اُس نے تڑوا دیا۔ پوری اسلامی مملکت میں اُس نے عدل و انصاف بھی قائم کر دیا۔ اسلامی مملکت میں جتنے بھی غیر مُسلم تھے اُنہیں جزیہ بھی معاف کر دیا۔ اِتفاق سے اس وقت اسلامی مملکت کافی امیر ہو۔ زید چونکہ خلیفہ اور (اپنے زعم میں) مسیح موعود تھا اور ملک کا خزانہ اُسکے کنٹرول میں تھا لہٰذا اُس نے عام مسلمانوں میں حدیث کے مطابق خوب مال تقسیم کیا۔ چونکہ زید پڑھا لکھا تھا۔ اُس کے پاس کافی فراغت تھی لہٰذا اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُس نے صداقتِ اسلام کیلئے کچھ کتابیں بھی لکھیں۔ اپنے ماتحت علمائے اُمت کی مدد سے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھ دی۔ زید کے پاس ایک مضبوط اسلامی فوج تھی۔ اُس نے اِردگرد کی غیر اسلامی ریاستوں پر قبضہ کر کے اُنہیں مُسلم ریاستوں میں بدل دیا اور اِس طرح کروڑوں غیر مُسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ زید جو کہ ایک خلیفہ اور اسلامی ریاست کا سربراہ تھا۔ اور وہ ایک منصوبے کے ساتھ اُمت مسلمہ میں نازل ہونیوالا مسیح موعود بن بیٹھا تھا۔ ۱۸۴۸ء میں یہ خلیفہ اور خود ساختہ مسیح موعود فوت ہو جائے۔ اُس نے عملاً پچاس (۵۰) سال حکومت کی ہو۔ اپنے دورِ اقتدار میں اُس نے ہر سال یومِ مسیح موعود منا منا کر مسلمانوں کے اَذہان میں اپنے مسیح موعود ہونے کا عقیدہ پختہ کر دیا۔ پوری اسلامی دنیا میں یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جس مسیح ابن مریم نے آسمان سے نازل ہونا تھا وہ نازل ہو گیا ہے اور وہ زید تھا۔ زید نامی خود ساختہ مسیح موعود کی وفات کے بعد جو اُسکے جانشین ہوئے اُنہوں نے بھی مسلسل ہر سال یومِ مسیح موعود منا منا کر زید کے مسیح موعود ہونے کے عقیدے کو نسل در نسل مسلمانوں کے ذہنوں میں پختہ کر دیا۔
اب یہ زید نامی عثمانی خلیفہ جو مسیح موعود بھی بنا ہوا تھا جب ۱۸۴۸ء میں فوت ہوا تو اُس وقت ہندوستان کے ایک قادیان نامی گاؤں میں ایک لڑکا بنام مرزا غلام احمد بعمر تیرہ (۱۳) سال موجود ہو۔ مرزا غلام احمد نامی لڑکا بچپن ہی سے دنیا کی بجائے دین کی طرف راغب ہو۔ ۱۸۸۴ء میں اِس نوجوان نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''براہین احمدیہ'' ہو۔ اِس کتاب میں مصنف نے اُمت محمدیہ میں رائج یہ معروف عقیدہ لکھا ہو کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ میں جس مسیح ابن مریم نے آسمان سے نزول فرمانا تھا۔ وہ نزول فرما چکا ہے اور وہ زید عثمانی خلیفہ تھا۔ بعد ازاں اِس نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ تو مجدد وقت ہے اور اُس نے اس کا اپنے اشتہارات میں اِظہار بھی فرما دیا۔ ۱۸۸۹ء میں اِس نوجوان نے ایک جماعت بنائی ہو اور کچھ نیک اور متقی مسلمان اُسکی بیعت کر کے اُسکی جماعت میں شامل ہو گئے ہوں۔ اب ۱۸۹۱ء میں اسی مرزا غلام احمد پر اللہ تعالیٰ نے یہ انکشاف فرما دیا ہو کہ! ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً۔ اَنْتَ مَعِیْ وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ اَنْتَ مُصِیْبٌ وَّ مُعِیْنٌ لِّلْحَقِ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲) عربی عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تُو میرے ساتھ ہے اور تُو روشن حق پر قائم ہے۔ تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔
مرزا غلام احمد نے ''وفات مسیح ابن مریم'' سے متعلق اِس نئے اِنکشاف الٰہی کا اپنے اشتہاروں اور کتابوں میں خوب اعلان فرما دیا ہو۔ آپ نے بڑی وضاحت سے تیس (۳۰) آیاتِ قرآنی کیساتھ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ کی وفات ثابت کر کے آسمان سے اُسکے نزول کے باطل عقیدے کے پرخچے اُڑا دیئے ہوں۔ اب آپکے اِس اعلان کے بعد اُمت مُسلمہ میں عجیب و غریب صورتحال پیدا ہو گئی ہو۔ ایک طرف پوری ملتِ اسلامیہ کا متفقہ اور پختہ عقیدہ ہو کہ زید نامی عثمانی خلیفہ واقعی اصالتاً اسرائیلی مسیح ابن مریم ناصری تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ۱۷۹۰ء میں دمشق کے مشرق میں دو زرد چادروں میں ملبوس دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ایک سفید مینارہ پر نازل ہوا تھا۔ اُمت نے

اگر چہ اِسرائیلی مسیح ابن مریمؑ کو بذاتِ خودتو دیکھا ہوانہیں تھا لیکن آنحضورﷺ نے جواُس کا حُلیہ بیان فرمایا ہوا تھا وہی حُلیہ زید کا تھا یعنی سُرخی مائل رنگ اور گھنگریالے بال وغیرہ۔ پھر آنحضرتﷺ نے اسرائیلی مسیح ابن مریمؑ کے جوکارنامے بتائے ہوئے تھے کہ وہ آسمان سے نازل ہوکرغلبہ اسلام کیلئے سرانجام دے گا۔ مثلاً آپﷺ نے فرمایا تھا:۔

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَا قْرَءُ وْ اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰ یَتِه مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔'' ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم ضرورتم میں نازل ہوں گے اور عادل حاکم ہوں گے صلیب کوتوڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ معاف کریں گے مال عام ہوجائے گا یہاں تک کہ کوئی اسکوقبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیاومافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابوہریرہؓ کہتے اگر چاہتے ہوتو یہ آیت پڑھو''نہیں کوئی اہلِ کتاب سے مگراس کے مرنے سے پہلے ایمان لے آئیگا''۔ (متفق علیہ)

اب اُمتِ محمدیہ کا متفقہ مؤقف یہ تھا کہ زید نے احادیث میں بیان فرمودہ سب کارنامے حرف بحرف سرانجام دے دیئے تھے اوراحادیث میں بیان فرمودہ نشانیاں اُس کے وجود میں ۱۰۰%پوری ہوگئی تھیں یعنی اُمت مُسلمہ کے (۱) حاکم بن کر (۲) ہرطرف عدل وانصاف کوقائم کردیا (۳) لکڑی کی تمام صلیبیں توڑدیں (۴) خنزیروں کوقتل کردیا (۵) جزیہ معاف کردیا (۶) اُسکے دورِحکومت میں مال ودولت عام ہوگیا اورلوگ مال ودولت سے بے رغبت ہوگئے اور کروڑہا غیرمُسلم اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔ اس لیے اب ہمارے نزدیک زید عثمانی خلیفہ کے مسیح موعود ہونے میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے۔؟ دوسری طرف مرزاغلام احمد کا حاکم ہونا تو دور کی بات اُسے تو قادیان کے لوگ بھی نہ جانتے ہوں کہ وہ کون ہے۔؟ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

میں تھا غریب وبےکس وگمنام وبےہنر ۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کوذرابھی نظر نہ تھی ۔ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

باپ کے نزدیک وہ نہ صرف نعوذ باللہ نکما ہو بلکہ دنیا سے بھی بے خبر ہواور فقط مسجد میں بیٹھا رہتا ہو۔ اُمت مسلمہ کا خیال ہوکہ مرزاغلام احمد قادیانی کی زید مسیح موعود عثمانی خلیفہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے اوراُس نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔؟ کچھ بھی نہیں۔ دوسری طرف مرزاغلام احمد بڑی تحدی کیساتھ کہتے ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اسرائیلی مسیح ابن مریم فوت ہوچکے ہیں اورکوئی آسمان پر گیا ہی نہیں اورقرآن مجیداس حقیقت کی تصدیق فرمارہا ہے۔ آنحضرتﷺ کے الفاظ کا صرف اتنا مطلب تھا کہ مسیح ابن مریمؑ کی خُوبُو اورسیرت وحالات کے مشابہ کوئی انسان اُمت محمدیہ میں ظاہر ہوگا اوروہ غلبہ اسلام کا موجب بنے گا۔ حضرت مسیح ابن مریم سے اُسکی اسی مماثلت کی وجہ سے آنحضورﷺ نے اُسے مسیح ابن مریم قراردیا ہے۔ اوراس طرح جب کوئی آسمان پر گیا ہی نہیں تو پھر آسمان سے نازل کس نے ہونا تھا۔؟ لہٰذا زید مسیح موعود عثمانی خلیفہ آسمان سے قطعاً نازل نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک زمینی انسان ہی تھا۔ اُس کا یہ کہنا کہ وہ آسمان سے نازل ہوا تھا سب ایک جھوٹ اورفراڈ (Fraud) تھا۔ جہاں تک زید کے کارناموں کاتعلق ہے تواس ضمن میں مرزا غلام احمد نے کہا کہ جب کسی انسان کودنیا میں حکمرانی مل جائے تو پھرایسے کارنامے سرانجام دینا اُس کیلئے کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی انسان کومقتدر حیثیت کا حامل بناکراُسکی اس طرح آزمائش بھی کیا کرتا ہے کہ یہ شخص کیا کرتا ہے اوراسکے ساتھ کسی اُمت یاجماعت کی بھی آزمائش ہوجاتی ہے۔؟

جناب عطاءاللہ صاحب! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اگرآپ ۱۸۹۱ء میں موجود ہوتے۔ آپ کا بھی یہ پیدائشی عقیدہ ہوتا کہ زید نامی عثمانی خلیفہ مسیح موعود تھا۔ اوروہ نہ صرف آسمان سے نازل ہوا تھا بلکہ اُس نے سب کارنامے بھی سرانجام دے دیئے تھے اوراُسکے وجود میں ساری نشانیاں بھی پوری ہوچکی تھیں۔ تو پھر کیا آپ اپنے اِس پیدائشی عقیدے کوسچا قراردیتے یاکہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کوسچا قراردیتے جس کے پاس اُس وقت سوائے وفاتِ مسیح ابن مریم کے ثبوت کے کوئی اورکارنامہ نہیں تھا۔؟ مجھے اُمید ہے رانا صاحب! ۱۸۹۱ء میں آپ کا بھی ہرمتقی کی طرح یہی فتویٰ ہوتا کہ جب قرآن مجید سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی آسمان پر گیا ہی نہیں تو پھر زید عثمانی خلیفے کا یہ کہنا کہ وہ آسمان سے نازل ہوا تھا بالکل غلط اورایک دجل تھا۔ مرزاغلام احمد کا مؤقف ہی مدلل اورمعقول ہے۔ لہٰذا اگراُمت محمدیہ میں کسی مسیح موعود نے نازل ہونا ہے تو پھروہ موسوی مسیح ابن مریم سے مماثلت رکھنے والا اُمت محمدیہ کا ہی کوئی فرد ہوسکتا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرزاغلام احمد پروفات مسیح ابن مریم کا انکشاف فرماکرحیاتِ مسیح ایسے باطل عقیدے کا بُطلان فرمادیا ہے لہٰذا اُمت محمدیہ میں نازل ہونیوالا مسیح موعود بلاشک وشبہ مرزاغلام احمد ہی ہیں۔

جناب راناصاحب! اب آتے ہیں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی طرف اوراُن کے اُن کارناموں اورنشانیوں کی طرف جووہ بذاتِ خودبھی اوربعض لوگ بھی اُسکے وجود میں پوری کرکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے کامل طور پر ثابت کرچُکا ہوں کہ (اولاً) زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق سب الہامات ہم پر یہ اِنکشاف فرماتے ہیں کہ

٦/٧۔نومبر۱۹۰۷ء تک وہ موعود زکی غلام پیدا نہیں ہوا تھا۔(ثانیاً) یہ الہامات ہمیں بتاتے ہیں کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ ؑ کا کوئی بھی فرزند اور ٦/٧۔نومبر۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالا جماعت احمدیہ کا کوئی بھی فرد پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتا۔رانا صاحب! آپ مجھے بتائیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کب پیدا ہوئے تھے۔؟ سب جانتے ہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے تھے اور اس طرح حضورؑ کے مبارک الہامات نے ہم پر واضح کر دیا کہ خلیفہ ثانی صاحب اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔خلیفہ ثانی پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے اُسی طرح دائرہ بشارت میں نہیں آتے جس طرح دو ہزار سال پہلے یروشلیم میں پیدا ہونیوالا موسوی مریم کا وہ بیٹا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی اصالتاً آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی مسیح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا ہے۔اب وہ شخص جو اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا تو پھر جن کارناموں اور نشانیوں کو آپ اور دیگر افرادِ جماعت اُسکے وجود میں پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اُنکی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔؟

؎ جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا ۔ نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جس طرح حضرت مرزا غلام احمدؑ کے موسوی مسیح ابن مریم کی قرآن مجید سے وفات ثابت کرنے کے بعد زید نامی عثمانی خلیفے اور نام نہاد مسیح موعود کے کارناموں کی حیثیت ختم ہوگئی تھی۔اسی طرح اس عاجز کے حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے الہامات اور قرآن مجید کی تصدیقی مہر کیساتھ یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خلیفہ ثانی تو پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا اُسکے کارناموں اور اُسکی اُن نشانیوں کی حیثیت ختم ہوگئی ہے جو کہ آپ اور دیگر افرادِ جماعت اُسکے وجود میں پوری کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کو ایک مقتدر حیثیت دے کر نہ صرف اُسکی آزمائش کی تھی بلکہ پوری جماعت احمدیہ کی بھی آزمائش کی ہے۔خلیفہ ثانی کی پیدائش کے بعد بلکہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کے جاری رہنے کے باوجود خلیفہ ثانی کا بڑی دلیری کیساتھ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کر لینا بڑی فاش غلطی (Blunder) تھی۔اُن کو معلوم ہوگا یا ہونا چاہیے تھا کہ حضورؑ کی وفات تک جاری رہنے والے ''زکی غلام'' سے متعلق مبشر الہامات اُسکے دعویٰ مصلح موعود کی خوب قلعی کھول رہے ہیں۔حیرت ہے کہ اسکے باوجود اُس نے بڑی دلیری کیساتھ مصلح موعود یعنی زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے ''چہ دِلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد'' کے محاورے کو اپنی ذات میں سچ کر دکھایا۔؟؟؟؟؟؟؟

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں:۔

''اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ نشانیاں جو مصلح موعود کے بارے میں بتائی گئی ہیں پوری ہوئی ہیں کہ نہیں۔اگر نہیں۔تو پھر تو آپکے دعویٰ کے بارے میں غور کیا جاسکتا ہے۔''

جناب رانا صاحب! آپ جن کارناموں اور نشانیوں کو خلیفہ ثانی صاحب کے وجود میں پوری کر رہے ہیں یا پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔متذکرہ بالا تمثیل کی روشنی میں اُنکی خوب قلعی کھل چکی ہے۔اب رانا صاحب آپ کو بھی اور پوری جماعت احمدیہ کو بھی کیا کسی ایسے مدعی کے دعویٰ مصلح موعود پر غور نہیں کرنا چاہیے جو کہ نہ صرف ٦/٧۔نومبر۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوا ہے بلکہ اُس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خلیفے کو اُس کا لاشعوری مصدق بنایا ہے۔؟ مزید برآں وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک قطعی علمی اور الہامی ثبوت بھی رکھتا ہے۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۲ پر لکھتے ہیں:۔

''صفحہ نمبر ۱۰ پر آپ نے جو مرزا مبارک احمد مولود مسعود کے بارے میں جتنے حوالہ جات دیئے ہیں۔میں ان کا پہلے تفصیل سے جواب دے چُکا ہوں۔اب آپ خود ہی بتائیں کہ جب حضورؑ خود ہی آپکی تحریر کے صفحہ نمبر ۱۰/۱۱ پر کی آخری سطر میں فرماتے ہیں کہ ''تین کو چار کرنیوالا'' واقع رنگ میں اسے پیشگوئی مصلح موعود قرار دیتے ہیں۔مگر وہ مولود مسعود جو تین کو چار کرنیوالا تھا۔فوت ہوگیا۔تو کیا آپ نعوذ باللہ حضورؑ کی اس عبارت کو کہاں فٹ کریں گے۔جبکہ صاف ظاہر ہے کہ یہ حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔جو مرزا محمود فضل عمرؓ کی شکل میں دور ہوگئی۔۔۔۔۔''

جناب رانا صاحب! آپ یہ تو سمجھ بھی گئے ہیں اور آپ نے تسلیم بھی کر لیا ہے کہ حضورؑ نے اپنے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو ''تین کو چار کرنیوالا'' فرما کر اُسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیا تھا۔اب مبارک احمد کی وفات کے بعد آپکا مسئلہ یہ ہے!''تو کیا آپ نعوذ باللہ حضورؑ کی اس عبارت کو کہاں فٹ کریں گے''۔جناب رانا صاحب! ایک بات یاد رکھیں کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی نہ ملہم اور نہ ہی ہم اپنی مرضی سے کسی جگہ پر فٹ کر سکتے ہیں۔؟ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا فٹ کرے گا۔آپکو معلوم ہے ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی نازل ہونے کے بعد حضورؑ نے اس الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کو اپنے پہلے لڑکے بشیر احمد اول پر فٹ کیا تھا۔جیسا کہ بشیر احمد اول کی پیدائش کے دن (یعنی ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو) جو آپؑ نے ایک اشتہار بنام ''خوشخبری'' شائع فرمایا تھا کی درج ذیل عبارت سے

عیاں ہے:۔

☆اے ناظرین! میں آپکو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جسکے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اوراللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔آج ۱۶۔ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۴۱)

لیکن آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اول کو وفات دے کر یہ ظاہر فرما دیا کہ بشیر احمد اول اس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق نہیں تھا۔بعد ازاں حضورؑ محتاط ہو گئے اور اُنہوں نے زکی غلام مسیح الزماں کی بشارت کو اپنے کسی لڑکے (بشیر الدین محمود احمد،بشیر احمد اور شریف احمد) پر واضح رنگ میں فٹ نہ کیا بلکہ تفاؤل کے طور پر اُنکے نام رکھتے رہے۔حتیٰ کہ ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کا دن آ گیا۔جب آپکے بقول آپکا چوتھا لڑکا صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوا۔اِس چوتھے لڑکے کی پیدائش پر آپؑ نے بڑے واضح رنگ میں زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کو آپ پر فٹ کر دیا۔جیسا کہ خاکسار اپنے مضمون نمبر ۳۰ ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' میں مفصل بیان کر چُکا ہے۔

رانا صاحب! مبارک احمد کی وفات کے بعد آپکے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ پھر زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کو کہاں فٹ کیا جائے۔؟ رانا صاحب! اس کا ہمیں بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔صرف تھوڑا غور وفکر اور تقویٰ کی ضرورت ہے۔میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مبارک احمد کو وفات دے کر یہ وضاحت فرما دی تھی کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اِس الہامی پیشگوئی کو کہاں فٹ کرے گا۔؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس الہامی پیشگوئی کو مثیلِ مبارک احمد کی طرف منتقل کر دیا ہے جس نے ۱۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔لیکن رانا صاحب! آپکے ذہن میں ایک غلط فہمی ہے۔خاکسار اِسکی وضاحت کر کے آپکے ذہن کو صاف کرنا چاہتا ہے۔

ایک غلط فہمی اور اسکا اِزالہ۔

رانا صاحب! آپکے ذہن میں یہ غلط فہمی ہے کہ اگر مبارک احمد فوت ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ حضورؑ کے کسی دوسرے لڑکے کو زکی غلام مسیح الزماں کا مصداق بنا دے گا۔لیکن ایسا ممکن نہیں کیونکہ یہ ایک غلط فہمی ہے اور خاکسار اِسکے ازالے کیلئے درج ذیل گزارشات پیش کرتا ہے۔

(۱) رانا صاحب! پہلی گزارش یہ ہے کہ مبارک احمد کی وفات کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر اِس زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نازل فرمائے ہیں تو اِن مبشر الہامات نے سنت الٰہی کے مطابق حضورؑ کے سابقہ لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد،بشیر احمد اور شریف احمد) کو اِس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے باہر نکال دیا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضورؑ کے سابقہ پیدا شدہ لڑکے اس الہامی پیشگوئی کے مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ وہ کسی صورت میں مثیلِ مبارک احمد نہیں ہو سکتے۔

(۲) دوسری گزارش یہ ہے اور خاکسار اِسکی پہلے بھی وضاحت کر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ وہ ''زکی غلام'' کو آپؑ کی صُلب میں سے ہی پیدا فرمائے گا۔اگر کوئی ایسا وعدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بشیر احمد یا مبارک احمد میں سے ہی کسی کو زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کا مصداق بنا دیتا اور اِنہیں وفات نہ دیتا۔یا پھر اللہ تعالیٰ مبارک احمد کی وفات کے بعد حضورؑ کے گھر میں کوئی اور لڑکا پیدا فرما دیتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مبارک احمد کی پیدائش کے بعد حضورؑ کے ہاں نرینہ اولاد کا سلسلہ منقطع کر کے ایسا نہیں کیا ہے۔رانا صاحب! امید ہے اب آپکو سمجھ آ گئی ہوگی کہ اس الہامی پیشگوئی کا مصداق صرف اور صرف مثیلِ مبارک احمد ہو سکتا ہے اور اُس نے ۱۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔مثیل مبارک احمد یعنی زکی غلام مسیح الزماں کیلئے حضورؑ کی صُلبی نسل میں سے ہونا کوئی شرط نہیں ہے بلکہ اُس کیلئے شرط صرف یہ ہے کہ وہ حضورؑ کی روحانی ذریت یعنی جماعت میں سے ہو۔وہ حضورؑ کی صُلبی نسل میں سے بھی ہو سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ حضورؑ کی جماعت میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے۔یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے۔میں نے یا آپ نے یا کسی اور نے نہیں کرنا اور میں افرادِ جماعت سے بڑے ادب کیساتھ یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کو ''زکی غلام مسیح الزماں'' بنا کر کر دیا ہے۔؟ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کے اِس فیصلہ میں کوئی شک ہے تو وہ میرے مقابلہ پر آ کر اپنا شک دور کر لے۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۳ پر لکھتے ہیں:۔

''جناب غفار صاحب! پیشگوئی سبز اشتہار میں زکی غلام کے آگے بریکٹ میں (لڑکا) کے الفاظ حضورؑ کے ہیں۔یا خدانخواستہ کسی نے تحریف کی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔جس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔تو حضورؑ سے بڑھ کر کون اس الہام کی تشریح کر سکتا ہے۔آپ اگر نہ مانیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ہم نے تو بلکہ ہر وہ شخص جس کو حضرت مسیح موعودؑ کا غلام ہونے کا دعویٰ ہے۔وہ حضورؑ کی ہی تشریح (لڑکا) کو مانے گا۔کسی ایرے غیرے کی نہیں۔؟ دوسری بات یہ ہے۔کیا حضرت مسیح موعودؑ نے کسی الہام میں زکی غلام کو مصلح موعود لکھا ہے۔وہ

کہاں ہے۔کس کتاب میں۔؟؟؟آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے۔یہی زکی غلام (لڑکا) ہی مصلح موعودبشکل محمود فضل عمرؓ اس لیے ثابت ہوا۔کہ جو جونشانیاں زکی غلام (لڑکے) کی سبز اشتہار میں بتائی گئیں ہیں۔وہ ۱۰۰% اُس پیارے وجود میں پوری ہوگئیں ہیں۔''

جناب رانا صاحب! پیشگوئی سبز اشتہار میں''زکی غلام'' کے آگے بریکٹ میں (لڑکا) کے الفاظ بالکل حضورؑ کے ہیں۔اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔میں اسے بالکل تسلیم کرتا ہوں۔یہ بات بھی درست ہے کہ انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر صرف ملہم ہی اپنے الہام کے معانی کو جانتا ہے۔یہاں میں دو(۲) باتیں عرض کرتا ہوں۔

(اولاً)۔یہ کہ اگر چہ انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر ملہم ہی اپنے الہام کے معانی جانتا ہے لیکن الہام نازل کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ ملہم سے بھی بڑھ کر اپنی کلام کی حقیقت کو جانتا ہے۔

(ثانیاً)۔ملہم کے گزرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ ملہم کے کسی پیروکار یعنی غلام کو اپنے آقا کے''الہام کی حقیقت'' بتانا چاہے تو وہ بتا سکتا ہے۔یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ اس دنیا کے سب سے عظیم اور بڑے ملہم حضرت محمدﷺ تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کی اُمت کی آزمائش کی خاطر آپﷺ کو بھی بعض باتوں کا علم نہ دیا تو پھر آپﷺ کے بعد آپکے غلام یعنی حضرت مہدی ومسیح موعود کی حیثیت تو ہے ہی ثانوی۔اس لیے عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی آزمائش کی خاطر''زکی غلام مسیح الزماں'' سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کی حقیقت حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ پر بھی نہ کھولی ہو۔؟ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے اُن کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔یہ ایک نہایت دقیق راز ہے جس کے یادرکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرتﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو۔اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابتہ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف اَمثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں۔☆ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۷۳)

راناصاحب! حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اقتباس میں جو اپنے آقا آنحضرتﷺ کے متعلق فرمایا ہے۔کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ایسا ہی معاملہ بسلسلہ پیشگوئی غلام مسیح الزماں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ سے بھی ہوگیا ہو۔؟ یہ بات بھی کبھی نہ بھولیں کہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر پیشگوئی کا علم اپنے نبی کو عطا فرمائے کیونکہ بعض اِبتلاء جو پیشگوئیوں کے ذریعے سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے۔اسی سلسلہ میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

☆دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے امور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اسرار استعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام ان کو اسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام استعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر ان کو ان اسرار کے افشاء سے منع کیا جائے۔بہر حال یہ امور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔☆ (روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۲۷۶)

راناصاحب! آپ بیشک کسی ایرے غیرے کی بات کو نہ مانیں لیکن مندرجہ بالا الفاظ تو حضورؑ کے بیان فرمائے ہوئے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض ابتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے۔کیا آپ حضورؑ کے اِن الفاظ کو بھی نہیں مانیں گے۔؟ ایک اور جگہ پر حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

☆افسوس آپکو سنت اللہ کی کچھ بھی خبر نہیں۔نبی کیلئے کسی پیشگوئی کے کسی خاص پہلو کا قطعی علم ہونا کہ ضرور اس پہلو پر ظاہر ہوگی ضروری نہیں۔پیشگوئی میں اس بات کا ہونا تو ضروری ہے کہ اس کا مفہوم خارق عادت ہو اور انسانی طاقت یا مکر و فریب اس کا مقابلہ نہ کر سکے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک پہلو سے اس پیشگوئی کی حقیقت ظاہر کی جائے۔☆ (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۴۸)

راناصاحب! بیشک آپ کسی ایرے غیرے کی بات نہ مانیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنی کسی پیشگوئی کا علم اپنے ملہم کے کسی غلام پر کھول دے تو پھر اُسکی بات ماننے میں آپکو کیا اعتراض

ہے۔؟ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں (بشمول پیشگوئی مسیح موعود) کا علم اللہ تعالیٰ نے آپکے غلام حضرت مہدی معہود و مسیح موعودؑ کو دیا تھا اور ہم سب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔کیا آنحضرت ﷺ کے غلام حضرت مرزا صاحبؑ ایرے غیرے تھے۔؟ اسی طرح آج اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی معہود و مسیح موعودؑ کی کسی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کا علم اُسکے کسی موعود غلام کو دے دیا ہے تو وہ زکی غلام آپکی نظروں میں اِیرا غیرا بن گیا ہے سبحان اللہ۔دوسری بات یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے کس الہام میں زکی غلام کو مصلح موعود لکھا ہے۔وہ کہاں ہے۔کس کتاب میں ہے وغیرہ وغیرہ۔میں اس کا جواب بڑی تفصیل کیساتھ سابقہ صفحات میں دے چُکا ہوں۔اُمید ہے آپکی بھی اور دیگر افرادِ جماعت کی بھی تشفی ہوگئی ہوگی۔باقی آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کی نشانیوں کے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں ۱۰۰% پورا ہونے کی بات کی ہے میں اس کا گذشتہ صفحات میں جواب دے آیا ہوں۔

اسی صفحہ نمبر ۱۳ پر آگے آپ لکھتے ہیں:۔

’’جس لڑکے کا وفات مبارک احمد کے بعد کا ذکر ہے۔وہ بھی حضورؑ کی ہی نسل میں سے ہونا ہے۔اور وہ میرزا طاہر احمدؒ اور موجودہ پاک وجود حضرت میرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں۔گویا خدا تعالیٰ آسمان سے اُتر آیا ہے۔ہم آئے روز ملاحظہ کر رہے ہیں۔معاف رکھنا۔آپ تو غیر احمدیوں کی طرح زبردست غلطی میں مبتلاء ہیں۔کہ جس طرح وہ امام مہدی مسیح کے آجانے کے باوجود بھی اُسکی انتظار میں اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔آپ بھی مصلح موعود کے ظاہر ہونے کے باوجود ابھی انتظار میں اپنا وقت اور دماغ ضائع کر رہے ہیں۔آپ خدا تعالیٰ کی تقسیم پر کیوں راضی نہیں ہوتے۔جبکہ یہ اہم ترین کام اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں ابنائے فارس کے ذمہ لگا دیا ہے۔یہ آپ اب خدا تعالیٰ سے پوچھیں۔کہ اُس نے یہ اہم فریضہ ابنائے فارس تک کیوں محدود کر دیا۔یہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔خدا تعالیٰ کو کوئی پابند نہیں کر سکتا آپ بغض معاویہ اور بغض محمود سے باہر نکل آئیں۔سلامتی میں رہیں گے۔‘‘

جناب رانا صاحب! مبارک احمد کی وفات کے دن اور ازاں بعد جس غلام کی بشارتیں ہوتی رہی ہیں وہ کوئی نیا غلام نہیں بلکہ زکی غلام یعنی مصلح موعود ہی تھا۔میں اسکی تفصیل بیان کر آیا ہوں۔اگر اللہ تعالیٰ مرزا ناصر احمد،مرزا طاہر احمد اور مرزا مسرور احمد کو زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق بناتا تو وہ ضرور اس کا اعلان بانگ دہل کرتے۔میرے مدلل دعویٰ کے بعد مرزا طاہر احمد اس حقیقت کو سمجھ گئے تھے کہ میرے والد خلیفہ ثانی کی مصلح موعودی گئی۔لیکن چونکہ اِن لوگوں کا ہمیشہ سے طریقہ واردات یہ رہا ہے کہ پہلے چپکے سے گول مول بات کر کے اپنے اردگرد مراعات یافتہ لوگوں پر اپنی خواہش کا اظہار کر دیتے ہیں اور پھر یہ مراعات یافتہ طبقہ مداریوں کی طرح ڈگڈگی بجاتے ہوئے آہستہ آہستہ اُسکی خواہش کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیتا ہے۔کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ مرزا بشیر احمد نے اللہ تعالیٰ سے علم یا الہام پا کر اپنے ’’قمر الانبیاء‘‘ ہونے کا باقاعدہ دعویٰ کیا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔اسی طرح کیا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ مرزا ناصر احمد نے اللہ تعالیٰ سے علم یا الہام پا کر اپنے ’’نافلہ موعودؑ‘‘ ہونے کا باقاعدہ دعویٰ کیا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔مرزا بشیر احمد اور مرزا ناصر احمد دونوں کو بالترتیب اسی طریقہ واردات کے مطابق ’’قمر الانبیا‘‘ اور ’’نافلہ موعودؑ‘‘ بنایا گیا تھا۔اور یہی نسخہ استعمال کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے بھی پہلے ۳۰۔جولائی ۲۰۰۰ء کو برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کچھ گول مول الفاظ میں اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا اور پھر بعد ازاں ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں کچھ وضاحت سے فرما دیا کہ:۔

’’میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنا دے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔اس دعا نے مجھے بہت دردناک کر دیا ہے اور میں اسی درد کے ساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔‘‘

دراصل مرزا طاہر احمد کے اِن الفاظ میں افرادِ جماعت کیلئے بالواسطہ یہ پیغام پوشیدہ تھا کہ چونکہ میرا والد خلیفہ ثانی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی سے آؤٹ ہو چُکا ہے۔لہٰذا اب آپ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں کیونکہ میری پیدائش ۱۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد کی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے میری سچائی کا اُس پر اتنا رُعب ڈال دیا تھا کہ وہ چاہتے ہوئے بھی کوئی ایسی حرکت یا دعویٰ نہ کر سکا جس سے افرادِ جماعت خلیفہ ثانی کے جھوٹ سے نکل کر کسی دوسرے جھوٹ کا شکار ہو جاتے۔

(ثانیاً)۔رانا صاحب! وہ سب احمدی جو یہ سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں کہ ۱۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے کسی بھی مدعی مصلح موعود (خواہ وہ حضورؑ کا جسمانی لڑکا ہی کیوں نہ ہو) کا دعویٰ یقیناً جھوٹا ہے۔ایسے احمدیوں نے اگر آج تک مصلح موعود کا انتظار کیا ہے یا اُس سے متعلقہ الہامی پیشگوئی پر غور و فکر کیا ہے تو نہ اِنہوں نے اپنا دماغ خراب کیا ہے اور نہ ہی اپنا وقت ضائع کیا ہے۔بلکہ آپ ایسے کوتاہ اندیشوں نے بے جا عقیدت اور جلد بازی میں ایک قطعی جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو قبول کر کے اور اُسکی شعوری وکالت کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

الٰہی رحمت کی تقسیم پر راضی کون نہیں ہے۔؟

رانا صاحب! ہم سب جانتے ہیں کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کو ایک زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔حضورؑ نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ زکی غلام میرا لڑکا ہوگا۔اگر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے بعد زکی غلام سے متعلق یا زکی غلام کی دیگر علامات کیساتھ حضرت مرزا صاحبؑ پر مبشر الہامات نازل نہ فرمائے ہوتے تو پھر علم اِلٰہی میں اگر زکی غلام سے مراد صُلبی لڑکا نہ بھی ہوتا تب بھی اگر کوئی مرزا صاحبؑ کا صُلبی لڑکا زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ کر دیتا تو پھر کسی اِنسان کو اِس پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہ ہوتی۔لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں کھول کھول کر حضورؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع کے بعد آپؑ پر زکی غلام کی بشارت سے متعلق الہامات نازل فرئے ہیں۔تو اب اِن مبشر الہامات اور اللہ تعالیٰ کے واضح رنگ میں حلیم غلام کو مثیلِ مبارک احمد فرمانے کے بعد حضورؑ کا مبارک احمد سے پہلے پیدا ہونیوالا کوئی بھی صُلبی لڑکا زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔اب حضرت مرزا صاحبؑ کا جو بیٹا ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' بن کر بیٹھ گیا ہے اور کچھ مفاد پرست لوگوں نے دنیاوی مفادات کے بدلے اپنے ایمان کو بیچ کر اُسے مصلح موعود مان بھی لیا ہے اور باقی عام افرادِ جماعت سے بزور نظام اِس غیر معقول اور جھوٹے دعویٰ کو منوا بھی لیا گیا ہے تو جناب رانا صاحب! جب بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے اِن مبشر الہامات کو آپ سب کے آگے رکھے گا تو پھر آپ سب لوگ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔؟ رانا صاحب! یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تقسیم جس پر بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی اولاد راضی نہیں ہو رہی اور نہ ہی آپ ایسے خوشامدی لوگ راضی ہو رہے ہیں ۔اگر اللہ تعالیٰ یہ زکی غلام بطور صُلبی لڑکا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بخش دیتا تو اس میں مجھے یا کسی اور احمدی کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔؟ یہ موعود ''فضل اور رحمت'' اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔اللہ تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنا یہ انعام اپنے برگزیدہ بندے کی جماعت میں سے جسے چاہے بخش دیوے۔اب جب اللہ تعالیٰ نے قطعی دلائل کیساتھ اپنا یہ انعام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت (ذریت) میں سے اس عاجز کو بخش دیا ہے تو پھر حضورؑ کی جسمانی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی یہ تقسیم پسند کیوں نہیں آ رہی اور وہ پہلی غلطی (خلیفہ ثانی کا جھوٹا دعویٰ) کے بعد اب دوسری غلطی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر کھڑے کیوں ہو رہے ہیں۔؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ آسمان والے کا ارادہ پورا ہوتا ہے یا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی صُلبی اولاد کا جھوٹ اور مکر سے حاصل کیا ہوا غلبہ برقرار رہتا ہے۔؟

رانا صاحب! اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۴ کے آغاز میں آپ لکھتے ہیں:۔

''آپکی تحریر کے صفحہ ۱۳ پر آپ لکھتے ہیں ''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لیے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا۔۔۔۔(الوصیت)۔۔۔۔غفار صاحب! خاکسار پہلے بھی لکھ چُکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابنائے فارس کے ذریعہ توحید کا کام جو کہ ہر نبی اور ہر مصلح کا بنیادی کام ہوتا ہے۔حضورؑ کی ذریت و نسل سے مقدر اور مخصوص کر رکھا ہے۔۔۔۔۔یہ سب ذریت الوصیت کے بعد ہی پیدا ہوئی ہے۔اک سے ہزار ہوویں۔مولیٰ کے یار ہوویں۔بابرگ و بار ہوویں۔کیا یہ دعائیں زکی غلام کیلئے نہیں ہیں۔آخر اِن کو آپ زکی غلام کے زمرہ میں شامل کیوں نہیں کرتے۔کیا مضائقہ ہے۔۔۔۔۔اور اگر آپکی طرح جماعت احمدیہ کے افراد میں سے کوئی اور بھی خواب دیکھ لے۔اور آپکی طرح خود ہی تعبیر کر کے مصلح موعود بن جائے۔تو کون روک سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔''

جناب رانا صاحب! جیسا کہ میں مضمون میں پہلے یہ گذارش کر چُکا ہوں کہ جہاں تک زکی غلام مسیح الزماں کا تعلق ہے تو اُسکے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے مُلہم (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کی زندگی میں ہی یہ تقدیر ظاہر فرمادی تھی کہ وہ ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے کسی بھی وجود کو (خواہ وہ حضورؑ کا جسمانی لڑکا ہو یا آپؑ کی روحانی ذریت میں سے ہو) زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق نہیں بنائے گا۔خاکسار اَبنائے فارس کے متعلق پہلے تشریح کر چُکا ہے۔باقی ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد حضورؑ کی صُلب میں سے پیدا ہونیوالی اولاد میں سے بھی اگر اللہ تعالیٰ کسی کو زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصداق بنانا چاہتا تو بنا سکتا تھا اور اس میں کسی احمدی کیلئے نہ کوئی مضائقہ تھا اور نہ ہونا چاہیے تھا۔لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا تو اس میں عبدالغفار جنبہ یا کسی اور احمدی کا کیا قصور ہے۔؟ یہ بھی یاد رہے کہ زکی غلام مسیح الزماں کو کسی انسان نے نہیں بنانا اور نہ ہی اُس نے خود بننا ہے بلکہ اُسے اللہ تعالیٰ نے بنانا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو صرف دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔اِن میں سے ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور دوسرا ''زکی غلام'' تھا۔اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں اِن دو (۲) وجودوں کے علاوہ کوئی تیسرا وجود موعود نہیں ہے اور اگر کوئی تیسرے وجود کو ثابت کر دے تو میں نہ صرف اپنا دعویٰ غلام مسیح الزماں واپس لے لوں گا بلکہ ایسے شخص کو منہ مانگا انعام بھی دوں گا۔یہاں میں اطلاعاً عرض کر دیتا ہوں کہ ''قمر الانبیا''، ''فخر الرسل'' اور ''نافلہ موعود'' وغیرہ علاوہ مصلح موعود ہونے کے سب القابات زکی غلام مسیح الزماں ہی کے ہیں۔اب اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی روحانی ذریت یعنی جماعت میں سے اگر ایک شخص عبدالغفار جنبہ کو ''زکی غلام مسیح الزماں'' ہونے کے اِس جلیل القدر منصب کیلئے منتخب فرما لیا ہے اور مدعی عرصہ پانچ سال سے ایک قطعی، علمی اور الہامی ثبوت کیساتھ افرادِ جماعت کے آگے اپنا دعویٰ لے کر کھڑا ہے تو رانا صاحب اِس میں بھی کوئی مضائقہ تو نہیں ہونا چاہیے۔؟

رانا صاحب! آپ نے میری خواب اور اِسکی تعبیر جواللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہے کا بڑی حقارت کیساتھ ذکر کیا ہے۔ آپ ایسے بت پرستوں کو کیا علم کہ وہ خواب کتنی مبارک تھی اور اُسکے دیکھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نے کتنا مبارک بنا دیا ہے۔ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ کچھ منظوم دعائیہ کلام پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے دِل پر الہام کیا اور پھر چند ماہ کے بعد وہ عظیم الشان خواب مجھے دکھا دی جس میں یہ عاجز حضورؓ کیساتھ اور آپؓ کے حکم پر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر یہ منظوم الہامی دعائیہ اشعار پڑھتا ہے۔ رانا صاحب! اللہ تعالیٰ ایسی خواب آپکو بھی دکھا سکتا تھا اور کسی دوسرے احمدی کو بھی۔ حتیٰ کہ اگر وہ چاہتا تو حضورؓ کی صُلب میں سے ہی کسی کو ایسی خواب دکھا دیتا۔ اب موعود زکی غلام مسیح الزماں تو ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود ہے اور یہ قرعۂ فال بنام اس عاجز کے نکل آیا ہے۔ اب آپ اپنے خودساختہ مصلح موعود کی جھوٹی مصلح موعودی کو سب مل کر بھی قائم نہیں رکھ سکتے اور اب یہ جھوٹ الہامی کلام (اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے) کے مطابق عنقریب منظر سے بھاگ جانے والا ہے۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۴ کے آخر پر لکھتے ہیں:۔

’’آپ نے جس خواب کا سہارا لے کر مصلح موعود ہونے کا نعرہ لگایا ہے۔ اس میں تو ذرہ بھر مصلح موعود کا اشارہ نہیں پایا جاتا۔ ’’نیکی خدا ہے‘‘ اس سے کس کو انکار ہے۔ نیکی خدا ہے اسلئے آپ مصلح موعود بن گئے۔ عجیب استدلال ہے۔ کون عقلمند اس کوزکی غلام مانے گا‘‘

جناب رانا صاحب! ہم سب جانتے اور مانتے ہیں کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ مسیح موعود تھے۔ رانا صاحب! اگر کوئی غیر احمدی آپ سے یہ سوال کر دے کہ آپکے پاس حضرت مرزا صاحبؑ کے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے تو پھر آپ ایسے معترض کو کیا ثبوت پیش کریں گے۔؟ کیا آپ اُس معترض کے آگے حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں حضرت مرزا صاحب کے الہامات پیش کریں گے۔؟ رانا صاحب! یہ یاد رکھیں کہ کسی مدعی کی صداقت کیلئے اُسکے الہامات مخالفوں کیلئے حجت نہیں ہوا کرتے۔

(ثانیاً) چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا لہٰذا کیا آپ ۱۸۹۱ء تک کی حضرت مرزا صاحب کی کتب کو آپکے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں پیش کریں گے۔؟ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ ۱۸۹۱ء میں ہندوستان میں بہت سارے ایسے مسلمان موجود تھے جنہوں نے دین اسلام کی خدمت میں درجنوں کتابیں تصنیف کی ہوئی تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی کتابوں کا مصنف ہونا بھی کسی کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(ثالثاً) حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ بلا شبہ ایک نیک اور پرہیزگار انسان تھے۔ رانا صاحب! کیا آپ مخالف کے آگے حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور تقویٰ اور آپکی دعاؤں کی قبولیت کو آپکے مسیح موعود ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش کریں گے۔؟ جبکہ ۱۸۹۱ء میں عالم اسلام میں لاکھوں اور مسلمان بھی نیک اور متقی ہونگے اور اُنکی دعائیں بھی قبول ہوتی ہونگی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی مخالف کیلئے کسی انسان کا نیک اور متقی ہونا اور اُسکی دعاؤں کی قبولیت بھی اُسکے مسیح موعود ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(رابعاً) رانا صاحب! شاید آپ حضرت مرزا صاحب کے مخالف کے آگے آپکی مخالفت کو آپکے دعویٰ مسیح موعود کی سچائی کے حق میں پیش کریں۔ حالانکہ فی الحقیقت کسی مدعی کی مخالفت بھی اُسکے دعویٰ کی سچائی کا معیار نہیں ہوسکتی۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے وقت میں صرف ہندوستان میں کم و بیش سولہ (۱۶) دیگر مدعیان بھی موجود تھے اور اُنکی بھی بھرپور مخالفت ہوئی۔ تو پھر رانا صاحب! آپ کسی مخالف کو حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کی کیا دلیل پیش کریں گے۔؟ آخر وہ کونسی حقیقت تھی کہ جس سے متأثر ہو کر سلیم الفطرت مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ مسیح موعود قبول کر لیا تھا۔

رانا صاحب! خاکسار حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے سلسلہ میں گزارش کرتا ہے کہ جب ہم باریک بینی سے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئیوں کے جو اصل مصداق ہوتے ہیں پیشگوئیوں کی حقیقت اور فلاسفی اُن پر ہی منکشف ہوتی ہے۔ اور یہی اُنکے کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔ مثلاً۔ یہودیوں میں ایلیا سے متعلق جو پیشگوئی تھی اِسکی حقیقت حضرت مسیح سے پہلے اُنکے کسی نبی کسی فقیہی اور کسی ملہم پر نہ کھلی۔ یہودیوں کا برابر یہی عقیدہ رہا کہ ایلیا نبی بذاتِ خود دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ حتیٰ کہ آخر کار حضرت مسیحؑ پر اللہ تعالیٰ نے یہ سربستہ راز کھول دیا کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے مراد اُسکے کسی ہم صفت کا آنا ہے جو یحییٰ نبی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو جو مسیح موعود کی پیشگوئی بیان فرمائی تھی۔ تیرہ صدیاں تک اُمت محمدیہ پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت سے لاعلم رہی تاوقتیکہ چودھویں صدی ہجری کا سر آ گیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت اور فلاسفی حضرت مرزا غلام احمدؑ پر کھول دی اور اس اِنکشاف کے نتیجے میں آپؑ نے وفاتِ مسیح ثابت کر کے عیسائیوں اور لاعلم مسلمانوں کے چھکے چُھڑا دیئے۔ رانا صاحب! حضرت مرزا صاحبؑ کے مسیح موعود ہونے کا بڑا بھاری ثبوت یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت اور فلاسفی آپؑ پر کھول دی۔ اور پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اِسی قسم کا بڑا بھاری ثبوت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا ہے۔ وہ ثبوت یہ ہے کہ اس عاجز نے حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات اور

قرآن کریم کی تصدیقی مہر کیساتھ یہ حقیقت قطعی طور پر ثابت کر کے دکھادی ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا کیونکہ وہ تو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی زکی غلام مسیح الزماں کی الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتا۔جس طرح حضرت مرزا صاحبؑ حیاتِ مسیح کے باطل عقیدے کو جھٹلا کر سلیم الفطرت اور متقی مسلمانوں کی نظر میں مسیح موعود ثابت ہو گئے تھے اسی طرح آج یہ عاجز بھی جماعت احمدیہ میں خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا بُطلان کر کے سلیم الفطرت اور متقی احمدیوں کی نظر میں مصلح موعود ثابت ہو چُکا ہے۔اب میں آپکے دیگر سوالات کی طرف آتا ہوں۔

جناب رانا صاحب! میں اپنی خواب کے متعلق تھوڑا بہت اوپر بیان کر آیا ہوں۔ایسی خوابیں بڑی مبارک ہوتی ہیں۔آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپکو بھی زندگی میں کوئی ایسی خواب دکھادے۔آپ نے کہا ہے کہ میری خواب میں تو ذرّہ بھر بھی مصلح موعود ہونے کا اشارہ نہیں ملتا۔رانا صاحب! ایسی خوابوں کی حقیقت صرف عارف لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں یا وہ جنہیں اللہ تعالیٰ انکی حقیقت سے آگاہ کر دے۔آپ جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ابوالانبیا نے ایک خواب ہی دیکھی تھی جس کے مطابق وہ اپنے اکلوتے لختِ جگر کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔اور پھر جب آپ اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اے ابراہیم بس کر۔تو اپنی رؤیا پوری کر چُکا اور اب میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔رانا صاحب! دیکھا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اِس ابراہیم کے گھر میں نبیوں کی لائن لگا دی اور آج روئے زمین پر اِس ابراہیمؑ پر روزانہ کتنے لوگ درود بھیجتے ہیں۔یہ سب اُس مبارک خواب کا ہی نتیجہ تھا۔اسی طرح آپؑ کے پڑپوتے حضرت یوسفؑ نے بھی بچپن میں ایک خواب دیکھی تھی۔اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی خواب کی تعبیر کو آپکے والدِ محترم حضرت یعقوبؑ تو سمجھ گئے تھے لیکن ایسی خوابوں کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتا اور بعض اوقات تو اللہ تعالیٰ عمداً خواب بین کو بھی خواب کی تعبیر سے لاعلم رکھتا ہے۔پھر دیکھا کہ حضرت یوسفؑ کی مبارک خواب کا نتیجہ کیا نکلا تھا۔اب اگر اِن برگزیدہ بندوں کے دور میں آپ ہوتے تو اِنکی خوابیں سُن کر پتہ نہیں آپ کیا فتویٰ دیتے۔؟ آپکے علم میں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام کو بھی یوسف قرار دیا ہے۔پہلے یوسف کی خواب کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اُسے نہ صرف نبی بنایا تھا بلکہ دنیا میں ایک باوقار اِنتظامی عہدہ بھی عنایت فرمایا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود یوسف ثانی کو اُسکی خواب کے نتیجے میں کیا اللہ تعالیٰ اُسے مصلح موعود نہیں بنا سکتا۔؟ رانا صاحب! یقیناً بنا سکتا ہے اور بنا دیا ہے۔

رانا صاحب! کیا آپ نے کبھی اُن منظوم دعائیہ اشعار پر غور کیا ہے کہ وہ کیا پیغام دے رہے ہیں۔؟ یہ منظوم دعا اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو سکھائی تھی۔لوگ دعائیں مانگتے ہیں لیکن میں تو اِتنا بُدھو ہوں کہ مجھے تو مانگنا بھی نہیں آتا تھا۔اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے میرے دل پر یہ دُعا الہام فرمائی۔کہ اے میرے بندے۔اے عبدالغفار مجھ سے یہ دُعا مانگ۔عبدالغفار غریب و بے کس کیا کر سکتا تھا۔؟ اُس نے یہ منظوم دُعا نماز میں مانگنی شروع کر دی۔چند ماہ کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا کہ میرے ایسے ناقص انسان کو بذریعہ خواب اپنے ایک عظیم المرتبت اور پیارے بندے کی دُعا میں شامل فرما دیا۔ایسا پیارا بندہ جس کی دُعا اور فریاد کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ فرما کر شرف قبولت بخش چکا تھا کہ!'' میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔'' اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر کرم کرتے ہوئے اُسے یہ توفیق بخشی کہ میں اُسکے پیارے بندے کی دُعا میں شامل ہو کر اُس (اللہ تعالیٰ) کی عطا کردہ منظوم الہامی دُعا مانگوں۔اور پھر میں نے بحالتِ خواب یہ دُعا مانگی۔

ایک عظیم الشان دُعا

اے میرے اللہ اب تو میری پکار سن لے
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے

میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں
در در کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہا ہوں

تو پاک مجھ کو کر دے اور نیک بھی بنا دے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے

ہرآن رکھوں دیں کو،دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا ،ہو فکر مجھ کو ہردم

اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمع ہدایت ، ہرگھر میں، میں جلاؤں

اسلام پر جیؤں میں،اسلام پر، مروں میں
ہرقطرہ اپنے خوں کا ،اس کی نظر کروں میں

برائی سے بچوں ،اور زباں پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

ایک عظیم الشان خواب

''ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی ہے جو اب خشک ہو چکی ہے۔اسکے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔''غفار نماز پڑھا کر و اور میرے ساتھ دُعا کرو'۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کیلئے اُٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی منظوم الہامی دُعا مانگ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔'' ؎

تجھے دنیا میں ہے کس نے پُکارا ۔ کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا ۔ کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا مُنادی ۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

راناصاحب! آپ میری جس خواب کو اتنا حقیر سمجھ رہے ہیں۔کیا آپ عالم اسلام میں سے میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے علاوہ کسی اور مسلمان کی مثال دے سکتے ہیں کہ اُس نے اِس طرح اور اِس رنگ میں کوئی ایسی خواب دیکھی ہو۔یعنی پہلے کسی مسلمان نے ایک دعا خود لکھی ہو یا اُسے اللہ تعالیٰ نے الہامی رنگ میں عنایت فرمائی ہو اور پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اُسے خواب میں آنحضرت ﷺ کی دعا میں شامل کیا ہو اس طرح کہ آنحضرت ﷺ بھی خواب بین کیلئے دعا کر رہے ہوں اور وہ بھی اپنی بنائی ہوئی یا الہامی دعا کر رہا ہو اور دعا کا مضمون بھی یہ ہو کہ!۔

اے اللہ تعالیٰ! میں تیرا خطا کار بندہ ہوں۔میرے پاس سوائے شرمندگی کے آنسوؤں کے کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو میں تیرے حضور پیش کرسکوں۔خالی ہاتھ ہوں۔اے میرے مالک! میرا اس دنیا میں کوئی نہیں اور میں دردر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوں۔اے اللہ تعالیٰ! مجھے پاک اور نیک بنادے۔راناصاحب! یادرہے کہ پاک اور نیک کو عربی زبان میں زکی کہتے ہیں۔اے اللہ تعالیٰ! میرے دِل میں دین اسلام کی محبت بٹھادے۔اے اللہ تعالیٰ! میں دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھوں اور ہردم اِسلام کی فتح میرے پیش نظر رہے۔اے اللہ تعالیٰ! مجھے دین اسلام کی سچائی کو دنیا میں پھیلانے کا موجب بنا دینا اور مجھے صراطِ مستقیم کی ہدایت بخش کر اپنے منعم علیہ گروہ میں شامل فرمالینا اور مجھے توفیق بخشنا کہ میں تیری دی ہوئی ہدایت کو بصورت شمع ہر گھر میں جلاتا پھروں۔اے اللہ تعالیٰ! مجھے اسلام پر ہی زندہ رکھنا اور اسلام پر ہی مجھے موت دینا۔اے اللہ تعالیٰ! مجھے ہمیشہ بُرائیوں سے بچانا اور میری زبان پر ہمیشہ تو سچی بات جاری کرنا (یہ صدیق بننے کی دعا ہے)۔اے اللہ تعالیٰ! میں تیرے باغ (دنیا) کا پھول ہوں اور تیری جناب میں التجا کرتا ہوں کہ تو اِس پھول کی حفاظت بھی فرمانا۔آمین

راناصاحب! حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے پہلے پورے عالم اسلام میں سے آپ ایسی خواب کی صرف ایک مثال مجھے دیدیں۔یا پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت میں سے اب تک میرے علاوہ کوئی ایک مثال دیدیں۔؟ آپ ہرگز نہیں دے سکتے۔راناصاحب! آپ ایسی خواب کی ایک مثال نہ جماعت میں سے اور نہ ہی جماعت سے پہلے اُمتِ مسلمہ میں سے دے سکتے ہیں۔کیونکہ ایسی خواب صرف خواب نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ ایک روحانی واقعہ ہوتا ہے۔حضرت موسیٰؑ کو بظاہر دور ایک آگ نظر آئی تھی اور جب وہ اُس آگ کے پاس گئے تو وہاں آپؑ کو مادی آگ کا کوئی اَنگارہ نہیں ملا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ سے نبوت ایسی عظیم الشان روحانی نعمت ملی تھی۔بظاہر یہ ایک آگ دیکھنے کا نظارہ تھا۔ہمارے آقا و مولیٰ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کیساتھ غارِ حرا میں جو واقعہ ہوا اِسکے نتیجہ میں آپ ﷺ کو کیا بخشا گیا۔سب دنیا جانتی ہے کہ اس واقعہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم

النبیین اور سید الانبیا بنا کر مقام محمود پر فائز کر دیا۔اسی طرح ایک صدی قبل ایک برگزیدہ انسان (حضرت مرزا غلام احمدؑ) کی بھی ایک رات میں کایا پلٹ دی گئی تھی (روحانی خزائن جلد ۱۸صفحہ ۶۱۴۔۶۱۵ پیشگوئی نمبر ۱۲۱)۔میں نے اپنی جس خواب کا ذکر کیا ہے وہ صرف ایک خواب نہیں تھی بلکہ میری روحانی ماں محمدی مریم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہونیوالے اُسکے روحانی فرزند (جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں زکی غلام اور مُلہم نے اُسے مصلح موعود قرار دیا ہے) کی روحانی ولادت کا واقعہ تھا۔میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ تاریخ احمدیت میں ایک ایسا واقعہ ہوا تھا جس کا خواب دیکھنے والے کو بھی اُس وقت تک علم نہیں ہوا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر سب حقیقت کھول نہ دی۔دسمبر ۱۹۸۳ء میں سجدہ سے اٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مبارک خواب کی جس تعبیر سے مجھے آگاہ فرمایا وہ درج ذیل ہے:۔

(اول) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اس خواب (یعنی اِس عاجز کی) میں جو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔یہ وہی دعا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بتایا تھا:۔''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔۔۔''

(دوئم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ موعود ''نشان رحمت یعنی زکی غلام'' جو حضورؑ کو آپکی دُعا کے نتیجہ میں بخشا گیا وہ تو (یعنی خاکسار) ہی تھا اور تیری اِس خواب میں تجھے یعنی موعود زکی غلام کو بھی حضورؑ کی دعا میں شامل کیا گیا۔

(سوئم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تجھے (یعنی خاکسار) کو بھی خواب دیکھنے سے پہلے ایک دعا فتح اور غلبۂ اسلام کیلئے سکھائی گئی تھی اور اس خواب میں حضورؑ کیساتھ اور اُنکی اِقتداء میں وہ دُعا تجھ سے بھی منگوائی گئی ہے۔میں جو دُعائیں اپنے بندوں کو سکھاتا ہوں وہ مقبول ہوتی ہیں۔جناب رانا صاحب! کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ایک دُعا سکھائے اور پھر اپنے کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کی پیروی میں اُس بندے سے یہ دُعا منگوائے بھی اور پھر اپنی ہی بخشی ہوئی دُعا کو وہ قبول نہ کرے۔؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

(چہارم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جس موعود مصلح کی بشارت بخشی گئی تھی اس کی ایک علامت اس کا ''زکی'' ہونا ہے۔''زکی'' کے لغوی معنی ''پاک اور نیک'' کے ہوتے ہیں۔اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار میں نے تجھے زکی بننے کی دعا بھی سکھائی تھی اور جس برگزیدہ بندے کی تضرعات کو سُن کر میں نے اسلام کی فتح اور غلبے کیلئے اُسے جس ''زکی غلام'' کا وعدہ دیا تھا۔میں نے تیری خواب میں تجھے وہ ''زکی غلام'' بنا کر اُس برگزیدہ بندے کے آگے کھڑا کر کے اُس سے وہی دُعا کروائی جو اُس نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے پہلے ہوشیار پور میں مسلسل چالیس (۴۰) روز تک مانگی تھی۔ ؎

تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے ۔ اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھادے

رانا صاحب! اب بھی آپکو میرے ''زکی'' بنائے جانے میں کوئی شک ہے۔؟ آپ مجھے بتائیں کہ کوئی کسی منصوبے کیساتھ بھی ایسا کرسکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔آپ لوگ مجھ پر یقین کریں۔کہ متذکرہ بالا منظوم دعائیہ اشعار ۱۹۷۷ء کے وسط میں مجھے بخشے گئے تھے۔پھر چند ماہ کے بعد ۱۹۷۷ء کے آخر میں یا ۱۹۷۸ء کے بالکل شروع میں اللہ تعالیٰ نے مجھے متذکرہ بالا خواب دکھائی۔میں آپ سب لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر یہ بتاتا ہوں کہ خواب کی جس تعبیر کا میں نے درج بالا سطور میں ذکر کیا ہے۔وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں سجدہ میں جانے سے پہلے تک مجھے اِس تعبیر کا کوئی ایسا علم ہونا تو درکنار مجھ ایسے غریب و مسکین کے خواب و خیال میں بھی نہ کوئی ایسی تعبیر آئی اور نہ آسکتی تھی! ؎

مُجھے کب خواب میں بھی تھی یہ اُمید ۔ کہ ہو گا میرے پر یہ فضلِ جاوید
مِلی یُوسف کی عزت لیک بےقید ۔ نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
مُراد آئی ، گئی سب نامُرادی ۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

ایک عظیم الشان اِلہامی اِلٰہی نظریہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار! جب تو نے ''نیکی کی حقیقت'' جاننے کیلئے میرے حضور سجدہ ریز ہوکر میرے برگزیدہ بندوں (حضرت محمد ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کی الہامی اور مقبول دعائیں مانگیں تھیں تو میں نے تیری دعائیں سُن کر جواباً تیرے دِل پر ''Virtue is God'' کا الٰہی نظریہ الہام کیا تھا۔اور اے عبدالغفار! کیا تو میرے اِس الہام کے بعد دہشت زدہ ہوکر میرے آگے رونے نہیں لگ گیا تھا بالکل اُسی طرح جس طرح میرا بندہ موسیٰ جب میں نے اُسے فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا تھا تو وہ بھی میرا یہ حکم سُن کر دہشت زدہ ہوگیا تھا۔پھر اے عبدالغفار! میں نے تیرے دِل کو مضبوط کر کے دوبارہ ''Virtue is God'' کے الفاظ تیرے دِل پر نازل کیے۔اب کی دفعہ تو ثابت قدم رہا اور تو نے اپنے قلم کیساتھ یہ الفاظ لکھے تھے۔اے عبدالغفار! اسکے بعد تو نے محسوس کیا تھا کہ میں اب زندہ نہیں رہونگا۔اور تو نے میرے حضور رو کر مجھ سے اپنی زندگی کی بھیک

مانگنی شروع کردی۔ پھر میں نے تجھے کچھ کلمات (تسبیح تمہید۔ درود شریف اور استغفار) پڑھنے کیلئے کہا اور تجھے تاکید کی کہ یہ کلمات ہمیشہ پڑھتے رہا کر۔ کم وبیش چالیس دن تک اِن کلمات کو پڑھنے کے بعد تجھ سے یہ تیرا خوف دور ہو گیا۔ اسی دوران اے عبدالغفار! میں نے تجھے کہا تھا کہ ''میں تجھے دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا''۔ تُو پھر میرے حضور رونے لگ گیا تھا اور مجھے کہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے شہرت پسند نہیں۔ مجھے گوشہ نشینی پسند ہے لیکن میں نے تیری یہ بات نہیں مانی تھی اور تجھے کہا تھا کہ اے عبدالغفار! جو میں نے تجھے کہا ہے وہی ہوگا۔ پھر اے عبدالغفار! تو نے بھی مجھے کہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ جو تو چاہتا ہے وہی کر میں بھی تیری رضا کیساتھ راضی ہوں۔

راناصاحب! ''Virtue is God'' کا الہام نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ''نیکی کی حقیقت'' اس طرح بتانی شروع کر دی جس طرح کوئی استاد اپنے شاگرد کو پڑھاتا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا'' کہ اے عبدالغفار! میں تجھے اپنی جناب میں رجسٹر (Register) کرتا ہوں۔ تجھے اب کسی کے آگے حصول علم کیلئے معاشی (economical) بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں اور نہ کسی درسگاہ میں جانے کی ضرورت ہے۔ میں تجھے خاص علم دوں گا اور تو لوگوں کو لاجواب کر دے گا''۔ پھر میں نے الٰہی ہدایت کے مطابق ڈیڑھ سال کے عرصہ میں یہ الٰہی نظریہ لکھ لیا۔ جب میں نے یہ نظریہ لکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا تھا کہ ''اس نظریہ پر غور کر''۔ اس نظریہ میں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں متذکرہ ''زکی غلام'' کی مرکزی علامتیں آ گئی ہیں۔ اور جب میں نے اس پر غور کیا تو اس میں پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامتیں پا کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ''زکی غلام'' کی مرکزی علامات درجِ ذیل ہیں:۔

☆ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔☆

خلیفہ رابع کی تصدیق

ربوہ کے آخری جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے موقعہ پر افتتاحی خطاب سے پہلے جو خلیفہ رابع کی ایک نظم ''مردِ حق کی دعا'' کے عنوان سے پڑھی گئی تھی۔ جلسہ سالانہ کی اِس افتتاحی تقریر کے وقت پنڈال میں یہ خاکسار بھی موجود تھا اور یہ نظم میں نے بھی سُنی تھی۔ لیکن میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس وقت مجھے اس نظم کے اِن اشعار کا کوئی پتہ نہیں تھا کہ یہ کس پس منظر میں کہے گئے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے مارچ یا اپریل ۱۹۸۴ء میں مجھے بتایا کہ اس نظم کے دو اشعار میں تیری خواب کے مضمون کا ذکر موجود ہے۔ خواب میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ اور خاکسار دونوں دعا کرتے ہیں اور خاکسار باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر متذکرہ بالا منظوم الہامی دعائیہ اشعار پڑھتا ہے۔ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں حضورؑ کو بطور نشانِ رحمت ایک ''زکی غلام'' عطا ہوا تھا اور اسی ''زکی غلام'' کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک خواب یا کشف میں ''عصا'' کی حالت میں دکھایا تھا۔ درجِ ذیل شعر میں اسی زکی غلام کا ذکر ہے جس نے لاشعوری طور پر خلیفہ رابع کے بقول آئندہ زمانہ میں ساحروں کے مقابل پر اژدھا بن کر کھڑا ہونا تھا۔

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

مارچ۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا کہ خلیفہ رابع نے اپنے متذکرہ بالا شعر میں اسی الٰہی نظریہ ''Virtue is God'' (جو پیشگوئی مصلح موعود کا قطعی علمی اور الہامی ثبوت بھی ہے) کا ذکر کیا ہے۔ راناصاحب! یہ عاجز آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا اِس شعر میں بھی ساہوال کے قیدیوں کا ذکر ہے۔؟ راناصاحب! دوسری بات یہ کہ آپ خلیفہ رابع کے اس شعر میں ''مردِ حق کی دُعا'' کو خلیفہ رابع صاحب کی دعا قرار دے رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا اور میں اِسکی تفصیل اپنی کتاب (غلام مسیح الزماں) میں بیان کر چکا ہوں کہ اس شعر میں ''مردِ حق'' سے مراد حضرت مہدی ومسیح موعودؑ ہیں اور ''مردِ حق کی دُعا'' سے مراد وہ ''زکی غلام مسیح الزماں'' ہے جو آپؑ کو آپکی دعا کے نتیجہ میں عنایت فرمایا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک خواب یا کشف میں اِس ''زکی غلام'' کو ایک ''عصا'' کے طور پر دکھایا تھا۔ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

(الف) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ ''۲۱ جون کو ایک چھڑی پر یہ لکھا ہوا دکھایا گیا۔ دُعَـآءُ كَ مُسْتَجَـابٌ۔ ترجمہ۔ تیری دعا مقبول ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۳۹۴ بحوالہ کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۰)

(ب) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ ''مجھے دو عصا دیئے گئے۔ ایک جو میرے پاس تھا۔ دوسرے وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور گمشدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اُس کے منہ پر لکھا ہوا تھا۔ دُعَـآءُ كَ مُسْتَجَابٌ۔ ترجمہ۔ تیری دعا مقبول ہے۔'' (ایضاً)

راناصاحب! یہ ''موعود عصا'' کے متعلق الہامات کیا خلیفہ رابع کو ہوئے تھے یا حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کو ہوئے تھے۔ جس برگزیدہ بندے کو یہ ''موعود عصا'' کے متعلق الہامات ہوئے تھے خلیفہ رابع کے اس شعر میں وہی ''مردِ حق'' ہے۔ کیا اِس شعر کو بھی آپ ساہیوال کے احمدی دوستوں پر فٹ کرو گے۔؟ اِسی نظم کا آخری شعر درجِ ذیل ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

اللہ تعالیٰ نے مارچ۔اپریل ۱۹۸۴ء میں مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار! یاد کر اپنی وہ خواب جس میں میرے برگزیدہ بندے (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) نے تجھے کہا تھا۔ ''غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو'۔ اے عبدالغفار! تو نے میرے برگزیدہ بندے کے اِرشاد پر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر میرے الہام کیے ہوئے دعائیہ اشعار پڑھے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یارب العزت پڑھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار! مرزا طاہر احمد کی نظم کے اس شعر میں تیرے ہی ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کا ذکر ہے اور اب تو اِس میں شک کیسے کر سکتا ہے۔؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ میں اب اس میں شک نہیں کر سکتا کیونکہ میرے لیے اب اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ رانا صاحب! اگر میں نعوذ باللہ جھوٹا تھا اور میری وہ خواب بھی نعوذ باللہ جھوٹی تھی تو پھر جماعت کا بزعم خود ایک شیر اور فنکار خلیفہ میری خواب کے مضمون کو اپنی نظم کے اشعار میں کیوں اور کس طرح باندھ بیٹھا؟ حالانکہ خلیفہ رابع کے پختہ عقیدے کے مطابق اُس کا والد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ'' تھا۔؟ کیا یہ میرے لیے بھی اور پوری جماعت کے واسطے بھی میری سچائی کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ایک نشان نہیں ہے۔؟ اور اگر یہ نشان نہیں ہے تو رانا صاحب پھر مجھے بتاؤ کہ نشان کِسے کہتے ہیں۔؟

رانا صاحب! جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۸۶ء کے موقعہ پر خلیفہ رابع صاحب کی ایک نظم پڑھی گئی تھی۔ اس نظم کا ایک شعر کچھ یوں تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

اس شعر کا مطلب کچھ اِس طرح ہے کہ آپ نے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''فتح و ظفر کی کلید'' اب اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمہیں تھما دی ہے اور فتح اور ظفر کا نشان تمہارے نام لکھ دیا گیا ہے۔ رانا صاحب! یہ فتح اور ظفر کی کلید کیا تھی۔؟ یہ فتح اور ظفر کا نشان کیا تھا۔؟ کیا یہ فتح و ظفر کی کلید غلام مسیح الزماں نہیں ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں عنایت فرمائی تھی؟ جیسا کہ حضورؑ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

رانا صاحب! اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو ایک فتح اور ظفر کی کلید کا وعدہ بخشا ہے۔ پیشگوئی کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ موعود فتح اور ظفر کی کلید دراصل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے متعلق ہی فرمایا ہے:۔

۱۸ فروری ۱۹۰۷ء:۔ (۱) ''کُلُّ الۡفَتۡحِ بَعۡدَہٗ (۲) مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اس وقت حق ظاہر ہو جائے گا گویا خدا آسمان سے اترے گا'' (تذکرہ صفحہ ۵۸۸ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

رانا صاحب! خلیفہ رابع صاحب ایک عام شاعر نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حضورؑ کے چوتھے خلیفہ تھے۔ اگر یہ بات کسی عام شاعر کے منہ سے نکلی ہوتی تو ہم سمجھتے کہ شاعر نے محض شاعرانہ موڈ میں ایک بات کہہ دی ہے جو محض خیالی بات ہے اور جسکے لیے وہ شاعر ذمہ دار بھی نہیں کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ جناب میں نے تو ویسے ہی شاعرانہ موڈ میں بات کہی ہے۔ لیکن رانا صاحب! خلیفہ رابع تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر تھے۔ آپکے بارے میں تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے اتنی بڑی بات گویا یونہی شاعرانہ موڈ میں کہہ دی ہوگی۔ رانا صاحب! مزید عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ نے یہ خبر یا بشارت بھی اس شان کی دی ہے اور انہی الفاظ میں دی ہے جو کہ الہامی الفاظ ہیں۔

رانا صاحب! اِس حقیقت میں تو ذرّہ برابر بھی شک نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کو ایک ''فتح اور ظفر کی کلید'' کا وعدہ بخشا تھا۔ اگر حضورؑ یا آپ کے بعد آپ کا کوئی خلیفہ ایک شعر کی صورت میں احباب جماعت کو یہ خبر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اب تم کو آسمان پر فتح اور ظفر کی کلید تھما دی ہے اور فتح اور ظفر کا نشان تمہارے نام لکھ دیا گیا ہے۔ تو اس کلید فتح و ظفر سے مراد سوائے اس ''موعود الہامی فتح اور ظفر کی کلید'' کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ رانا صاحب! یاد رہے کہ یہ الفاظ خلیفہ رابع کے منہ سے بھول کر نہیں نکلے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو ہر بات پر قادر ہے یہ الفاظ خلیفہ صاحب کے منہ سے نکلوائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اِذن کے بغیر اِن الہامی الفاظ (کلید فتح و ظفر) کا خلیفہ صاحب کے منہ سے نکلنا ناممکن تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس ناممکن کو ممکن میں بدل دیا۔ غالبًا یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے موعود ''زکی غلام مسیح الزماں'' کو الہامی پیشگوئی میں قدرت کا نشان قرار دیا ہے۔ جب یہ شعر مجھ تک پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اِنکشاف فرمایا کہ اے عبدالغفار! دیکھ اِس شعر میں خلیفہ رابع نے جس فتح اور ظفر کی کلید کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی ''موعود فتح اور ظفر کی کلید'' ہے جسکا میں نے اپنے برگزیدہ بندے کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بطور ''زکی غلام'' وعدہ بخشا تھا۔؟ میں نے پھر اس

انکشاف پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکریہ ادا کیا۔ رانا صاحب! اِس سے بڑھ کر حضورؒ کے بعد کوئی خلیفہ آنیوالے غلام مسیح الزماں کی کیا تصدیق کرسکتا ہے۔؟ کیا آپ خلفاء کی خوشامد اور وکالت کرتے ہوئے اِس شعر کو بھی ''اِسیرانِ راہ مولیٰ ساہیوال'' پرفٹ کریں گے۔؟ ؎ دوستو اِک نظر خدا کیلئے ۔ سید الخلق مصطفےٰ کیلئے

رانا صاحب! اگر اب بھی آپ اور افراد جماعت مجھے غلطی پر سمجھتے ہیں تو اس کا بھی ایک حل ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب غلام مسیح الزماں کے حصہ دوئم میں ''الہامی پیشگوئی کی حقیقت'' کے عنوان سے جو اپنی سچائی کی دلیل دی ہے۔ آپ سب مل کر اس دلیل کو جھٹلا کر دکھا دو۔ اور یہ مصلح موعود کا وہی الہامی قطعی اور علمی ثبوت ہے جس کا ذکر الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ اِس الٰہی نظریہ (Virtue is God) میں اللہ تعالیٰ کا کامل عرفان بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے رسالہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں کئی جگہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت بجز الہام ممکن نہیں۔ تو میری آپ سب لوگوں سے گزارش ہے کہ اگر میں جھوٹا انسان تھا تو پھر مجھ ایسے جھوٹے انسان کو بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت کیسے مل گئی۔؟ رانا صاحب! اگر اس کے باوجود بھی آپ مجھے بیمار آدمی سمجھتے ہیں تو یہ عجیب بیمار آدمی ہے جو لاکھوں یا کروڑوں متقیوں اور عالموں کی جماعت کا منہ بند کر کے بیٹھا ہوا ہے۔؟ رانا صاحب! اب تو آپ کو بھی اور افرادِ جماعت کو بھی میری ''خواب کی حقیقت'' کا اور میرے دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' کے ثبوت کا بھی پتہ چل گیا ہوگا۔ اور آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا ہوگا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کس طرح ''زکی غلام'' بنایا ہے۔ دعا کرنا جماعت احمدیہ میں بقول آپکے میرے ایسے دو چار بیمار آدمی اور پیدا ہو جائیں تا اُمت مسلمہ غلبہ اسلام کا دن جلد دیکھ لے۔

رانا صاحب! میں نے اپنے مضمون نمبر ۳۰ ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' میں اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ میں صدقِ دل کیساتھ اُس وقت کے جرمنی کے مشنری انچارج اعلیٰ مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب (مرحوم) کے بُلانے پر اُنہیں ملنے مہدی آباد (ہمبرگ کے نزدیک ایک جماعتی سنٹر) گیا تھا تا کہ اگر میں اتنا ہی غلط ہوں یا آپ لوگوں کی نظروں میں بیمار ہوں تو کچھ تو میری تشفی بھی ہونی چاہیے۔؟ اِس ملاقات میں مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب سے جو میری گفتگو ہوئی اِس کا ذکر میں نے اُسی مضمون میں کیا ہوا ہے۔ آج بھی افرادِ جماعت سے کہتا ہوں کہ میں اپنے دعویٰ غلام مسیح الزماں میں ۱۰۰% فیصد سچا ہوں لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ میں غلطی خوردہ ہوں تو تم میں سے کسی کو تو مجھے میری غلطی پر آگاہ کرنا چاہیے تھا۔؟ آخر اتنا تو میرا بنیادی حق ہے۔ ؎

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال؟ ۔ دِل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال
ہے تعجب آپ کے اِس جوش پر ۔ فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟ ۔ پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیمِ فرقاں ہے بھلا ۔ کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خُدا

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۵ کے آخر پر لکھتے ہیں:۔

''اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا'' ہر احمدی مسیح کا غلام مراد ہے اور خاص کر اسیرانِ راہِ مولا اور اسکے علاوہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مراد ہیں۔ جب اان سب غلامانِ مسیح الزماں نے ہاتھ اُٹھائے۔ تو موت آ بھی گئی تھی سو وہ ٹل گئی۔ یہ ساری کی ساری نظم اسیرانِ راہِ مولا ساہیوال کیس کے احمدی دوستوں جن میں اصل کردار رانا نعیم الدین صاحب تھے۔۔۔۔ ۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نہ صرف ہمارے خلیفہ کیساتھ اُس کے پیار کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مگر افسوس کہ جس طرح کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ دو تے دو۔ اُس بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ یہی لطیفہ مجھے تو آپ پرفٹ نظر آتا ہے۔ کیونکہ آپکے اندر مصلح موعود بننے کا غالباً سال ۱۹۸۳ء میں شوق پیدا ہوا۔ یا کوئی اچانک حادثہ پیش آ گیا۔ ورنہ اس سے پہلے تو آپ چنگے بھلے خلافت احمدیہ کے شیدائی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔۔۔۔۔۔ بھلا اس نظم کے ان اشعار میں کچھ ذرہ بھی کسی کے مصلح موعود ہونے کا اشارہ تک بھی ہے۔ مجھے تو وہی بھوکے آدمی والا لطیفہ یاد آتا ہے۔ ذرہ ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔

دوگھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی ۔ آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رُت بدل جائے گی
یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی
عصرِ بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلامِ مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

صاف صاف نظم ہے۔ مردِ حق خود خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفۃ المسیح الرابع ہیں۔ اور کون ہے۔؟ ''

غلام مسیح الزماں سے مراد۔؟

جناب رانا صاحب! ''غلام مسیح الزماں'' کی اصطلاح سے مراد ہر احمدی نہیں ہوسکتا۔ اگر ''غلام مسیح الزماں'' سے مراد ہر احمدی ہے تو پھر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح الزماں کو جس ''زکی غلام'' کا وعدہ بخشا تھا۔ تو پھر وہ زکی غلام کیا ہوا؟ میرا آپ سے سوال ہے کہ ایک عام احمدی اور ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود ''زکی غلام'' کے درمیان کیا کوئی فرق نہیں ہے۔؟ آپ کی منطق کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن میرے اور ہر باشعور احمدی کے نزدیک یقیناً فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ میں صرف اور صرف ایک ہی موعود ''زکی غلام'' ہے۔ سارے نہیں ہیں۔ اور جو موعود ہے وہی ''غلام مسیح الزماں'' کی اصطلاح کا مصداق ہے۔ ''غلام مسیح الزماں'' ایک الہامی اصطلاح ہے۔ وہ اس طرح کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی و مسیح موعودؑ سے فرمایا تھا! ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی'' ۔۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو ۔۔۔۔۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا''۔ یہ موعود اور الہامی ''زکی غلام'' جماعت احمدیہ میں صرف ایک ہے لاکھوں اور کروڑوں نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ کیلئے درج ذیل الہامی شعر میں ''مسیح الزماں'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ۔ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۶ حاشیہ)

اب ''غلام'' بھی ایک الہامی لفظ ہے اور ''مسیح الزماں'' بھی الہامی الفاظ ہیں۔ لہٰذا ''غلام مسیح الزماں'' کی الہامی اصطلاح سے جو تصور ابھرتا ہے اس سے مراد صرف اور صرف مسیح الزماں کے اُس موعود ''زکی غلام'' کی ہے جس کا ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں وعدہ بخشا گیا تھا۔ عمومی رنگ میں تو سارے احمدی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اسی طرح غلام ہیں جس طرح عمومی رنگ میں ساری اُمتِ محمدیہ آنحضرت ﷺ کی غلام ہے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کا وہ موعود غلام جس کیلئے اُمت میں ''امام مہدی و مسیح موعودؑ'' کی اصطلاحیں رواج پا چکی ہیں وہ ساری امت میں ایک ہی ہے ساری امت نہیں۔ بالکل اسی طرح لاکھوں کروڑوں احمدی بلا شک وشبہ مسیح الزماں کے غلام تو ہیں لیکن ''غلام مسیح الزماں'' کی الہامی اصطلاح اسی موعود زکی غلام کیلئے مستعمل ہوسکتی ہے جس کا وعدہ الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ اگر جماعت احمدیہ میں کسی وقت حضرت مسیح الزماںؑ کا کوئی خلیفہ یا جانشین اپنے کسی منظوم یا غیر منظوم کلام میں شعوری یا لاشعوری طور پر ''غلام مسیح الزماں'' کی یہ الہامی اصطلاح استعمال فرمائے جیسا کہ درج ذیل شعر میں خلیفہ رابع نے استعمال فرمائی ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا ، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

تو اس غلام مسیح الزماں سے مراد کوئی عام احمدی نہیں لیا جاسکتا بلکہ قطعی طور پر وہ موعود ''زکی غلام'' ہی ہے جسکا وعدہ مسیح الزماںؑ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دیا گیا تھا۔ رانا صاحب! شعر کا پہلا مصرعہ خبر دے رہا ہے کہ ''بیمار زمانے کی لا دوا مرض'' کی شفایابی کیلئے کسی غلام مسیح الزماں نے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے ہیں نہ کہ کسی جیل میں مقید چند قیدیوں کی رہائی کیلئے۔ یہ الگ بات ہے کہ ''غلام مسیح الزماں'' کی دُعا کے نتیجہ میں اِسیرانِ راہِ مولیٰ ساہیوال کو بھی موت سے چھٹکارا مل گیا ہو کیونکہ اِن معصوم احمدیوں کو ناعاقبت اندیش بیمار زمانے نے ہی کال کوٹھڑی میں پہنچایا تھا۔

مدعی سُست گواہ چُست۔

جناب رانا صاحب! خلیفہ رابع کے متذکرہ بالا اشعار کی جو تشریح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی تھی۔ خاکسار نے اِسکی تفصیل شروع اپریل ۱۹۹۳ء میں ایک کتابچے ''غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت'' میں لکھ کر خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیج دی تھی اور ساتھ ہی انتہائی ادب کیساتھ خلیفہ صاحب کو ایک خط بھی لکھا تھا کہ جناب اِس معاملہ میں میری راہنمائی فرمائی جائے۔ رانا صاحب! آپ سے زیادہ اِس نظم کا لکھنے والا یعنی خلیفہ رابع زیادہ بہتر جانتا تھا کہ اُنہوں نے یہ نظم کس کیلئے اور کس پس منظر میں لکھی ہے۔؟ خلیفہ رابع کا نہ صرف یہ اخلاقی فرض تھا بلکہ اُنکے منصب کا بھی یہ تقاضا تھا کہ اگر اُنہوں نے یہ اشعار بقول آپکے ''ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ'' کیلئے لکھے تھے تو وہ مجھے لکھ کر بھیج دیتے کہ عزیزم عبدالغفار! میرے اشعار کی جو آپ نے تشریح کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ میں نے تو یہ اشعار ''ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ'' کیلئے لکھے تھے۔ ساتھ ہی جماعت کی معلومات اور راہنمائی کیلئے ایک آدھ خطبہ جمعہ بھی دے دیتے اور اِس میں خوب کھول کر اِن اشعار کی وضاحت کر دیتے۔ لیکن خلیفہ صاحب نے اپنے اشعار کے متعلق نہ مجھے کچھ بتایا اور نہ ہی کسی خطبہ جمعہ میں اِن کا ذکر کیا۔ میرے کتابچے اور میرا خط وصول کرنے کے بعد محض کارروائی کی خاطر اس مغل شہزادے نے نہ صرف مجھے ڈرانے کیلئے ایک خطبہ جمعہ دیا بلکہ ایک دھمکی آمیز جوابی خط بھی مجھے لکھا۔ چار (۴) سال کے بعد فروری ۱۹۹۷ء کے آخر میں اس عاجز نے پھر ایک مفصل خط خلیفہ صاحب کو لکھا اور اِس میں ایک بار

پھر خلیفہ صاحب کے اِن اشعار کو اپنی تشریح کیساتھ اُسکے آگے پیش کیا۔ جیسا کہ درج ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:۔

’’اے میرے سید! شاید آپ یہ سوچیں کہ یہ شخص (یعنی عاجز) میرے اشعار اور میری باتوں کے کیسے کیسے مطالب نکال رہا ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ رہا ہوں جو کہ حقیقت کے برخلاف ہو۔ یہ باتیں لکھنے کی صرف اسی شخص کو توفیق مل سکتی ہے جسے حقیقت سے آگاہی ہو چکی ہو۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ پہلے اپنے فضل سے نوازے اور ساتھ ہی اسے یہ یقین بھی بخشے کہ میں اس فضل کا اپنے مقرر کردہ امام کے منہ سے ذکر بھی کرواؤں گا۔ ورنہ کسی دوسرے شخص کو ان باتوں کا پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ آپ بے شک احباب جماعت سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ کیا کوئی دوسرا شخص بھی ان باتوں کو جانتا ہے؟ ہرگز نہیں۔‘‘ (غلام مسیح الزماں۔ صفحہ نمبر ۷۶)

رانا صاحب! مورخہ ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء کو رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے میں نے ایک بار پھر ایک کتاب (غلام مسیح الزماں) کی شکل میں اپنا تحریری دعویٰ اپنے تیسرے اور آخری خط کیساتھ خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیجا۔ خلیفہ صاحب کے اِن اشعار کے جو معانی مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائے تھے وہ بھی ایک سے زیادہ دفعہ اس کتاب میں موجود تھے۔ میں نے خلیفہ صاحب کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپ میرا دعویٰ غلام مسیح الزماں بیشک افرادِ جماعت پر ظاہر کر دیں۔ اگر چہ خلیفہ صاحب نے افرادِ جماعت کو میرے دعویٰ ’’غلام مسیح الزماں‘‘ سے لاعلم رکھا لیکن اسکے باوجود آپ سب کو علم ہے کہ ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء کے بعد خلیفہ رابع صاحب کی جسمانی اور ذہنی حالت کیا ہو گئی تھی۔؟ میں اس تفصیل کو یہاں چھوڑتا ہوں۔ رانا صاحب! اب آپکا یہ شور ڈالنا کہ خلیفہ رابع صاحب نے یہ اشعار ’’ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ‘‘ کیلئے لکھے تھے کیا ’’مدعی سُست اور گواہ چُست‘‘ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپکے اس بیان کی اہمیت تو تب ہوتی جب یہ اشعار لکھنے والا خود اس بات کا اعلان کرتا کہ اُس نے یہ اشعار ’’ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ‘‘ کیلئے لکھے ہیں۔ باقی افرادِ جماعت خود فیصلہ کر لیں گے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے۔؟

دو تے دو چار روٹیوں کا لطیفہ کس پر صادق آتا ہے۔؟

جناب رانا صاحب! خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا پتہ چلا۔ اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن ہی سے آپکے اعصاب پر سوار تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔ اور اُن دنوں میں آپکی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپکو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چل گیا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں۔؟ کیا ان کو الہام ہوا تھا۔؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی وجود پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا۔؟ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہو گیا تھا۔؟ اور اگر نہیں تو پھر آپ نے ان لوگوں کو جو آپکو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے کیوں نہیں روکا۔؟ خلیفہ ثانی نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے اُنہیں اپنا منظورِ نظر بنایا اور اُنہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔ لیکن جب جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتابچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ تھا۔؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر پہلے آپ کو اس کا پتہ چلنا چاہیے تھا نہ کہ آپکے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ کیا یہ سب واقعات دو تے دو چار روٹیوں کی چغلی نہیں کھا رہے۔؟

رانا صاحب! خاکسار یہاں خلیفہ ثانی کے چند اقتباسات درج کرتا ہے اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ اِنہیں غور سے پڑھیں۔ اگر آپ میں کچھ بھی تقویٰ ہے تو پھر اِن حوالہ جات سے آپ پر بھی اور افرادِ جماعت پر بھی خوب کھل جائے گا کہ ’’دو تے دو چار روٹیوں کا لطیفہ کس پر صادق آتا ہے۔؟‘‘۔

خلیفہ ثانی صاحب جون ۱۹۳۷ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

(ا) ’’میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی اِن پیشگوئیوں کا مصداق ہے اس کے لیے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ لہٰذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے اِن پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔ تاہم مجھے حیرانی نہیں ہوگی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔‘‘ (احمدیت۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

خلیفہ ثانی ۷۔ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۲)''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اسلئے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔''(الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)۔

۱۹۴۰ء میں آپ فرماتے ہیں۔

(۳)''لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔(عجیب تماشا۔ناقل) میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا۔؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا۔؟ عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا۔؟ لہٰذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔اسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے۔ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا انکار بھی کردے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔۔۔لہٰذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔''(احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفراللہ خاں، صفحہ ۲۸۹)

جناب رانا صاحب! دعویٰ مصلح موعود سے پہلے خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ اندازے کیوں لگانے شروع کردیئے تھے۔؟ خلیفہ ثانی کے یہ الفاظ کیا اس بات کیلئے کافی ثبوت نہیں ہیں کہ اُن پر ''مصلح موعود'' (جھوٹا یا سچا) بننے کا بھوت سوار تھا۔؟

خلیفہ ثانی صاحب دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ۷۔جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۴)''اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہو رہے ہوں۔۔۔۔تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔''(الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

رانا صاحب! خلیفہ ثانی کو اگر اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔اگر وہ دوتے دو چار روٹیوں والی مرض میں مبتلا نہیں تھے تو پھر دعویٰ سے پہلے وہ ایسی باتیں کیوں کہتے رہے۔؟ خلیفہ ثانی صاحب کی یہ باتیں غمازی کر رہی ہیں کہ آپکو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی۔خلیفہ ثانی صاحب ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

(۵)''اگر میں (مصلح موعود) ہوں تو الحمدللہ۔دعویٰ سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔''(مضمون پیشگوئی مصلح موعود اور خلافت رابعہ صفحہ ا مصنف فضل الٰہی انوری بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰)

جناب رانا صاحب! ان الفاظ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو اپنے طرف متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔وہ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور پیشگوئی کا مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بڑی بھاری غلطی ہوگی لیکن بالآخر یہ غلطی آپ نے ۲۸۔جنوری ۱۹۴۴ء کو ایک جھوٹا دعویٰ کرکے کر ڈالی۔

(۶)''لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپکی اِن پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کر لوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔''(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

رانا صاحب! خلیفہ ثانی صاحب کے سابقہ بیانات جو اس بیان سے پہلے درج ہو چکے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ جس نفس سے آپ بچنے کی بات کر رہے تھے وہ تو آپ پر مکمل طور پر غلبہ حاصل کر چکا تھا اور آپ میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح میرے دعویٰ کیے بغیر یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کردیں۔اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے مختلف اوقات میں بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تھا تاکہ انہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(۷)''آج میں نے پہلی دفعہ (اناللہ وانا الیہ راجعون۔اتنا بڑا جھوٹ۔ناقل) وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔''(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جناب رانا صاحب! میں نے خلیفہ ثانی کے اپنے بیانات کے ساتھ یہ ثابت کردیا ہے کہ یہ الہامی پیشگوئی آپکے ہوش سنبھالتے ہی آپکے اعصاب پر سوار ہو گئی تھی۔اور عجیب بات ہے کہ جب ایک شیطان کی آنت کی طرح طویل خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو آپ فرماتے ہیں ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے

دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' قارئین کرام! آپ خود اندازہ کرلیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اس بات کی چغلی کھا رہا ہے کہ مصلح موعود کا بھوت آپ پر سوار تھا۔ رانا صاحب! مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی خلیفہ ثانی سے پوچھتا کہ خلیفہ صاحب دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو وہ جواب میں ضرور کہتے کہ احمق تجھے پتہ نہیں کہ چار مصلح موعود ہوتے ہیں۔

جناب رانا صاحب! آپ کو یاد رہے کہ خاکسار کسی نبی کا بیٹا نہیں اور نہ ہی کسی مہدی یا مسیح موعودؑ کا بیٹا ہے۔ ہاں ایک انتہائی شریف اور متقی انسان کا بیٹا ضرور ہوں۔ میں نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا کیونکہ جب وہ فوت ہوئے تو میں اس وقت چھ ماہ کا شیرخوار بچہ تھا۔ لیکن جوں جوں بڑا ہوتا گیا تب میری ماں اور بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں اور معاشرہ نے مجھے بتایا کہ تیرا باپ بہت دعا گو انسان تھا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت سے دلی محبت کرنیوالا تھا۔ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا تھا۔ میری زندگی سادگی میں ایک عام احمدی کی طرح گزری ہے۔ میری بات پر یقین کرنا کہ بخدا مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ آئندہ زندگی میں مجھے اللہ تعالیٰ اپنی ''رحمت کا نشان'' بنانیوالا ہے۔ چند دعائیہ اشعار جب ۱۹۷۷ء میں خود بخود میرے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ اُس وقت مجھے قطعاً علم نہیں تھا کہ یہ دعائیہ اشعار اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں ڈالے ہیں۔ میں نے یہ مبارک اشعار اگلے دن اپنی ماں کو سنائے۔ ایک دو میرے دوست تھے میں نے یہ دعائیہ اشعار اُنکو بھی سُنائے اور اُنہیں لکھ کر بھی دیئے۔ میں نے اپنے دوستوں کو بھی کہا اور میں نے خود بھی یہ دعائیہ اشعار باقاعدگی کیساتھ نماز میں پڑھنے شروع کردیئے۔ چند ماہ کے بعد ۱۹۷۷ء کے آخر میں یا ۱۹۷۸ء کے اوائل میں یہ خواب دیکھتا ہوں:۔

''ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی ہے جو اب خشک ہو چکی ہے۔ اسکے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ''غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو''۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کیلئے اُٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی منظوم الہامی دعا مانگ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔''

جناب رانا صاحب! خواب دیکھ کر یہ تو یقین ہوگیا تھا کہ یہ خواب بہت مبارک ہے لیکن اس پر حیرانی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ایسے لاوارث یتیم لڑکے کو ایسی خواب دکھانے میں کیا حکمت ہے۔؟ اس وقت مجھے یہ احساس ضرور ہوا تھا کہ چند ماہ پہلے جو بنے بنائے منظوم فقرے میرے دل میں پیدا ہوئے تھے اور اب خواب میں حضورؑ کے حکم پر میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یہ منظوم فقرات پڑھے ہیں۔ اس میں یقیناً کوئی راز ہے۔ میں آپکو حلفاً کہتا ہوں کہ اس وقت تک بھی میں نے اِن اشعار کو نہ الہامی سمجھا اور نہ ہی میرے دل میں ایسا کوئی خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی مصلح موعود بنانے والا ہے۔ یہ جو چار روٹیوں والا لطیفہ آپ مجھ پر منطبق کر رہے ہیں۔ اگر میں ایسا بھوکا ہوتا تو جھٹ خواب دیکھنے کے بعد کوئی ایسا دعویٰ کردیتا۔ میرے ایسا دینی اور علمی پس منظر رکھنے والا شخص مصلح موعود ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ خاندانِ مسیح موعود سے باہر بشمول آپکے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی احمدی مصلح موعود بننے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ خواب دیکھنے کے بعد پانچ (۵) سال گزر گئے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کون ہوں اور مجھ سے کیا معاملہ ہونیوالا ہے۔؟ بالآخر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ''رحمتِ حق بہانہ می جوید'' کے مطابق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے وہ موقعہ پیدا کردیا کہ میں اسکے حضور سجدہ ریز ہو کر علم اور رحم کی بھیک مانگوں۔ (اسکی تفصیل میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میں موجود ہے) اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام (آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی) الہامی اور مقبول دعائیں سن لیں جو میں نے اسکے حضور میں کی تھیں۔ اور اسکے ساتھ ہی علم وعرفان کے دروازے مجھ پر کھل گئے۔ آج اس واقعہ کو پچیس (۲۵) سال گزر گئے ہیں اور میں اب تک اس بھید کو سمجھ نہ سکا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس عاجز کو ایک سجدہ میں عبدالغفار سے غلام مسیح الزماں بنادیا۔ رانا صاحب! میرے ایسے انسان پر آپ کا دوتے دو چار روٹیوں کا الزام لگانا کیا ظلم اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔؟ چاپلوسی اور خوشامد کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔؟

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۶ پر میرے متعلق لکھتے ہیں:۔ ''خدا کا خوف کرو۔ اور اِس منحوس خیال سے باہر آجاؤ۔''

رانا صاحب! جواباً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع صاحب کے منہ سے ''اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی'' نکلوا کر میرے صدق پر اِس خلیفہ سے گواہی دِلوائی تھی۔ اور اِس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ بے حیثیت اِنسان پر یہ اتمام حجت کی تھی کہ اے عبدالغفار تو ہی ''غلام مسیح الزماں'' ہے۔ کیا میں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے تجھے ایسی خواب نہیں دکھائی تھی جس میں تو نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے آگے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف کر اُٹھا کر میری ایک الہام کی ہوئی دعا ''اے میرے اللہ اب تو میری پُکار سُن لے'' پڑھی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا تھا کہ ہاں اے اللہ تعالیٰ! میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یہی دعا کی تھی۔ تو پھر مجھے کہا گیا تھا کہ اب تیرے ''غلام مسیح الزماں'' ہونے میں تجھے کیا شک ہے۔؟ رانا صاحب! اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور لاجواب ہوگیا تھا اور مجھ نالائق کو مجبوری سے ماننا پڑا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! ٹھیک ہے اگر تو نے مجھ نالائق کو ہی غلام مسیح الزماں بنانا ہے تو میں اِس کا اقرار کرتا ہوں۔

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول ؎ میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

رانا صاحب! میرا آپ سے سوال ہے کہ جب حضرت مرزا غلام احمدؑ نے ۱۸۹۱ء میں اُمت مسلمہ کے متفقہ عقیدے ''حیات مسیح'' کو جھٹلا کر ''وفات مسیح'' کا اثبات کیا تھا تو اگر آپ اُس وقت ہوتے تو کیا آپ حضرت مرزا صاحبؑ کو بھی یہی الفاظ کہتے کہ مرزا صاحب! ''خدا کا خوف کرو۔ اور اِس منحوس خیال سے باہر آ جاوٴ۔''؟؟؟؟؟

جب ہو گئے ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر ۔ ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۶ کے آخر اور صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں:۔

''برادرم غفار صاحب! ایک بات میں عرض کروں۔ ذرا غور سے سننا۔ اگر تو آپکو شرح صدر ہے اور یقین کامل ہے۔ اور آپ واقعی مصلح موعود ہیں اور آپ پیشگوئی کے مطابق حضورؑ ہی کی ذریت اور آپکی صُلبی اولاد ہیں۔ آپ اگر واقعی ذہین وفہیم اور دل کے حلیم ہیں اور دنیا کے کناروں تک شہرت پانیوالے ہیں۔---------------------

اچھا خیر تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ اگر آپ کو خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام پر یقین ہے۔ تو آپ ڈٹ جائیں۔ کسی کی پرواہ نہ کریں بلکہ حکومتوں کی بھی پرواہ نہ کریں۔ دعائیں رات دن کریں۔ اور یہ بھی دعا کریں۔ کہ خداوند کریم آپکو پیغامی نہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپکو انکی دسترس سے بچائے۔ پناہ مانگیں اللہ تعالیٰ کی کہ پیغامیوں کا سایۂ بھی آپ پر نہ پڑے۔ اور زبان اور قلم کو پاک رکھیں۔ غصہ ہرگز نہ کرنا۔ میں نے آپکی تحریرات میں آپکا غصہ دیکھا ہے۔ خدا کا بندہ مصلح موعود کو صابر ہونا چاہیے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ کہ دعا ہی ہمارا اصل ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کو رات دن استعمال کریں۔ کامیابی آپکے قدم چومے گی۔ اور اگر خدانخواستہ آپکے اندر کچھ بننے کی بیماری پیدا ہوگئی ہے۔ تو بھی اس کیلئے دعا کریں۔ خداوند کریم آپکو جلد از جلد شفاء عطا فرما کر آپکو روحانی صحت مند کار آمد خدا کا بندہ بنا دے۔ آمین۔''

جناب رانا صاحب! میں مضمون کے شروع میں بڑی تفصیل کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں بڑی وضاحت کیساتھ یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کا کوئی جسمانی لڑکا زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی وضاحت کے بعد بھی حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک لڑکا مصلح موعود بن کر بیٹھ گیا اور افرادِ جماعت میں سے بھی کوئی اتنی جرأت نہ کر سکا کہ اُس سے کہتا کہ اے مصلح موعود صاحب تم تو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ آپ کہاں سے مصلح موعود بن گئے ہیں۔؟ دوسرا یہ کہ اس بات کی بھی میں پہلے وضاحت کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ رانا صاحب! یہ جو آپ زکی غلام یعنی مصلح موعود کیلئے دھکے کیساتھ خود اپنی طرف سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صُلب میں سے ہونے کی شرط لگا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زکی غلام یعنی مصلح موعود کیلئے ایسی کوئی شرط نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ایسی کوئی پابندی عائد کی ہے۔؟ جہاں تک اپنے دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق میرے یقین کا تعلق ہے تو میں دل کی گہرائیوں سے ۱۰۰% فیصد اپنے دعویٰ کو سچا سمجھتا ہوں اور افرادِ جماعت کو کھلی دعوت دیتا ہوں کہ آوٴ میرے دعویٰ کا اُسی طرح جائزہ لے کر دیکھ لو جس طرح ہمارے بزرگوں نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کے دعویٰ مسیح موعود کا جائزہ لیا تھا۔

رانا صاحب! آپ نے کچھ پیغامیوں کے متعلق بھی تحریر فرمایا ہے۔ تو میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ آپ مجھے تو نصیحت کر رہے ہیں صبر کرنے کی لیکن آپ پیغامیوں کیلئے اپنے دِل میں اتنی نفرت کیوں رکھتے ہیں۔؟ آخر وہ ہمارے بھائی ہیں۔ کم از کم وہ غیر احمدیوں سے تو اچھے ہیں کیونکہ وہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو گالی تو نہیں نکالتے۔ اگر ہمارا اُن سے عقیدہ میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے تب بھی ہمیں اُن سے اِتنی نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ آخر وہ بھی انسان ہیں اور وہ اُن اصحابؓ کی اولاد ہیں جنہوں نے حضرت بانئے سلسلہؑ سے محبت کی تھی۔ ہمیں انتہا پسند نہیں بننا چاہیے اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ پیار و محبت اور دلائل کیساتھ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو یہ اختلاف بھی دور ہو جائے گا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں۔ آپ لوگوں کی طرح میں بھی ایک بشر ہوں۔ میرے ساتھ بھی جذبات اور احساسات لگے ہوئے ہیں۔ آپکی نصائح کیلئے آپکا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر بخشے۔ یقین کریں کہ میں عرصہ پچیس سال سے اپنے نفس کو ٹٹول رہا ہوں۔ مجھے اپنے وجود میں کوئی ایسی خواہش نظر نہیں آئی۔ میرے خطوط کو چیک کر لو کہ میں مارچ ۱۹۹۳ء سے جون ۲۰۰۳ء تک بڑے ادب کے ساتھ خلیفہ رابع سے بھی پوچھتا رہا کہ اگر آپ مجھے غلطی خوردہ سمجھتے ہیں تو مجھے اس غلطی سے نکالیں۔ لیکن خلیفہ رابع صاحب نے میری گذارشات کو بغیر کسی دلیل کے شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دے کر دبانے اور چُپ کرانے کی کوشش کی (جس کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ آپ جیسے جنونی لوگ میرے پیچھے پڑ جائیں اور یوں ''گلشن'' کا کاروبار چلتا رہے)۔ لیکن خلیفہ صاحب کا یہ کوئی معقول جواب نہیں تھا۔ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسولوں پر اُنکے مخالفوں نے یہی الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! آج بھی میں آپ سے، سربراہ جماعت احمدیہ، علمائے جماعت اور افرادِ جماعت سب سے درخواست کرتا ہوں کہ میں صادق ہوں اور میں وہی زکی غلام ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو بشارت بخشی تھی لیکن اگر میرے اس ایمان اور یقین کے

باوجود تم مجھے غلطی خوردہ ثابت کردو گے تو میں اپنی غلطی کو غلطی تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا۔ رانا صاحب! اس سے بڑھ کر کوئی شریفانہ اور مہذبانہ دعویٰ کیا ہوسکتا ہے۔؟ میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب بھی میری طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ آخر کار آپ سب نے مرنا ہے۔ ضد اچھی نہیں ہوتی۔ اپنی عاقبت کو عارضی دنیاوی مفادات پر قربان نہ کرو۔ فکر کرو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کس میں ہے۔؟ اگر سچ جو کہ تلخ ہوتا ہے کو قبول کرنے سے تمہارا رب راضی ہو جائے تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ یہ سودا گھاٹے کا نہیں۔ اپنے رب کو راضی کرنے میں دیر نہ لگاؤ۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری سچائی کو سمجھنے اور اِسے قبول کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۸ پر لکھتے ہیں:۔

’’آپ نے اپنی تحریرات میں لکھا ہے۔ کہ خلفاء احمدیت نے خدانخواستہ جماعت کے افراد کو یرغمال بنا کر رکھا ہوا ہے۔ اور انکو آزادانہ گفتگو کرنے یا کسی بات پر اعتراض کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ اور انکو جماعت سے خارج کرنیکی دھمکیاں وغیرہ دی جاتی ہیں۔ تو جماعت کے لوگ سہمے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہے مفہوم آپکی تحریرات کا۔۔۔۔۔ میں حیران ہوں کہ یہ بات آپ نے کہیں بیہوشی کے عالم میں تو نہیں کہہ دی۔ جماعت کا ہر فرد آزاد ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اب یہ فقرات آپکے جب جماعت کا کوئی بھی آدمی پڑھے گا۔ تو آپکے بارے میں کیا رائے دیگا۔ کہ یہ کیسا مصلح موعود ہے۔؟‘‘

’’یرغمال بنانے والی بات‘‘

جناب رانا صاحب! آج چند مقتدر خاندانوں نے جماعت احمدیہ پر مکمل قبضہ کر کے اِسے پوری طرح یرغمال بنا رکھا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی بھی احمدی بے خبر نہیں ہے سوائے آپ ایسے چاپلوسوں اور خوشامدیوں کے۔ آپ دیانتداری اور تقویٰ کیساتھ کم از کم اپنے ماحول کا ہی جائزہ لے کر دیکھ لیں۔ پھر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو جبر کیساتھ کیا بے زبان بنایا گیا ہے یا کہ نہیں۔؟ اِنسانوں یعنی افرادِ جماعت کو یرغمال بنانیوالی بات تو رہی الگ آپکے نظام کے تخلیق کار تو اپنے زُعم میں قدیم مصری فَراعنہ کی طرح نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی یرغمال بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ اُسی کے نام پہ اپنی دوکان بھی چلا رہے ہیں۔ رانا صاحب! آپ بھی جانتے ہیں اور ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور وہ کسی کا پابند بھی نہیں۔ ہر قسم کے رحمت کے خزانے اُسکی ملکیت ہیں اور وہ جسے چاہے اور جتنا چاہے بخش دے۔ لیکن اِسکے باوجود اگر آج یا آئندہ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت میں سے کسی عام اِنسان کو اپنی رحمت کا نشان بنانا چاہے تو کیا یہ نظامی ارباب واقتدار اُسکی اِس مرضی کو قبول کر لیں گے۔؟ رانا صاحب! ہرگز نہیں۔ آج پیشگوئی مصلح موعود کا یہی تو اَلمیہ ہے۔ اگر یہ نظام والے اللہ تعالیٰ اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعودؑ کے مُطیع و نمائندے ہوتے تو یہ لوگ رضائے باری تعالیٰ کے آگے ہرگز چُوں نہ کرتے۔ لیکن یہ نظام اور اِسکے تخلیق کار تو اللہ تعالیٰ کے مقابل پر کھڑے ہو چکے ہیں کہ مصلح موعود کو اُس نے نہیں بنانا بلکہ ہم نے بنانا ہے۔ رانا صاحب! آپ تو افرادِ جماعت کی یرغمالی کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں جبکہ اَمرِ واقع یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا یہ حکومتی ٹولہ تو اپنے زُعم میں خدائے قدیر کو بھی یرغمال بنا کر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے میرے متعلق بے ہوشی کا الزام لگایا ہے جبکہ آپ ہوش میں معلوم نہیں ہوتے۔ آپکے یہ نام نہاد خدا کے بنائے ہوئے خلفاء مسجدوں کے منبروں پر کھڑے ہو کر درجِ ذیل اعلان کرتے ہیں کہ:۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد آزادیٔ ضمیر کے لیے کیا تھا اور وہ جہاد تمام بنی نوع انسان کی خاطر کیا گیا ہے، صرف اسلام کی خاطر نہیں کیا گیا۔ ہمیشہ سے جب سے انسان انسانیت کو پاؤں تلے روندنے والوں سے مقابلہ کرتا چلا آ رہا ہے۔ جب سے آزادیٔ ضمیر کی خاطر کسی نوع کی جنگ بھی جاری ہے، سب سے زیادہ اس مضمون میں عظیم الشان اور کامل جہاد حضرت اقدس محمد مصطفےٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آپ کے مطالبات اس مضمون میں یہ تھے کہ سب سے پہلے آپ نے سوسائٹی کو اس طرف متوجہ کیا کہ ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ کوئی حق نہیں ہے کسی کا کہ کسی کی سوچ پر اور اسکے ایمان پر، اس کے نظریات پر کسی قسم کی قدغن لگائے اور جبراً ان کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ جو اعلان ہے یہ اسلام کے لیئے نہیں ہے بڑی جہالت ہے اگر اسے یہ سمجھا جائے کہ صرف اسلام کی خاطر ہے۔ یہ تو آزادیٔ ضمیر کا جہاد ہے، شرف انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان حق نہیں رکھتا کہ کسی اور انسان کے نظریات کو اور اس کے خیالات کو، اس کی سوچوں کو تبدیل کرے زبردستی یا اس پر جبر کے تالے لگا دے اور اس کو ان سوچوں کے اظہار کا حق نہ ہو۔ تو یہ دوسرا جہاد کا پہلو یہ تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اور قرآن کریم اس مضمون کو کثرت سے بیان کرتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ انسان کو خود اپنی سوچوں میں آزادی نصیب ہے بلکہ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ جو وہ سوچتا ہے، جو وہ دیکھتا ہے، جو وہ سمجھتا ہے اسے دوسروں سے بیان کرے اور اس کا نام بلاغ ہے پہنچانا۔ جب وہ بیان کر دے تو پھر لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ بیان کرنا مبین طریق پر، کھول کھول کر یہ تو فرض ہے ہر انسان کا، اس کا حق ہے لیکن جبر کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں ہوگی۔ چوتھا پہلو اس جہاد کا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اسکے نتیجے میں بات مان لے اور اپنے خیالات تبدیل کر دے تو ہرگز کسی دوسرے کا حق یہ نہیں ہے کہ وہ زبردستی اس کو اس تبدیلی خیال سے روکے اور کہے کہ ہرگز ہم تمہیں اپنا خیال تبدیل نہیں کرنے دیں گے اور اسکے نتیجے میں خیال تبدیل

کروانے والے کوسزائیں دیں اور اسکو بھی مارے اور اُسکی مخالفت بھی جسمانی طور پر کرے، ہر قسم کی تعزیری کاروائی اسکے خلاف کرے۔ کہ چونکہ تم ہماری سوسائٹی کے خیال تبدیل کررہے ہو اس لیے ہم حق رکھتے ہیں کہ تمہارے گھر لوٹیں اور تمہارے گھر جلائیں، تمہارے اموال لوٹیں تمہیں ذبح کریں تمہیں ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں، قانونی روکیں ڈالیں قید میں تمہیں دھکیلیں کیونکہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ سوسائٹی کے خیال تبدیل کرو۔

تو پہلا حصہ مضمون کا ایسے خیالات سے تعلق رکھتا ہے جو طبعاً ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں یا وہ لیکر پیدا ہوا ہے۔ اپنے ماں باپ سے ورثے میں پائے ہیں اس میں تبدیلی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی قسم کے وہ خیالات ہوں، سچ ہوں، جھوٹ ہوں، نورانی ہوں یا ظلماتی ہوں اس سے بحث ہی کوئی نہیں۔ اعلان آپ کا یہ تھا اور یہ قرآن کریم نے بار بار بڑی تحدّی سے اعلان فرمایا کہ ہر انسان آزاد ہے اپنی سوچوں میں۔ اس کی سوچوں پر کوئی پہرے نہیں لگائے جا سکتے۔ دوسرا اعلان یہ کہ اپنی سوچوں کے بیان کرنے میں آزاد ہے۔ تیسرا اعلان یہ کہ اس بیان کو سن کر اگر کوئی اپنی سوچیں تبدیل کرے تو اس پر دخل دینے کا بھی کسی کو حق نہیں۔ چوتھا یہ کہ اس بات کو جرم نہیں سمجھا جائے گا کہ کوئی اپنے خیالات بیان کر کے کسی دوسرے کے خیالات تبدیل کر رہا ہے اور اسکے نتیجے میں اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ عظیم الشان آزادی ضمیر کا جہاد ہے جو آج بھی تمام انسان کو متوجہ کر رہا ہے اپنی طرف۔ آج جتنی جدوجہد ہے انسانی زندگی میں اس میں جتنی خرابیاں نظر آ رہی ہیں، ان خرابیوں کا آپ تجزیہ کریں تو ہر جگہ آپ کو ان بنیادی ہدایات سے روگشی نظر آئے گی۔ تب وہ خرابی پیدا ہوگی۔ کوئی شخص اِن حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی حکومت ان حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسکے نتیجے میں فساد پیدا ہوتا ہے، دکھ پیدا ہوتا ہے، ظلم پیدا ہوتا ہے۔ نظریاتی جدوجہد خون خرابے کی جدوجہد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور پھر جھوٹے اور مصنوئی اعلان کرنے والے یہ اعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر لڑائی کر رہے ہیں اور دوسرے مقابل پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر جہاد کر رہے ہیں تم زبردستی بدلا رہے ہو۔ کوئی پہلے فریق پر الزام لگاتا ہے، وہی الزام پہلا فریق دوسرے پر لگاتا ہے۔ تو بنیادی طور پر جہاں بھی نظریات میں کسی قسم کے جبر کی اجازت دی جائے اور نظریات تبدیل ہونے کا جو منظر ہے یہ برداشت نہ ہو سکے کسی سے۔ اپنے بچوں کو دیکھ رہا ہو کہ کسی کی بات سن کر اس سے متاثر ہو رہے ہیں اور اپنے خیالات بدل رہے ہیں۔ اسکے سینے میں ایک آگ لگ جائے، وہ کہے کہ میں یہ نہیں ہونے دونگا۔ ہر ایسے شخص کے مقابل پر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا جہاد کھڑا ہو جائے گا آزادی ضمیر کے نام پر جو آپ نے جہاد کیا۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکی تائید کرے جس نے واقعتاً دلائل کے نتیجے میں اپنا مذہب تبدیل کیا ہے، اپنے خیالات تبدیل کئے ہیں اور ہر ایسی جبر کی کوشش کا مقابلہ کرے جو ان بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کرے۔☆ (خلیفہ رابع۔ خطبہ جمعہ۔ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء)

جناب رانا صاحب! یہ وہ آزادی ضمیر ہے جس کا آپکے خدا کے بنائے ہوئے خلفاء دنیا سے اپنے لیے مطالبہ کرتے ہیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ یہ خدا کے بنائے ہوئے نام نہاد خلفائے احمدیت کیا یہی آزادی ضمیر افرادِ جماعت کو بھی دینے کے لیے تیار ہیں۔؟ اگر تو انہوں نے جماعت احمدیہ میں افرادِ جماعت کو ایسی آزادی ضمیر دے رکھی ہے تو پھر آپ بالکل سچے ہیں کہ افرادِ جماعت یرغمال نہیں۔ لیکن آپ بھی اور ہم سب احمدی جانتے ہیں کہ نظام جماعت میں ایسی آزادی ضمیر کا کوئی احمدی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ تو پھر آپ کے اس بیان کے جھوٹے ہونے میں کیا شک ہے کہ افرادِ جماعت یرغمال نہیں ہیں اور ہر احمدی مکمل طور پر آزاد ہے۔؟ آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے اپنی تحریر میں بار ہا افرادِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنے کسی الہام کی کوئی تشریح کروں اور بعد ازاں میری تشریح خطا ہو جائے تو تم نے میری تشریح کی پیروی نہیں کرنی بلکہ اُسے میری اجتہادی غلطی سمجھ کر چھوڑ دینا ہے اور میرے الہام کی پیروی کرنی ہے۔ آج اگر میں نے الٰہی انکشاف کے نتیجے میں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی جماعتِ احمدیہ میں مروج عقیدہ سے ہٹ کر مدلل تشریح کی ہے تو ایک صدی قبل حضرت مرزا غلام احمدؑ نے بھی الٰہی انکشاف کے نتیجہ میں عالم اسلام میں مروج حیات مسیح کے عقیدے سے ہٹ کر پیشگوئی مسیح موعود کی ایسی ہی مدلل تشریح کی تھی۔ اَمر واقع یہ ہے کہ جس طرح ایک صدی قبل حضرت مرزا صاحبؑ حق پر تھے اسی طرح آج یہ عاجز بھی حق پر ہے۔

رانا صاحب! میں اور میرا اہل وعیال اور میرے دیگر اصحاب دل کی گہرائیوں سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے تمام دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں میرا معقول اور مدلل اِختلاف اگرچہ فروعی ہے۔ لیکن اِس فروعی اختلاف کے جُرم میں میرا اور میرے اہل وعیال اور میرے دیگر اصحاب کا بہ یک جنبش قلم پہلے اخراج اور پھر مقاطعہ کر دیا گیا ہے اور آئے دن حکومتی ٹولے کا دوسرے افرادِ جماعت کیساتھ بھی یہی سلوک ہے۔ کیا یہ یرغمالی نہیں ہے۔؟ رانا صاحب! اگر یہ یرغمالی نہیں ہے تو پھر یرغمال کسے کہتے ہیں۔؟ ذرا وضاحت فرمادیں۔ آپ اس حقیقت کو مانیں یا نہ مانیں لیکن جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی اس یرغمالی سے باخبر بھی ہے اور اس پر نوحہ گر بھی ہے اور بڑی بے چینی کیساتھ اپنے موعود اُسیروں کو رُستگاری دلانیوالے کا منتظر بھی ہے۔ خاکسار اپنے مضامین میں اس موضوع پر اس قدر تفصیل سے لکھ چُکا ہے کہ اب اس پر لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ افرادِ جماعت جانتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے۔؟ صورتحال کی وضاحت کیلئے یہاں ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔ سرد جنگ کے زمانے میں جبکہ سویت یونین کا ہر فرد جبر اور گھٹن کا شکار تھا۔ اِن دنوں ایک روسی صدر اپنے وزیر خارجہ سے کہتے ہیں کہ اگر آج ہم اپنی سرحدیں کھول دیں تو صرف میں اور آپ ہی روس میں رہ جائیں گے۔ یہ سُن کر وزیر خارجہ جھٹ سے جواب

دیتے ہیں۔نہیں پریذیڈنٹ۔صرف آپ۔!۔میں کہتا ہوں یہ نظام جو تلوار کی طرح ہر احمدی کے سر پر لٹک رہا ہے اِسے آپ ذرا ایک طرف رکھ دیں پھر مجھے بتانا ''قصرِ خلافت'' میں کتنے لوگ ''حضور پُرنور'' کیساتھ ہیں۔؟ خاکسار آپکی اطلاع کیلئے (کہ نظام جماعت ہم احمدیوں سے کیا سلوک کر رہا ہے اور اِس نے ہمیں کس طرح جبراً آزادی ضمیر سے محروم کر رکھا ہے) یہاں پر اپنے ایک دلی مُحِبّ ''شفقت الرحمٰن'' کا ذکر کرتا ہے:۔

شفقت الرحمٰن آف ہنوور (جرمنی) کا اَلمیہ۔

عزیزم شفقت الرحمٰن ایک انتہائی شریف النفس اور صالح جوان کم وبیش عرصہ تیس (۳۰) سال سے جرمنی کے شہر ہنوور (Hannover) میں رہائش پذیر ہیں۔آپ پیدائشی احمدی اور جماعت سے بہت محبت کرنیوالے اور خاص کر مالی قربانیوں میں پیش پیش رہنے والے ہیں۔پہلے پہل شفقت کو اپنے محترم چچا مبشر احمد شاہد صاحب سے خاکسار کے دعویٰ غلام مسیح الزماں کے متعلق پتہ چلا۔مبشر صاحب نے اپنے بھتیجے کے آگے کچھ دلائل رکھے جن سے خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود غلط ثابت ہوتا تھا۔بعدازاں عزیزم شفقت اپنے چچا کے ہمراہ میرے پاس آئے۔میں نے شفقت کو بتایا کہ خلیفہ ثانی صرف خلیفہ ثانی تھے۔وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں تھے اور نہ وہ ہو سکتے ہیں کیونکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات قرآن مجید کی تصدیقی مہر کیساتھ اُسے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکالتے ہیں۔شفقت نے میرے دلائل سُن کر کہا کہ آپکے دلائل بہت قوی ہیں اور یہ واقعی ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کو اپنے دعویٰ مصلح موعود میں غلطی لگی تھی۔بعدازاں اُنہوں نے مجھے بھی دُعا کیلئے کہا اور خود بھی اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کیلئے شب و روز دُعاؤں میں مصروف ہوگئے۔اِن دُعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے شفقت کے دِل میں میری سچائی کے متعلق حق الیقین پیدا کر دیا اور وہ میرے اِرادتمندوں میں شامل ہوگئے۔شفقت الرحمٰن ایسے بھلے آدمی کو نظام جماعت نے جو آزادی ضمیر کی کڑی سزا دی اور دیتا چلا جارہا ہے۔یہ ایک اندوہ ناک واقعہ ہے۔پہلے اُس کا اَخراج کیا اور پھر مقاطعہ کر دیا۔شفقت الرحمٰن ہنوور میں ایک نافع الناس وجود تھا۔سب کے کام آتا تھا۔آج نظام جماعت کے ڈر سے ہنوور کے سب احمدی حضرات شفقت سے ملنے سے بھی گھبراتے ہیں۔دوسری طرف لجنہ اِماءاللہ کی تنظیم نے شفقت کی بیوی کو دن رات شفقت کے خلاف بھڑکانا شروع کر رکھا ہے۔شفقت نے اپنی بیوی سے بارہا کہا ہے کہ تم بھی عبدالغفار جنبہ کے دعویٰ کے متعلق پڑھو تاکہ تمہیں بھی حقیقت سے آگاہی ہو۔لیکن شفقت کی بیوی کاغذات کو پڑھنے کی بجائے چھپا دیتی ہے۔مزید اُس نے گھر میں شفقت کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔شفقت اپنی زوجہ سے کہتے ہیں کہ اگر تم نے عبدالغفار جنبہ کی تحریر کو نہیں پڑھنا تو ہم ایسے کرتے ہیں کہ تم اپنے عقیدے پر قائم رہو اور میں اپنے عقیدہ پر قائم رہتا ہوں۔لیکن اِسکے باوجود لجنہ کی عہدیداروں کے اُکسانے پر وہ شفقت سے بالکل تعاون نہیں کرتی حتیٰ کہ اکثر کھانا بھی بنا کر نہیں دیتی۔راناصاحب! اِسکے باوجود اگر تم کہتے ہو کہ افرادِ جماعت بالکل آزاد ہیں تو پھر اس آزادی کے کیا کہنے۔؟ شفقت الرحمٰن کا ذکر میں نے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر کیا ہے۔نظام اور خلفاء نے افرادِ جماعت کو جو آزادی ضمیر دے رکھی ہے اس سے کوئی بھی بے خبر نہیں۔اب ذیل میں عزیزم شفقت الرحمٰن کی بتائی ہوئی تین خوابیں درج کرتا ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے دعا کے نتیجہ میں دکھائیں۔ممکن ہے اِس سے کسی اور کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے۔عزیزم شفقت الرحمٰن نے کہا:۔

(۱) ۲۴فروری ۲۰۰۶ء کے دن ہنوور (Hannover) میں واقع میرے مکان پر مصلح موعود کے موضوع پر جب گفتگو ہوئی تو مربی سلسلہ الیاس منیر صاحب لاجواب ہوگئے تھے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی شروع کردی کہ اے اللہ تعالیٰ میں تو اَن پڑھ بندہ ہوں۔تو مجھ پر سچائی ظاہر فرما۔میں نے لگاتار چالیس نفلی روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے متواتر دعائیں کرتا رہا۔بالآخر چالیسویں روزے کی رات ایک خواب میں مجھے ایک بہت بڑا پیالہ دودھ کا دیا گیا جس پر بہت گاڑھی بلائی تھی۔وہ سارا دودھ میں نے پی لیا۔الحمدللہ

(۲) اکتوبر ۲۰۰۶ء کو خاکسار پاکستان گیا اور ۲۵ نومبر ۲۰۰۶ء کو واپس جرمنی آیا تھا۔پاکستان سے واپس آنے کے بعد میں لگاتار اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ پر واضح رنگ میں عبدالغفار جنبہ کے سچا یا جھوٹا ہونے کا انکشاف فرما۔کیونکہ میں اَن پڑھ ہوں اور میرے پاس زیادہ مذہبی علم بھی نہیں ہے۔تُو میری مدد فرما۔پاکستان سے آنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں ایک رات میں خواب میں دیکھتا ہوں:۔

''ایک بڑا گھاس کا میدان ہے۔میں اس میدان کے ایک کنارے پر کھڑا ہوں۔میں دیکھتا ہوں کہ اس میدان کے درمیان میں کوئی شخص ایک سٹینڈ پر کچھ بنا رہا ہے۔میں اِسے دیکھنے کیلئے اُس کی طرف چل پڑتا ہوں۔جب میں بالکل قریب پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ وہ تصویر جو سٹینڈ پر بنی ہوئی تھی وہ تصویر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تھی۔اور اِسکے پاس کھڑا شخص عبدالغفار جنبہ تھا۔اور یہیں پر میری آنکھ کھل گئی۔''

میں نے خواب میں عبدالغفار جنبہ کو دیکھا کہ وہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تصویر بنا رہے ہیں اور وہ خود حضورؑ کی تصویر کے ساتھ کھڑے ہیں۔اس خواب کی کیا تعبیر تھی؟ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ عبدالغفار جنبہ کا دعویٰ مصلح موعود سچا ہے؟ میرے لیے حتمی فیصلہ کرنا مشکل تھا۔میں اللہ تعالیٰ کے حضور متواتر دعا کرتا رہا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے واضح رنگ میں بتا

کہ عبدالغفار جنبہ اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچا ہے یا جھوٹا؟

(۳) پھر کچھ عرصہ کے بعد ۲۰۰۷ء میں ہی ایک خواب دیکھتا ہوں:۔

''خواب میں دیکھتا ہوں کہ عبدالغفار جنبہ اور میں دونوں ساتھ ساتھ کسی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے آگے سے اچانک ایک شخص ظاہر ہوتا ہے اور وہ عبدالغفار جنبہ کی طرف اِشارہ کر کے مجھے کہتا ہے کہ شفقت یہی شخص مصلح موعود ہے۔ میں نے جواباً اُسے کہا کہ میں تو حضرت خلیفہ ثانی کو مصلح موعود مانتا آرہا ہوں۔ اِس پر وہ شخص اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کیساتھ عبدالغفار جنبہ کی طرف اِشارہ کر کے دو (۲) دفعہ کہتا ہے کہ یہی شخص مصلح موعود ہے۔ یہی شخص مصلح موعود ہے۔ اس وقت میں نے ساتھ کھڑے عبدالغفار جنبہ کی طرف دیکھا تو اس کا قد بہت بلند نظر آرہا تھا۔ اسی لمحہ میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اس وقت مجھے بہت پسینہ آیا ہوا تھا۔''

عزیزم شفقت الرحمٰن کہتے ہیں کہ اِس خواب کے دیکھنے کے بعد مجھے عبدالغفار جنبہ کے سچا ہونے میں کوئی شک نہ رہا۔ الحمدللہ۔

آخری گذارش

سوال نمبرا:۔ زکی غلام کو حضرت مسیح موعودؑ نے کہاں اور کس کتاب میں فرمایا ہے کہ وہ مصلح موعود ہوگا۔؟ اگر نہیں۔ تو آپ خواہ مخواہ زکی غلام کو مصلح موعود کس بناء پر قرار دے رہے ہیں۔؟

جواب:۔ رانا صاحب! خاکسار مضمون کے شروع میں بڑی تفصیل کیساتھ آپکے اِس سوال کا جواب دے چُکا ہے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ اب آپ یا آپ ایسے کسی دوسرے احمدی کو اس حقیقت میں قطعاً کوئی شک نہیں رہا ہوگا کہ زکی غلام مسیح الزماں ہی مصلح موعود ہے۔ ایک بار پھر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ یا جماعت احمدیہ اسکے برخلاف ثابت کر دے تو آپ کیلئے نہ صرف منہ مانگا اِنعام بلکہ میں اپنے دعویٰ سے بھی دستبردار ہو جاؤں گا اور آپکی خواہش کا اِحترام کرتے ہوئے معذرت کیساتھ آپکی جماعت میں بھی واپس آجاؤں گا۔

سوال نمبر۲:۔ پیشگوئی مصلح موعود مندرجہ سبز اشتہار میں ہمارے نزدیک باون نشانیاں ہیں۔ آپ ان میں صرف ایسی دس (۱۰) نشانیاں کی نشاندہی فرما دیں۔ جو آپ کی ذات پر فٹ آتی ہیں۔؟

جواب:۔ رانا صاحب! خلیفہ ثانی صاحب نے مورخہ ۲۰۔فروری ۱۹۴۴ء بمقام ہوشیار پور اپنی تقریر میں آنیوالے کی اُٹھاون (۵۸) علامات بیان فرمائی تھیں۔ (انوارالعلوم جلد ۱۷ صفحات ۱۶۴۔۱۶۷) لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے ہی مورخہ ۲۸۔دسمبر ۱۹۴۴ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان اپنی تقریر میں اِسی آنیوالے کی باون (۵۲) علامات بیان فرمائی ہیں۔ (ایضاً صفحات ۵۶۲۔۵۶۵) آنیوالے کی علامات کبھی اُٹھاون (۵۸) اور کبھی باون (۵۲)۔ رانا صاحب! علامات کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات میں یہ تضاد کیوں تھا۔؟ کیا یہ سب اُس اِنسان کی فریب کاریاں تھیں جو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتا ہے۔؟ اصل حقیقت کیا ہے۔؟ آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں زکی غلام یا مصلح موعود کے متعلق اُٹھاون (۵۸) یا باون (۵۲) نشانیوں کا ذکر فرمایا ہوتا تو اِن نشانیوں کا علم سب سے پہلے ملہم کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ کسی اور کو۔ رانا صاحب! کیا آپ مجھے یہ ثابت کر کے دے سکتے ہیں کہ حضورؑ نے جن پر یہ پیشگوئی الہام ہوئی تھی اُنہوں نے اپنی کسی تحریر میں (خلیفہ ثانی کی بیان فرمودہ) اُٹھاون (۵۸) یا باون (۵۲) نشانیوں کا کہیں ذکر فرمایا ہو۔؟ ہرگز نہیں۔ آپ عقل سے کام لیں اور یہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی بات کسی انسان میں قطعی طور پر ثابت ہی نہ ہو سکتی ہو یا بالفاظ دیگر مشاہدہ نہ ہو سکے تو ہم اُسے علامت کیسے ٹھہرا سکتے ہیں؟ اس الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی اُٹھاون (۵۸) یا باون (۵۲) نشانیوں کا ہرگز ذکر نہیں ہے۔ یہ خلیفہ ثانی کا ایک ڈرامہ تھا۔ اور اُنہوں نے ۲۸۔دسمبر ۱۹۴۴ء کو اپنی تقریر (الموعود) میں اِن باون (۵۲) نشانیوں کا ڈرامہ رچا کر افرادِ جماعت کو مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی اور افرادِ جماعت اپنی لاعلمی اور بے جا عقیدت کی وجہ سے مرعوب ہو بھی گئے تھے۔ رانا صاحب! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ہی بزرگ دلیل ''نیکی خدا ہے'' کیساتھ اِن باون (۵۲) علامتوں کا سحر توڑ نہیں دیا۔؟ الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی باون (۵۲) علامتوں کی بجائے دراصل اُسکی مرکزی علامات جن کا پہلے بھی ذکر ہو چُکا ہے درج ذیل ہیں:۔

☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔۔☆

رانا صاحب! اِن مندرجہ بالا مرکزی علامات میں بھی آپکے خلیفہ ثانی کے مطابق چودہ (۱۴) نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ بیشک پڑتال کر لیں۔ (انوارالعلوم جلد ۱۷ صفحہ ۵۶۳)

اِن مرکزی علامتوں میں زکی غلام کا حلیم ہونا ایک ایسی علامت ہے جسے ہم کسی پیمانے کیساتھ ماپ نہیں سکتے لیکن اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جب علم سے تعلق رکھنے والی دوسری قطعی علامتیں کسی وجود میں حرف بحرف پوری ہو جائیں۔ جب کسی انسان کا علمی رنگ میں مظہرالاول ومظہرالآخر اور مظہرالحق ومظہرالعلاء ہونا قطعی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر اُسکے حلیم ہونے میں بھی کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔

سوال نمبر ۳:۔ ’’خدا نیکی ہے‘‘۔ ’’غفار نماز پڑھا کر و میرے ساتھ دعا کرو‘‘ اس میں کہاں اشارہ ہے کہ آپ مصلح موعود ہیں۔؟

جواب:۔ خاکسار آپکے اس سوال کا گذشتہ صفحات میں مفصل جواب دے چکا ہے۔ یہاں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ اِلٰہی نظریہ ’’نیکی خدا ہے‘‘ کو ایک بار پڑھنے کی کوشش بھی کرنا۔ پڑھے بغیر اور بغیر سمجھے آپ کو یا کسی اور کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ اس علمی نظریے میں پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامتیں پوری ہو چکیں ہیں۔ اس نظریہ کو سمجھنا کچھ مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اگر حاضرہ کر اور تقویٰ کیساتھ اِسے پڑھو گے تو اِسے سمجھنے میں اللہ تعالیٰ آپکی مدد ضرور کرے گا اور آپ اِسے سمجھ بھی جائیں گے۔ یاد رہے کہ اِس نظریہ کے عنوان ’’نیکی خدا ہے‘‘ میں پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات نہیں ہیں بلکہ یہ علامات اِس نظریہ کی تفصیل میں موجود ہیں۔ رانا صاحب! یہ بات بالکل درست اور بالعموم تسلیم کی گئی ہے کہ فلسفہ، مذہب اور سائنس میں وحدتی رجحان کا پتہ ملتا ہے۔ وحدتی رجحان کا مختصراً مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کو ایک اصول کے تابع کیا جائے یعنی پوری کائنات کی ایک نظریہ کی روشنی میں تشریح کی جائے۔ رانا صاحب! ’’نیکی خدا ہے‘‘ ہی وہ نظریہ ہے جس سے ہم نہ صرف پوری کائنات کی بخوبی اور مدلل تشریح کر سکتے ہیں بلکہ علمی رنگ میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک ایسے وجود نے احاطہ کیا ہوا ہے جو بذاتِ خود علم ہے، نیکی ہے اور خدا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نظری طور پر اِس اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔

سوال نمبر ۴:۔ ’’غلام مسیح الزماں‘‘ جو بھی حضرت مسیح موعودؑ پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے۔ کیا وہ غلام مسیح الزماں نہیں تو اور کون ہے۔؟ چاہیے وہ خلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔؟

جواب:۔ خاکسار آپکے اس سوال کا بھی مفصل جواب گذشتہ صفحات میں دے چکا ہے۔

سوال نمبر ۵:۔ وہ خبیث کتاب جس کا نام ’’ربوہ کا راسپوٹین‘‘ ہے۔ آپ جیسے انسان کو تو اسکو ہاتھ بھی لگانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ جسکے دل میں اس قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ وہ اپنی ذہنی عیاشی اور بدمعاشی کو تسکین کا موجب سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی کتابیں بیشمار ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کے خلاف لکھی ہوئی کتابیں دشمنانِ اسلام پادریوں، پنڈتوں اور خنزیروں نے لکھی ہیں۔ اس قسم کے کئی لیکھرام حضرت مصلح موعودؓ کی بھی کردار کشی کیلئے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ حضرت مصلح موعودؓ کی معصومیت اور اُنکی صداقت کی دلیل۔ صاف دل والا اور متقی انسان کسی پر الزام لگانے سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ کیا آپ قسم موکدہ سے اس پلید کتاب کے مندرجات کے بارے میں تصدیق کرنیکی جرأت کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر لعنت بھیجوا سکے لکھنے والے پر۔۔۔

ربوہ کا راسپوٹین

جواب:۔ رانا صاحب! آپ نے اس حوالہ سے بھی میرے بارہ میں کچھ لکھنا مناسب سمجھا ہے۔ (بلکہ اسکے لکھنے والوں کے بارہ میں بھی) کہ مذکورہ کتاب گویا ’’شجرِ ممنوعہ‘‘ ہے اور میں نے اسکا مطالعہ بقول آپکے جنسی حظ اُٹھانے کیلئے کیا ہے۔۔۔۔۔۔ اگر آپکا فرمایا ہوا ’’مستند‘‘ ہے تو کیا یورپ میں رہتے ہوئے کسی فرد بشر کو اس سے بہتر ذرائع میسر نہیں۔؟ میں ذاتی طور پر تو آپکے اس نقطۂ نظر کا شاید جواب دینا بھی پسند نہ کرتا کہ یہ بالکل ایک سطحی سی بات ہے جو آپکے ’’ذہن رَسا‘‘ نے تراشی ہے۔۔۔۔ سو عرض خدمت ہے کہ میں نے ربوہ کا راسپوٹین کا مطالعہ آپکے خیال کے مطابق نہیں کیا، بلکہ حقیقت سے جانکاری کیلئے اور اُن باتوں کی تہ تک پہنچنے کیلئے جو خلیفہ ثانی کے حوالہ سے زبان زد عام ہیں، یا جو اُن سے منسوب کی جاتی ہیں کے خیال سے کیا۔ پھر دوسری بات یہ کہ اُن کے لکھنے والوں کا کسی نہ کسی رنگ میں اور کسی نہ کسی دور میں اور کسی نہ کسی سطح پر جماعت احمدیہ سے تعلق رہا ہے۔ اور عین ممکن ہے اب بھی ہو خصوصاً بانئے سلسلہ کیساتھ۔ میں ذاتی طور پر چونکہ اُن احباب کا شناسا نہیں ہوں اس لیے اُنکے موجودہ حالات اور عقائد کے بارہ میں وثوق کیساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر یہ ’’بزرگی‘‘ کی عمر کو بھی پہنچے ہوئے ہونگے۔ خلیفہ ثانی کے عہدِ حکومت کو بھی اُنہوں نے قریب سے دیکھ رکھا ہوگا۔ اس لیے میں نے یہ سمجھا کہ جماعت کے مخالفوں کی بجائے پہلے گھر کے بھیدی کی باتوں کو سُنا اور پڑھا جائے۔ تو اس میں میں نے کون سا کوئی بڑا گناہ کیا ہے۔؟ اِن لوگوں کو ’’بھیدی‘‘ کس نے بنایا ہے۔؟ اِس مقام تک کس نے پہنچایا ہے۔؟ اِس قسم کی سب تحریریں جو احمدیوں کی نوکِ قلم سے نکلیں، اِنکی حقیقت کو تو ہم حوالہ بخدا کرتے ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب دِل کے پھپھولے سینے کے داغ سے جل اُٹھتے ہیں تو پھر اِس قسم کی تحریریں بھی توجہ کی طالب ہو جاتی ہیں۔ اور کسی مسئلے کا محقق یا مدعی ضرور اُن پر نظر مارتا ہے۔ اور یہی میں نے کیا ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ آریہ دھرم کے عقائد

سے بانئے سلسلہ کو کس طرح جانکاری ہوئی۔؟ ظاہر ہے ویدوں کے مطالعہ سے۔اگر بانئے سلسلہ ایسا نہ کرتے تو کس طرح اُنکے عجیب وغریب عقائد کا پردہ چاک کرتے۔؟ کس طرح لوگوں کو بتاتے کہ آریوں میں خداشناسی ہی نہیں۔اِس دوران آریوں میں رائج نیوگ کی گندی رسم کے بارہ میں بھی آپؑ نے بہت دفعہ ذکر فرمایا۔اب نیوگ کے بارہ میں آپؑ کی زبانی سنتے ہوئے بھی کیا (نعوذ باللہ) یہی سوچا جائے گا،جس طرح کہ آپ نے ''ربوہ کے راسپوٹین'' نامی کتاب کے حوالہ سے میرے بارہ یعنی آپؑ کے غلام کے حوالہ سے سوچا۔؟ مثلاً بانئے سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''پھر تیسری ناپاکی جو ویدوں کی تعلیم کا عرق اور گُل سرسبد بتائی گئی ہے نیوگ ہے۔جسکی تفسیر یہ ہے کہ ایک عورت جیتے جاگتے خاوند کے رُوبرو گیارہ آدمیوں سے ہمبستر ہوسکتی ہے۔اگر مرد عورت جوان ہوں اور چند سال شادی پر گزر جائیں۔اور اولاد نہ ہو۔تو دوسرے کا نطفہ لینے کیلئے عورت اُس سے ہمبستر ہو۔اس لیے بڈّوں اولاد کے سُرگ کا ملنا محال ہے۔اور دیّوث شوہر کو لازم ہے کہ بیرج داتا کیلئے عمدہ معجونات اور لطیف مقویات تیار کرائے تا کہ وہ تھک نہ جائے۔اور کوئی ضعف اُسے لاحق نہ ہو جائے۔اور وید کی رُو سے بستر،رضائی اور چارپائی سب اُسی کی ہو۔اور غذا بھی اُسی کی کھاوے اور نصف بچے بھی لیلے۔سوچو! یہ کیسا خاوند ہے۔کہ ایک کوٹھڑی میں آپ دیّوث ہے۔اور دوسری کوٹھڑی میں اسکی بیاہتا بیوی غیر مرد سے مُنہ کالا کرا رہی ہے۔اور آریہ ان کی حرکات کی آوازیں سُنتا ہے۔اور دل میں خوش ہو رہا ہے۔کہ اب اس پانی سے اُمید کا کھیت ہرا بھرا ہو جائے گا۔حَیف ایسے مذہب پر! خدا پر وہ ظُلم!! عزت وآبرو پر یہ ظُلم!!! وید ایسے کاموں کی اجازت دیتا ہے۔کہ ناپاک سے ناپاک آدمی بھی اُنکے ارتکاب سے شرم کرتے ہیں۔دیانند نے لکھا ہے کہ شبھ کرم یعنی مُبارک کام بیچ میں ترک ہوگیا تھا۔اب آریہ ورت کے آریہ جاری کریں کہ اس میں ثواب ملتا ہے۔ہم کو ضرورت نہیں کہ اس کو طُول دیں۔آریوں کی کتب مذہبی اور معتقدات کو کوئی دیکھے اور خود انہی بزرگوں سے پوچھ دیکھے۔امید ہے۔کہ بڑے فخر سے اس فعل عجیب کی خوبیاں بیان کریں گے۔'' (ملفوظات جلد۲ صفحہ ۳۹)

راناصاحب! حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے اپنی کتاب ''آریہ دھرم'' میں بھی آریوں کی اِن گندی اور شرمناک رسوم کا بڑی تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے۔کیا آپ اس رسالہ کو پڑھ کر بھی حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق وہی رائے قائم کریں گے جو کہ آپ نے اُنکے غلام کے متعلق قائم کی ہے۔؟ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ''کیا آپ قسم موکدہ سے اس پلید کتاب کے مندرجات کے بارے میں تصدیق کرنیکی جرأت کرسکتے ہیں۔'' تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس کتاب میں درج الزامات میں نے نہیں لگائے بلکہ خلیفہ ثانی کی اولاد اُسکے قریبی رشتہ داروں اور اُسکے خاص الخاص مریدوں نے موکد بعذاب قسمیں اُٹھا کر اُس پر لگائے تھے۔جیسا کہ میں گذشتہ صفحات میں بیان کرآیا ہوں کہ اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کیے تھے تو اصولی طور پر اُسے چاہیے تھا کہ اُسی طرح موکد بعذاب حلف اُٹھا کر اِن الزاموں کی وہ تردید کردیتے۔راناصاحب! آپ نے یہ جو مجھ سے پوچھا ہے کہ ''کیا میں قسم موکدہ سے اس پلید کتاب کے مندرجات کے بارے میں تصدیق کرنیکی جرأت کرسکتا ہوں۔؟'' تو اس سلسلہ میں جواباً عرض ہے کہ اب تک یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ خلیفہ ثانی نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرکے ایک بہت بڑا روحانی جُرم کیا تھا۔اس روحانی جُرم کے مقابلے میں لوگوں کے لگائے ہوئے باقی سارے الزامات اگر سچ بھی ہیں تو بھی ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔لہٰذا اب کتاب کے مندرجات کی تصدیق کرنا میرا کام نہیں بلکہ آپ لوگوں کا کام ہے جو اُسے مصلح موعود ثابت کرتے پھرتے ہو۔میری نظر میں تو خلیفہ ثانی بہت بڑا مجرم ثابت ہوچکا ہے۔راناصاحب! اب یہ سوال میں آپ سے اور آپکے خلیفہ صاحب اور پوری جماعت سے کرتا ہوں کہ ''ربوہ کے راسپوٹین'' نامی کتاب میں خلیفہ ثانی کی ذات پر جو لوگوں نے موکد بعذاب حلف اُٹھا کر الزامات لگائے تھے تو آپ سب لوگ اِن الزاموں کو اسی طرح موکد بعذاب حلف اُٹھا کر رد کیوں نہیں کرتے۔؟ آخر خلیفہ ثانی آپ سب کے نزدیک موعود زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ پیشگوئی کے مصداق تھے۔زکی تو کہتے ہی پاک اور نیک کو ہیں۔مجھ سے مطالبہ کرنے کی بجائے آپ لوگ خود قسم موکدہ سے خلیفہ ثانی کی پاکی اور نیکی کی تصدیق کریں۔راناصاحب! میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ''ربوہ کے راسپوٹین'' نامی کتاب کے مندرجات کی آپ موکد بعذاب حلف اُٹھا کر کبھی بھی تردید نہیں کرسکتے کیونکہ خلیفہ ثانی کے کارنامے اب کسی سے ڈھکے چھپے نہیں رہے۔ہاں اگر ایک مخلص احمدی اور خلیفہ ثانی کے دعویٰ کی سچائی کے شاہد اور مرید اور وکیل ہونے کے ناطے آپ میں اتنی ایمانی جرأت اور اخلاقی قوت ہے تو مجھے لکھ بھیجیں کہ ''میں یعنی (رانا عطاءاللہ صاحب ایاز) قسم اُٹھا کر اس بات کا اعلان اور اقرار کرتا ہوں کہ خلیفہ ثانی اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچے تھے اور جتنے بھی الزامات لوگوں نے اُن کی ذات بابرکات پر لگائے ہیں وہ سب بے بنیاد اور جھوٹے ہیں۔'' تو میں آپکی یہ قسم اپنی ویب سائٹ پر اَفادہ عام کیلئے لگا دوں گا۔اِنشاءاللہ تعالیٰ۔اور اگر ممکن ہو سکے تو اِس قسم پر دیگر احمدیوں یعنی عطاءالمجیب راشد،امیر یوکے اور دیگر عہدیداران اور مربیان وغیرہ کی حلفاً گواہیاں بھی درج کروا دینا۔

سوال نمبر۶:۔ آپ ایک طرف تو خلفائے احمدیت کو غاصب کہتے ہیں۔دوسری طرف آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی نظم (جو اسیرانِ راہ مولا ساہیوال کیس) کی بریت کیلئے دردِ دل سے لکھی گئی۔اس کو آپ اپنی صداقت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔یہ عجیب بات ہیں کہ ایک غاصب خلیفہ جو خدا کا بھی دشمن ہے۔اسکی نظم کو الہامی کیسے سمجھ لیا۔کیا کسی ظالم

انسان کو بھی خداوند کریم الہام و پیشگوئی کرتا ہے۔؟

جواب:۔ جناب رانا عطاء اللہ صاحب! اللہ تعالیٰ کی یہ جاری وساری سنت ہے کہ وہ اپنے مظلوم اور مغضوب بندوں کی مدد بظاہر ظالم بادشاہوں اور نام نہاد خلفاء سے بھی کروا دیا کرتا ہے اور حیرت ہے کہ آپ کو اس سنت الٰہی کا بھی پتہ نہیں۔آپ میری بات کو عجیب قرار دینے سے پہلے برائے کرم قرآن مجید اور حضورؑ کی کتب کا تو بغور مطالعہ فرما لیتے۔ مزید ہوسکے تو دیگر اولیاء اللہ کی زندگیوں کا بھی مطالعہ کریں۔خاکسار یہاں چند ایسے ہی واقعات درج کرتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے بظاہر ظالموں کو سچے خواب دکھا کر اُن سے اپنے مظلوم بندوں کی مدد کروائی ہے۔

(۱) قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ملتا ہے۔حضرت یوسفؑ کو اسکے ظالم اور حاسد بھائیوں نے کنویں میں پھینک دیا تھا۔(اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یعقوبؑ اول کی جسمانی اولاد اپنے نبی بھائی یوسفؑ کیساتھ ایسا گھٹیا سلوک کرسکتی ہے تو پھر یعقوبؑ ثانی یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد اپنے روحانی بھائی یعنی زکی غلام کیساتھ ایسا گھٹیا سلوک کیوں نہیں کرسکتی؟ یقیناً انہوں نے بھی اپنے روحانی بھائی زکی غلام کیساتھ ایسا ہی گھٹیا سلوک کیا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کیساتھ حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالا اور اس طرح وہ بکتا بکاتا عزیزِ مصر کے گھر میں پہنچ گیا۔عزیز کے گھر میں بھی حضرت یوسفؑ کو ایک سخت اِبتلا در پیش آیا لیکن وہ بفضل اللہ تعالیٰ اس اِبتلا میں بھی ثابت قدم نکلا۔اس طرح چلتے چلاتے وہ ایک طویل عرصہ مصر کی جیل میں پڑا رہا۔بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو جیل سے نکال کر اُسے مصر میں ایک معزز عہدہ دینے کی تدبیر کی۔وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے فرعون مصر کو ایک خواب دکھائی۔فرعون کی اس خواب کی تعبیر کا کسی کو پتہ نہیں چل رہا تھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ فرعون نے اپنی خواب کی تعبیر جاننے کیلئے حضرت یوسفؑ کو جیل سے بلوایا۔جب حضرت یوسفؑ نے فرعون کو اسکی خواب کی تعبیر بتائی تو وہ آپؑ سے بہت متاثر ہوا اور اس نے آپؑ کو اپنی حکومت میں ایک بااختیار اور معزز عہدہ بخش دیا۔اب یہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدبیر تھی جس کی بدولت حضرت یوسفؑ جیل سے نکل کر ایک بااختیار عہدہ پر متمکن ہوگیا۔بعینہٖ زکی غلام یعنی مصلح موعود بھی حضورؑ کا یوسف ثانی ہے۔آپؑ کے بہت سارے الہامات میں اس یوسف ثانی کا ذکر ہے۔آپؑ نے اپنے اشعار میں بھی اس کا کچھ یوں ذکر فرمایا ہے۔ ؎

باغ میں ملت کے ہے کوئی گُل رعنا کھلا ۔ آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے ۔ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

یوسفؑ اول کی طرح یوسف ثانی کو بھی ایک سخت اِبتلا در پیش آنا تھا۔وہ اس طرح کہ جس طرح یوسفؑ اول کو اُسکے ظالم اور حاسد بھائیوں نے کنویں میں گرا کر اپنے زُعم میں اس کا کام تمام کر دیا تھا بعینہٖ یوسف ثانی یعنی زکی غلام کیساتھ بھی اُسکے روحانی بھائیوں نے یہی سلوک کیا۔وہ اس طرح کہ اُس سے متعلقہ پیشگوئی پر جھوٹے دعویٰ کیساتھ قبضہ کرکے اسکو ایک اِبتلا کے کنویں میں دھکیل کر اپنے زُعم میں وہ اس کا کام تمام کر چکے تھے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعونِ مصر کو ایک سچی خواب دکھا کر ایک تدبیر کی تھی اور اس طرح یوسفؑ اول کو جیل سے نکال کر اُسے ایک باعزت اور بااختیار عہدہ بخش دیا تھا۔اب کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اِسی طرح اپنی تدبیر کیساتھ یوسف ثانی یعنی زکی غلام کو بھی اِبتلا کے اندھے کنویں سے نکالتا؟ رانا صاحب! آپ نے خلیفہ رابع کی جس نظم کا ذکر فرمایا ہے کہ میں اُسکے بعض اشعار کا اپنے اوپر اطلاق کر رہا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہی تدبیر تھی۔فتدبر۔اور میں نے خلیفہ رابع کے اِن اشعار کو خود ہی اپنے اوپر منطبق نہیں کرلیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بعد ایسا کیا ہے۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اپنے ملفوظات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲) ''خدا جب کسی کام کو کرانا ہی چاہتا ہے تو گردن سے پکڑ کر بھی کرا دیتا ہے۔اُسکے منوانے کے عجیب عجیب رنگ ہیں۔چنانچہ ایک مسلمان بادشاہ کا ذکر ہے کہ اس نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا ہوا تھا۔خدا کی قدرت ایک رات بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو نصف رات کے وقت بلوایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ جس حالت میں ہو اسی حالت میں آ جاؤ حتیٰ کہ لباس بدلنا بھی تم پر حرام ہے۔وزیر حکم پاتے ہی ننگے سر اور ننگے بدن فوراً حاضر ہوئے اور اس جلدی اور گھبراہٹ کا باعث دریافت کیا۔بادشاہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک حبشی آیا اور اس نے گنڈاسے کی قسم کے ایک ہتھیار سے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے اسکی شکل نہایت پر ہیبت اور خوفناک ہے۔اس نے مجھے کہا ہے کہ امام موسیٰ کو ابھی چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دونگا اور اُسے ایک ہزار اشرفی دیکر جہاں اس کا جی چاہے رہنے کی اجازت دو۔سو تم ابھی جاؤ اور امام موسیٰ رضا کو قید سے رہا کر دو۔چنانچہ وزیر اعظم قید خانہ میں گئے اور قبل اِسکے کہ وہ اپنا عندیہ ظاہر کرتے امام موسیٰ رضا بولے کہ پہلے میرا خواب سن لو۔چنانچہ انہوں نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تم آج ہی قبل اس کے کہ صبح ہو قید سے رہا کئے جاؤ گے۔غرض یہ ہیں خدا تعالیٰ کے اِقتداری نشانات۔'' (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷)

(۳) خواجہ عابد نظامی صاحب اپنی کتاب اَولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔

''قلعہ گوالیار سے حضرت مجددؒ کی رہائی کس طرح ہوئی۔ کہتے ہیں اس واقعہ (قید کا واقعہ۔ناقل) کے کچھ عرصہ بعد جہانگیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضورﷺ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے نہایت افسوس سے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر! تو نے یہ کیا ستم کیا تو نے ایک ایسے شخص کو جیل میں ڈال دیا، جو نہایت سچی بات کہتا ہے۔اس خواب کے بعد حضرت مجددؒ قلعہ گوالیار سے رہا کر دیئے گئے۔اس واقعے کے بعد جہانگیر آپکا معتقد ہو گیا۔آخری عمر میں تو اکثر کہا کرتا تھا کہ ہر چند میں نے زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جو آخرت میں نجات کا ذریعہ بن سکے، میرے پاس ایک ایسی دستاویز موجود ہے جو میں اپنے پروردگار کے حضور پیش کرونگا، امید ہے اسکے باعث میری مغفرت ہو جائے گی۔وہ دستاویز یہ ہے کہ ایک روز مجھ سے شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں لے جائیگا، تو میں تیرے بغیر نہیں جاؤنگا''(اولیاء اللہ، مصنفہ خواجہ عابد نظامی صفحہ ۳۰۲۔مکتبہ درویش لاہور)

رانا صاحب! اب آپکے فہم اور عقل (جس پر خاکسار کو رونا آ رہا ہے) کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی غاصب اور ظالم کو نہ کوئی الہام کر سکتا ہے اور نہ کوئی سچی خواب دکھا سکتا ہے (سچی خواب بھی الہام کی ہی ایک قسم ہے۔ناقل) اب سوال یہ ہے کہ فرعونِ مصر جسکے وقت میں ایک برگزیدہ انسان جو آئندہ نبی بننے والا تھا بغیر کسی جُرم کے سالہا سال جیل میں پڑا رہا۔کیا وہ فرعون ظالم نہیں تھا۔؟ جس مسلمان بادشاہ نے امام موسیٰ رضا کو بغیر کسی جُرم کے قید کیا ہوا تھا کیا وہ ظالم نہیں تھا۔؟ جہانگیر بادشاہ لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا اور یہی کام اُس نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بھی کروانا چاہا۔لیکن حضرت مجدد صاحبؒ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اسی انکار کی وجہ سے جہانگیر نے حضرت مجدد صاحبؒ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا تھا۔رانا صاحب! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے اِن تینوں برگزیدہ بندوں (حضرت یوسفؑ، حضرت امام موسیٰ رضاؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ) کی مدد کرنے کیلئے ظالم فرعونِ مصر، ظالم مسلمان بادشاہ اور ظالم جہانگیر بادشاہ کو سچی خوابیں نہیں دکھائیں تھیں۔؟ اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے جماعت احمدیہ جس اِبتلا میں پھنس گئی ہے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کی جماعت کو اِس اِبتلاء سے نکالنے کیلئے کسی احمدی خلیفہ کے منہ سے ایسے اشعار کیوں نہیں نکلوا سکتا جس سے افرادِ جماعت پر اُسکی رضا ظاہر ہو جائے۔؟

جناب رانا صاحب! مزید برآں یہ بھی یاد رہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کچھ مصالح اور اغراض مخفی کیلئے کسی انسان کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے کر اس سے کوئی قول یا فعل صادر کروا دیتا ہے جس سے وہ حکمت الٰہی جس کا وہ ارادہ کر چکا ہوتا ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔حضورؑ اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

''یہی حال انبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے کہ روح القدس تو کبھی ان سے علیحدہ نہیں ہوتا مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کیلئے انبیاء کے فہم و ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔''(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ کے جس قسم کے سلوک کا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا ہے ایسا سلوک صرف انبیاءؑ سے ہی مخصوص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے سے چاہے وہ ایسا سلوک فرما سکتا ہے۔اور خلیفہ رابع سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی سلوک فرمایا تھا۔آپکے منہ سے وہ اشعار نکلوائے جس کا وہ ہوش و حواس میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔مثلاً ؎

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

رانا صاحب! اب آپ نے مندرجہ بالا شعر کا جو حوالہ دیا ہے کہ میں اُسے اپنے اوپر چسپاں کر رہا ہوں۔تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ خاکسار اس شعر کو اپنے اوپر چسپاں نہیں کر رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیساتھ پہلے مجھ سے خواب میں دعا کیلئے ہاتھ اُٹھوا کر اور پھر خلیفہ رابع کے منہ سے یہ شعر نکلوا کر یہ شعر مجھ پر چسپاں کر دیا ہے۔مثلاً اس شعر میں جو ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا گیا ہے اسکے متعلق خاکسار حلفاً کہتا ہے کہ یہ ہاتھ اٹھانے کا واقعہ خلیفہ رابع کے شعر کہنے سے پانچ یا چھ سال قبل خواب میں میرے ساتھ اسی طرح ہوا تھا۔اور میں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ارشاد پر دعا کیلئے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے تھے۔اب خلیفہ رابع کو تو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ میں کسی احمدی نوجوان نے ایسی خواب دیکھی ہوئی ہے جس میں اُس نے مسیح الزماںؑ کے ارشاد پر دعا کے لیے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔اور عجیب بات یہ ہے کہ جس احمدی نوجوان نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے اُسے بھی اپنی خواب کی تعبیر کا کوئی علم نہیں تھا۔اور وہ بھی لاعلمی میں حصول علم میں مگن اپنے شب و روز گزارتا چلا جا رہا تھا۔یہ وہ سلوک ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے بندوں کو کسی اِبتلا میں ڈال دیا کرتا ہے۔(مثلاً۔حضورؑ کا الہامی پیشگوئی میں الہامی لفظ غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دینا اور بعد ازاں حضورؑ کے اِس اجتہادی قیاس کو بنیاد بنا کر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر دینا۔اور خلیفہ ثانی کے اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت آج جماعت احمدیہ جس اِبتلا میں مُبتلا ہو چکی ہے یہ اِبتلا زیادہ تر اسی اجتہادی قیاس کی بدولت واقع ہوا ہے۔فتدبر) اور بعض اوقات اپنے بندوں کے اِبتلا سے نکلنے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ فراہم کر دیتا ہے۔مثلاً۔جیسا کہ میں اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' میں ''امام وقت کی حیرت انگیز بشارات'' کے عنوان کے تحت اسکی تفصیل بیان کر چکا ہوں۔

اب متذکرہ بالا تینوں امثال سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تینوں مظلوم اور مغضوب بندوں یعنی حضرت یوسفؑ، حضرت امام موسیٰ رضاؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنے وقت کے ظالم اور جابر بادشاہوں سے نجات دلائی تھی۔یہاں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ان ظالم اور جابر بادشاہوں نے کیونکر سچی خوابیں دیکھ لیں جب کہ اللہ تعالیٰ سچی خوابیں تو اپنے

نیک اور برگزیدہ بندوں کو دکھاتا ہے۔تو اس ضمن میں جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایسی کوئی پابندی نہیں اور وہ اگر چاہے تو کسی ظالم کو بھی سچی خواب دکھا کر اپنا کوئی ارادہ پورا فرمالیتا ہے یا مخلوق خدا کی ہدایت اور اُنہیں کسی اِبتلا سے نکالنے کیلئے کسی ظالم اور غاصب خلیفہ کے فہم وادراک کو اپنے قبضہ میں لیکر اُس کے منہ سے بعض ایسے کلمات صادر کرواسکتا ہے جن میں اُسکے بندوں کے لیے رشد و ہدایت پوشیدہ ہو۔ متذکرہ بالا تینوں مثالوں میں تینوں بادشاہوں پر خواب دیکھنے کے بعد خوف اِلٰہی طاری ہو گیا اور انہوں نے فوری طور پر رضا اِلٰہی کے مطابق عمل کر کے اسکی رضا حاصل کر لی۔ جہاں تک خلیفہ رابع کا تعلق ہے تو میرے قطعی اور مدلل دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' کی بدولت آپ پر بھی خوف اِلٰہی طاری ہو چکا تھا اور اس کا نظارہ جماعت احمدیہ ایم ٹی اے پر کرتی رہی ہے۔لیکن چونکہ بوجھ بہت زیادہ تھا لہٰذا اُٹھا نہ سکے۔ بہر حال میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کی تصدیق یا تکذیب کرنا آپ کا فرض منصبی تھا۔لیکن خاموش رہ کر آپ نے نہ صرف مجھ پر بلکہ اپنے آپ پر بھی ظلم کیا اور پوری جماعت کو بھی ایک اِبتلاء میں ڈال گئے۔

جہاں تک آپ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خاکسار نے خلیفہ رابع کو ظالم اور غاصب کہا ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ آپ میرے مقدمہ کا دیانتداری کیساتھ از سر نو مطالعہ کریں تو آپ پر حقیقت خود بخود طشت از بام ہو جائے گی۔دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد اِلٰہی انکشافات کی روشنی میں مجھے قطعی طور پر یہ پتہ چل گیا تھا کہ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود پر جھوٹے طور پر ناجائز قبضہ کر کے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔آپ کے بعد آپکے جانشینوں نے آپکے اس جھوٹے دعویٰ کو پختہ کرنے کیلئے مزید کئی جرائم کیے جنکی تفصیل میرے بعض مضامین میں موجود ہے۔کیا اس طرح خلیفہ ثانی اور اسکے جانشین بجا طور پر ظالم اور غاصب نہیں ٹھہرتے۔؟ لیکن اسکے باوجود آپ میری کتاب پڑھ کر دیکھ لیں کہ میں نے یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کتنی تہذیب اور عاجزی کیساتھ خلیفہ رابع کو اے میرے سید! اے میرے سید! کہہ کر پکارا ہے۔مقدمہ میں درج میرے تینوں خطوط کا جو جواب خلیفہ رابع نے جس رعونت اور تکبر کیساتھ دیا وہ بھی پڑھ لیں۔میرے مدلل سوالات کا جواب دیئے بغیر میری کتاب ''غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت'' کو ''شیطانی وساوس'' اور ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیا اور اوپر سے جماعت سے اخراج کی دھمکیاں دیں وغیرہ۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کیا اِن نام نہاد خلفاء کی لونڈی ہے جو افرادِ جماعت کو اِس سے اخراج کی دھمکیاں دیتے ہیں۔؟ کیا کوئی خلیفہ راشد جو قوم کا سردار ہوتے ہوئے قوم کا خادم بھی ہوتا ہے اپنے کسی پیروکار کے مدلل سوالات کے جوابات اس رنگ میں بھی دے گا جس طرح خلیفہ رابع نے مجھے دیئے تھے۔؟ ہر گز نہیں۔ہاں ایسا جواب کسی مغل شہنشاہ کا ہوسکتا ہے جو خلافت کے نام پر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مریدوں کی گردن پر بیٹھا ہوا ہو۔میں ایک واقعہ حلفاً لکھتا ہوں وہ یہ کہ میرے ایک ملنے والے مہربان (آپ اِنتہائی مخلص احمدی تھے۔ایک وقت اُن پر ایسا بھی آیا کہ اُنکے بقول اُنہوں نے اپنے گھر کا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔غالباً قادیان کے سب سے کم عمر درویش تھے۔نظام جماعت کے ظالمانہ اور جبری رویہ سے متنفر ہو کر جماعت سے بہت دور چلے گئے۔چند سال پہلے اُنکا انتقال ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت فرماتے ہوئے اُنہیں اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔موصوف کا ذکر خیر اصحاب احمد (جلد اول/حصّہ اول) کے مؤلف ملک صلاح الدین صاحب ایم اے نے بھی صفحہ نمبر ۹ پر کیا ہے) نے میری کتاب ''غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت'' کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجھے طنزیہ رنگ میں فرمایا کہ غفار آپ نے اپنی کتاب میں غالباً ایک صد انیس (۱۱۹) دفعہ خلیفہ رابع کو اے میرے سید! اے میرے سید! کہہ کر پکارا ہے۔دراصل وہ مجھ سے سوالیہ رنگ میں پوچھ رہے تھے کہ آپ کا اتنا عجز اور اتنا انکسار!۔؟ لیکن میں نے انہیں جواب دیا کہ ملک صاحب! مجھے اللہ تعالیٰ نے عاجزی اور اِنکساری میں مالا مال کیا ہوا ہے اور میرا یہ طرز عمل بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اس تعلیم ''کہ تم سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو'' کے عین مطابق ہے۔اس پر وہ خاموش ہو گئے۔لیکن اب میں ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ لوگ سیادت کے اہل ہی نہیں تھے!

ہم ایسے سادہ دِلوں کی نیازمندی سے ۔ بتوں نے کی ہیں جہاں میں خدائیاں کیا کیا

حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے کہ کسی صحابی نے آپؓ سے پوچھا تھا کہ اے عمرؓ! ہم سب کے پاس ایک ایک چادر ہے اور آپکے پاس دو کیوں ہیں۔؟ آپؓ نہ تو بھڑکے اور نہ ہی آگ بگولا ہوئے۔نہ سائل کو اسلام سے خارج کرنے کی دھمکی دی اور نہ ہی اُسکے اس سوال کو شیطانی وسوسہ قرار دیا وغیرہ۔ بلکہ بڑی متانت کیساتھ جواباً ارشاد فرمایا کہ دوسری چادر میرے بیٹے نے مجھے دی ہے۔پھر یہ کہ خلیفہ رابع صاحب نے میری کتاب کا مدلل جواب دیئے بغیر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر بڑے متکبرانہ لہجہ میں فرمایا!

''کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بے چارہ دماغی فتور میں مبتلا ہے۔وہ بھی اپنے آپ کو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔حالانکہ اسکے چار مرید بھی نہیں۔دو چار ایجنٹ ہونگے باتیں کرنے والے۔جماعت جرمنی گواہ ہے کہ اسکی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔وغیرہ''

رانا صاحب! میرے خیال میں اِن نام نہاد خلفائے احمدیت کو سارے احمدی (بطور خاص قرآنی تعلیم کے مطابق سوچنے سمجھنے غور و فکر اور تدبر کرنیوالے احمدی) دماغی فتور میں ہی مبتلا نظر آتے ہیں۔یاد رہے کہ دوسروں پر ایجنٹ ہونے کا الزام لگانے والے دراصل خود کسی کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔خدا کے بنائے ہوئے خلفاء میں اتنی رعونت اور تکبر نہیں ہوا کرتا۔خلیفہ بننے سے پہلے اگر کسی میں کوئی ایسی بشری کمزوری ہو بھی تب بھی خلیفہ بننے کے بعد یہ کمزوری خود بخود ختم ہو جاتی ہے اور وہ خلیفہ بننے کے بعد متانت اور عاجزی کا پیکر بن

جایا کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ بن گئے تھے۔رانا صاحب! آپ نے بھی اپنے خلیفہ رابع کا یہ جلال کبھی ضرور دیکھا ہوگا۔یہ تو مریدوں کو انسان ہی نہیں سمجھتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیساتھ اُسے میری سچائی کا گواہ بنایا اور جب میں نے اپنا مؤقف خوب کھول کر اِس کے آگے رکھا تو پھر اس پر لازم تھا کہ از روئے اپنے فرض منصبی یا تو میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رد کر کے دکھاتا یا پھر اس سچائی کی تصدیق کرتا جس کا خدا تعالیٰ نے اُسے لاشعوری گواہ بنا دیا تھا۔لیکن اس نے کیا کیا۔؟اس پر تو اپنی نام نہاد خاندانی گدی کے دفاع کا بھوت سوار تھا اور اُسے بچانے کیلئے اس نے مرتے دم تک ہر قسم کی مکاری کی۔ایک چوری اور اوپر سے سینہ زوری! مزید برآں یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا فتویٰ ان لوگوں کو ظالم اور غاصب قرار دیتا ہے۔اور حضورؑ کے اس فتویٰ کی روشنی میں ظالم کو ظالم اور غاصب کو غاصب قرار دینے میں کیا حرج ہے؟ آپؑ فرماتے ہیں۔

☆اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شئے اپنے موقعہ سے اُٹھا کر عمداً غیر محل پر رکھی جائے۔تا راہ چھپ جاوے۔اور اِستفادہ کا طریق بند ہو جاوے۔اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہو جاوے۔پس ظالم اسکو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔کیا کیفیت کی رو سے اور کیا کیمیت کی رو سے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔حالانکہ اسکے فعل کیلئے کوئی قرینہ مدد گار نہ ہو۔اور پھر اس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اسکے کچھ نہیں۔پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔☆(نور الحق حصہ اول (عربی) اشاعت فروری ۱۸۹۴ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۷۹)

(۱)رانا صاحب! کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود پر جھوٹے طور پر قبضہ کیا ہے۔؟

(۲)رانا صاحب! کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے یہ جھوٹا دعویٰ کر کے اس پیشگوئی کی حقیقت کو افراد جماعت پر مشتبہ کیا ہے۔؟

(۳)رانا صاحب! کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہے کہ ان خاندانی خلفاء نے خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے کیلئے جماعتی لٹریچر میں جگہ جگہ کمی بیشی اور تحریف کی ہے۔؟

(۴)رانا صاحب! کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے اور آپکے جانشینوں نے اپنے زُعم میں ایک نازیانہ(Nazi) نظام بنا کر آنیوالے زکی غلام مسیح الزماں کا راستہ بند کیا ہے۔؟

(۵)رانا صاحب! کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے ایک جبری نظام کیساتھ افراد جماعت سے آزادی ضمیر چھین کر اور اُنکے سروں پر اخراج اور مقاطعہ کی تلوار لٹکا کر انہیں یرغمال بنایا ہے۔؟

اگر آپ یا کوئی اور فرد جماعت میرے ان سوالات کو غلط ثابت کر دے تو میں معذرت کر کے اپنے یہ الفاظ واپس لے لوں گا اور ساتھ ہی ایک کثیر رقم بطور جرمانہ بھی ادا کروں گا۔ بصورت دیگر جب اِن خاندانی خلفاء نے یہ سب جرائم کیے ہیں تو پھر یہ خود بخود حضورؑ کے درج بالا فتویٰ کے نیچے آ چکے ہیں۔۔۔۔۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔؟

سوال نمبر ۷:۔''اگر حضرت مسیح موعودؑ صاف صاف حضرت محمودؓ کو مصلح موعود فرما دیتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔؟ پھر ایمان بالغیب اور مومنوں کی شناخت کس طرح ہوتی۔؟ پیشگوئیوں میں اخفا کے پہلو اختیار کرنا۔یہ تو سنت قدیمہ ہے۔اگر صاف صاف پیشگوئیاں ہوتیں تو نبیوں کی مخالفت کون کرتا۔؟ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے کیوں نہ کہا۔کہ یہی لڑکا مصلح موعود ہے۔یہ تو اِلٰہی سنت کے ہی خلاف ہے۔کہ وہ ایسے عظیم انسانوں کی کھلے لفظوں میں وضاحت کر دے۔اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی وفات کے دن تک خدا سے خبر پا کر نہیں بتایا۔کہ مصلح موعود کون ہے۔اسی بنا پر تو حضرت خلیفہ ثانی خاموش رہے۔کہ جب حضورؑ کو خدا تعالیٰ نے وضاحت سے نہیں فرمایا۔تو میں کون ہوتا ہوں بغیر خدا تعالیٰ کے اشارہ یا القا یا خواب رؤیا کے دعویٰ مصلح موعود کر دوں۔؟مفتری ہوتے تو پہلے ہی دن اعلان کر دیتے۔مصلح موعود بننے کا شوق ہوتا تو جماعت کے بزرگوں کے اصرار پر ہی اعلان کر دیتے۔یہی تو کردار ہے مصلح موعود کا کہ جب تک خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔آپ نے ہرگز اعلان نہ کیا۔؟''

جواب:۔رانا صاحب! بظاہر تو آپکے اس سوال کا جواب گذشتہ صفحات میں آ چکا ہے لیکن ایک بار پھر میں عرض کرتا ہوں کہ آپکی یہ بات تو ٹھیک ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک قسم کا اخفا ہوتا ہے۔اور اکثر ظاہر پرست ربانی پیشگوئیوں سے دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے نہ کہ لوگ یا ملہم (وہ جس پر الہامی پیشگوئی نازل ہوئی ہو)۔ملہم اپنی کسی الہامی پیشگوئی کے متعلق اپنی کوئی اجتہادی رائے تو ظاہر کر سکتا ہے لیکن وہ اِسے کسی پر منطبق نہیں کر سکتا۔مثلاً۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ پر نازل ہوئی تھی۔آپؑ نے اپنے فہم کے مطابق اس الہامی پیشگوئی کو پہلے بشیر احمد اول پر اور بعد میں اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد پر منطبق کرنا چاہا تھا لیکن دونوں دفعہ آپؑ کا اجتہاد خطا گیا۔رانا صاحب! زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔اللہ تعالیٰ

نے اپنے برگزیدہ بندے کی زندگی میں آپکے ہاں نرینہ اولاد کا سلسلہ منقطع کرنے کے بعد بھی زکی غلام مسیح الزماں کی بشارات کا سلسلہ جاری فرما کر یہ قطعی فیصلہ فرما دیا تھا کہ اے میرے پیارے مہدی و مسیح موعود! تیرا کوئی بھی جسمانی لڑکا اس الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوگا۔ اس لیے اگر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اپنے لڑکوں بشیر احمد اول اور مبارک احمد کی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق بھی قطعی طور پر یہ رائے ظاہر فرما دیتے کہ یہ لڑکا مصلح موعود ہے تب بھی جب اللہ تعالیٰ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد بھی زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی بشارات حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بلکہ آپؑ کی وفات تک نازل فرما کر حضورؑ کے سب زندہ لڑکوں بشمول خلیفہ ثانی کے الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ہی باہر نکال دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے اِس فیصلے کے بعد حضورؑ کے فرمانے اور خلیفہ ثانی کے حلفیہ دعویٰ مصلح موعود کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔؟ رانا صاحب! یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نا کہ کسی ایرے غیرے کا۔ اُمید ہے اب آپ کو خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کی سمجھ آ گئی ہوگی۔

سوال نمبر ۸:۔ ''اب تک آپ کے ماننے والوں کی کتنی تعداد ہے۔ ان میں مسلم کتنے ہیں اور غیر مسلم کتنے۔؟''

جواب:۔ رانا صاحب! تمام افرادِ جماعت احمدیہ میرے ماننے والے ہی ہیں۔ اگر آج تک وہ میرے دعویٰ کے متعلق خاموش ہیں تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ میرے دعویٰ کو غلط سمجھتے ہیں بلکہ اُسکی وجہ یہ ہے کہ اِن سب کو آپکے نام نہاد خلفاء نے ایک جبری نظام کیساتھ آزادی ضمیر سے محروم کیا ہوا ہے۔ آپ آج اپنے خلیفہ سے کہیں کہ وہ ایم ٹی اے پر آ کر یہ اعلان کر دیں کہ اب سے ہر احمدی اپنی سوچ اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ دوسرا یہ کہ جو وہ سوچتا ہے، جو وہ دیکھتا ہے، جو وہ سمجھتا ہے اسے دوسروں سے بھی بیان کرے اور اس پر نظام جماعت کوئی دخل نہیں دے گا۔ تیسرا یہ کہ اگر کوئی احمدی کسی دوسرے احمدی کا نظریہ سُن کر قبول کر لیتا ہے تو نظام جماعت کا کوئی حق نہیں ہوگا کہ اِس پر کوئی دخل دے۔ رانا صاحب! اگر ایسا اعلان MTA پر ہو جائے تو پھر گذشتہ سطور میں بیان کردہ لطیفے کے مطابق تم دیکھنا کہ روسی صدر کی طرح جماعت احمدیہ میں صرف آپکا خلیفہ ہی رہ جائے گا۔ جس فرقہ (Community) میں نام نہاد سربراہوں نے لوگوں سے آزادی ضمیر کا حق ہی چھین لیا ہو۔ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ ایسی اُسیر کمیونٹی میں سے کتنے لوگوں نے آپکے دعویٰ کو قبول کیا ہے۔؟ جناب رانا صاحب! جماعت احمدیہ میں کیمونسٹ (Communist) اور نازی (Nazi) نظاموں کی طرز کا ایک نظام جاری کر کے افرادِ جماعت کی یہ صورتحال بنادی گئی ہے کہ اُنہیں انفرادی طور پر کسی مدعی کے متعلق اپنی رائے دینے سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اگر اِن اُسیروں کو آزادی ضمیر حاصل ہوتی تو پھر آپ دیکھتے کہ میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کے متعلق اِن کا ردعمل کیا ہوتا۔؟ باقی آپکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ زکی غلام مسیح الزماں روحانی اعتبار سے مثیل مسیح ابن مریم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے الہام میں ''مسیحی نفس'' قرار دیا ہے۔ آپکو علم ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح ابن مریم دو ہزار سال پہلے جن یہودیوں میں ظاہر ہوئے تھے، اُنہیں اُس وقت کے یہودی خلفاء نے ایک نظام کیساتھ یرغمال بنایا ہوا تھا اور حضرت مسیح اُنکی رہائی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے تھے۔ آپ جانتے ہونگے کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ کی آواز کو سُن کر اِن اسیر یہودیوں کا کیا ردِعمل تھا۔؟ وہ بیچارے یہودی خلیفے اور نظام کے ڈر سے چھپتے پھرتے تھے۔ تو پھر ضرور ہے کہ زکی غلام مسیح الزماں کو بھی ویسے ہی حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑے۔ اور آج مجھے بھی اِسی مصیبت کا سامنا ہے کیونکہ اُسیر اور مجبور احمدی جانتے بوجھتے ہوئے بھی بے بس ہیں۔ آپکو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ زکی غلام کے آگے یہ مصائب کس نے کھڑے کیے ہیں اور معصوم احمدیوں کو بے بس اور مجبور کس نے بنایا ہے۔؟ وہی جو جبر سے مصلح موعود بنا اور جس کو آپ ایسے ناعاقبت اندیش مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن رانا صاحب! آپ گھبرائیں نہیں کیونکہ ہم ہر روز اُس دن کی طرف بڑھ رہے ہیں جس دن یہ مجبور اور بے بس احمدی آپکے خلیفہ اور نظام سے پوچھیں گے کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگوں نے ہمیں ایک صدی تک کس قصور کی سزا میں بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر کے بھیڑ بکریاں بنائے رکھا۔؟ تاہم اطلاعاً عرض ہے کہ جس طرح بانیٔ سلسلہ نے فرمایا تھا کہ ''جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار''۔ اگرچہ ''نظام جماعت'' نے نیک روحوں کو اذیت میں مبتلا رکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اِس کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کا سراسر فضل و احساں ہے کہ جماعت میں نیک روحوں کا تسلسل موجود ہے اور وہ اپنی اسی سعادت کی وجہ سے رُجوع کیطرف مائل بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۹:۔ ''آج تک جو کلام الٰہی آپ پر بذریعہ وحی یا الہام اُترا ہے۔ اس کے کچھ نمونے براہ کرم آپ بھیج سکیں گے کہ نہیں۔؟''

جواب:۔ رانا صاحب! خاکسار گذشتہ صفحات میں ایک عظیم الشان الہامی دعا کا ذکر کر چکا ہے۔ ایک یہ الہامی منظوم دعا ہی ہزاروں الہاموں پر بھاری ہے۔ کیا یہ الہامی دعا آپ کیلئے بطور نمونہ کافی نہیں ہے۔ اگر کچھ زیادہ درکار ہے تو میرے مضامین کا مطالعہ کرو۔ اگر آپکی نیت نیک ہے اور آپکو واقعی فائدہ اُٹھانا مقصود ہے تو اس مضمون میں بھی آپ کے لیے بہت کچھ ہے۔

سوال نمبر ۱۰:۔ ''خدا تعالیٰ کے پیاروں کا سب سے گہرا تعلق خدا تعالیٰ کے کلام فرقانِ مجید سے ہوتا ہے۔ کیا آپ نے قرآن پاک کے کچھ حصہ کی تفسیر لکھی ہے۔؟؟''

جواب:۔ آپ نے قرآن کی تفسیر کے بارہ میں لکھا ہے، تو عرض ہے کہ میرا کام اعتراض برائے اعتراض نہیں۔ اور نہ ہی ہر طنز کا جواب طنزیہ انداز میں دینا مقصود ہے۔ کیونکہ میرے دعویٰ کا تعلق اصلاح سے ہے فساد سے نہیں۔ میں اپنے فرض کی ادائیگی کیلئے مقدور بھر وہ تمام ذرائع استعمال کرنے کی کوشش کرتا اور کر رہا ہوں جو اصلاح احوال کیلئے میرے معاون اور مددگار ہو سکتے ہیں۔ جیسے بانئ سلسلہ نے فرمایا تھا کہ!''اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے۔''

تو میرا مدعا بھی یہی ہے۔ کہ کوئی کسی ڈھب سے سمجھ جائے۔ اللہ اللہ خیر سلّا۔ اب اگر میں آپ ہی کے اُٹھائے ہوئے اس سوال کو آپ کے آگے رکھ دوں اور یہ پوچھوں کہ جسے آپ زکی غلام بھی کہتے ہیں حضور پاک بھی سمجھتے ہیں اور جو ہمارے جماعتی مومنوں کا متفقہ اور بھاری انتخاب بھی ہے، اُنہوں نے اس وقت تک قرآن کی کتنی تفسیر لکھی ہے۔؟ یعنی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ خامس نے تو آپکے پاس اس سوال کا کیا جواب ہوگا۔؟ موضوع ذِکر کی مناسبت سے میں یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ خلیفہ ثانی کی جس تفسیر کی آپ بات کر رہے ہیں یا خلیفہ رابع کی جو تشریحات آپکے مدنظر ہیں۔ یہ ہر دو (۲) کا کوئی انفرادی کارنامہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ اس سلسلہ میں بنائی گئی کمیٹیوں کا اصل کام تھا۔''حضور'' تو صرف اپنے نام کی مہریں اُن پر لگاتے تھے۔ (آپ نے اِس ضمن میں کچھ سُنا بھی ہوگا۔؟) میں یہ بھی نہیں کہنا چاہ رہا کہ خلیفہ ثانی یا رابع اس معاملہ میں بالکل کورے تھے۔ نہیں ایسی بات بھی نہیں۔ وہ ایک مذہبی جماعت کو لیڈ کر رہے تھے۔ اور ایک جہاندیدہ شخص کے طور پر وہ جانتے تھے کہ اُنہیں قرآن شریف کا بھی لازماً علم ہونا چاہیے۔ اور اس احساس نے اُنکے ہاں ایک دلچسپی اور رُجحان کو بھی جنم دیا ہوگا۔ لیکن یہ کہنا کہ مذکورہ کام سارے کا سارا اُنہی کا کیا دھرا تھا تو یہ اُن لوگوں کیساتھ بھی سخت اور صریح زیادتی ہوگی جو صبح شام اس کام میں یعنی قرآن کے ترجمہ اور تفسیر اور تشریح کے سلسلہ میں خود کو وقف کیے ہوئے تھے۔ رہ گئی میری بات تو جس طرح آنحضورﷺ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا چہرہ دکھایا اور جس طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہمیں آنحضورﷺ کا چہرہ دکھایا۔ بعینہٖ ''مصلح موعود'' جماعت احمدیہ کو بانئ سلسلہ احمدیہ کا وہ حقیقی چہرہ دکھانے کے کام پر مامور کیا گیا ہے جو ایک آمرانہ نظام جماعت کی حد بندیوں اور پابندیوں میں دور کہیں چھپ کر رہ گیا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ نظام نے اُسے گہنا دیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ تو اس سلسلہ مضمون میں جو کچھ میں لکھ رہا ہوں یا قلمی محاذ پر جو جہاد کر رہا ہوں وہ میرا سارا کام جماعت کے موجودہ حالات کے تناظر میں تفسیر ہی کے ضمن میں آتا ہے۔ اور میرا یہ کام قرآن و حدیث اور خود بانئ سلسلہ کی تعلیمات کے دائرہ سے باہر نہیں۔ کیا آپ میرے اس سارے کام کو جو کہ اپنے وقت پر ہو رہا ہے تفسیر سے تعبیر نہیں کرتے۔؟ خصوصاً ''مصلح موعود'' کے معاملہ میں جماعت کے اندر جو (غلط) تفسیر پیش کی گئی اور پھیلائی گئی اور بزور اُسے احباب جماعت کے عقائد میں داخل بھی کیا گیا۔۔۔۔ آخر یہ سارے پردے کس طرح چاک ہونے تھے۔؟ اور کس نے کرنے تھے۔؟ اور اُسکی بات میں طاقت اور زور کہاں سے آنا تھا۔؟ یقیناً قرآن سے۔ ہاں اگر آپکی مراد معروف معنوں میں قرآن شریف کی تفسیر سے ہے تو اِنشاء اللہ اس کام کی بھی جب اللہ تعالیٰ توفیق دے گا ضرور کروں گا۔ میں اس کام کیلئے بھی آپ سے اور آپ کے توسط سے جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام کی ہر رنگ اور ہر پہلو سے مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اب آپکے کچھ دیگر اعتراضات

راناصاحب! آپ اپنے خط کے آغاز میں صفحہ نمبر ا کے شروع میں لکھتے ہیں:۔

''معاف رکھنا۔ میں نے آپکو ایک جذباتی انسان پایا ہے۔ اور اگر کوئی شخص آپ پر کوئی اعتراض کرتا ہے۔ یا آپکے خلاف کوئی ادنیٰ سی ترش بات کر دیتا ہے۔ تو آپ اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ آپکا مقام آخر مصلح موعود کا ہے۔ تو آپکو حوصلہ اور بردباری اور تحمل سے بات کرنی چاہیے۔ سچا آدمی گھبراتا نہیں۔ مگر آپ مجھے گھبرائے گھبرائے معلوم ہوتے ہیں۔''

راناصاحب! آپ نے میرے بارہ میں یہ تأثر قائم کیا ہے کہ میں غصّہ میں بھرا ہوا (نکلا) ہوں۔ اِس موضوع پر آپ کا نقطہ نظر پڑھتے ہوئے مجھے یوں لگا جیسے آپکا ذوق اور آپکی ''معرفت'' میرے بارہ میں کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر آپ کچھ کہنے کیساتھ کچھ کہتے کہتے رہ بھی گئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اگر آپ ایسا کرتے تو میری بانئ سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ ایک اور نسبت کی آپکے قلم سے تصدیق ہو جاتی۔ بہر حال سچائی بالآخر اپنا آپ منوا لیتی ہے۔ آپ نے غصہ والی بات نہ جانے کس مفہوم اور کس سیاق وسباق اور کس پس منظر میں بیان کی ہے یہ آپ بہتر جانتے ہیں یا اللہ تعالیٰ۔ اگر آپ کھل کر بات کرتے کہ تحریر و تقریر میں کس طرح کی تلخی ہے تو زیادہ بہتر ہوتا۔؟ تاہم اِس بارہ میں میرا جواب یہ ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ قبل از اسلام آپ میں غصّہ بہت تھا کیا اَب بھی ہے۔؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں غصّہ تو اب بھی ہے مگر اُس کا استعمال اپنے محل پر ہوتا ہے۔ یعنی اَب جا بے جا غصّہ نہیں آتا بلکہ اپنے اصل اور جائز مقام پر آتا ہے۔ مقام حیرت ہے آپ جیسا شخص جو بفضل اللہ تعالیٰ زندگی کی بہت

ساری بہاریں دیکھ چُکا (اور میری دعا ہے آپ جماعت احمدیہ پر آنیوالی ایک وہ بہار بھی دیکھیں جس کا تعلق مستقبل قریب سے ہے۔ عقائد کی درستگی سے ہے۔ ذرا کھلے لفظوں میں پیشگوئی ''مصلح موعودؑ'' سے ہے۔) اور زمانے کا گرم وسرد چشیدہ دکھائی دیتا ہے اور اپنا بھی ایک اصلاحی ایجنڈہ رکھتا ہے وہ اِس بات کو بھی نہیں سمجھ سکا کہ عیسائیت حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا بناتی ہے اور اُنہیں زندہ آسمان پر پہنچانے اور بٹھانے کی باتیں وغیرہ کرتی ہے تو بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ جن کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے ''ذوالفقار علیؓ'' اور خود جنہیں ''سلطان القلم'' کا خطاب عطا فرمایا تھا اور وہ فی ذاتہٖ حسن واحسان کی ایک نظیر بھی تھا مگر جب عیسائیت کے اِن بودے عقائد کی بات ہوتی تو آپؑ کا قلم کس طرح شعلہ بار ہوجاتا۔ آپکے لب ولہجہ میں اور تحریر وتقریر میں تلخی کا عنصر جھلکنے اور چھلکنے لگتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے آخر کیوں۔؟

آج جماعت احمدیہ کو عہدے داروں کی فوج ظفر موج کے حوالہ کرکے جس طرح مخلوق پرسّتی کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ ''خلیفہ'' کو خدا بنادیا گیا ہے۔ اور احمدیوں سے عزت نفس کے احساس سمیت سب کچھ چھین لیا گیا ہے۔ اُن کے عہد اسیری اور غلامی کو (اپنے تئیں) پختہ تر کردیا گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بانئے سلسلہ احمدیہ جو مسلمانوں کیلئے بطور مہدی عیسائیوں کیلئے بطور مسیح اور ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے آئے تھے اُنکی تعلیمات کو بھی اپنے خاندانی مفادات کے تابع کرکے ایک وسیع پیغام کو محدود کردیا گیا ہے اور آپ پھر بھی میرے غصّہ پر معترض ہیں۔ یہ جو شب وروز ہمارے سامنے تماشہ ہورہا ہے، کیا اِسے دیکھتے ہوئے مجھے بجائے غصّہ کے پیار آئے۔؟ کیا آپ نے کبھی کسی احمدی کو ''پھرول'' کے دیکھا ہے۔؟ حیرت ہے آپ پر ۔حیرت۔ کمال حیرت۔ اِناللہ وانا الیہ راجعون۔

کیا آپ میرے بارہ میں بھی یہی سمجھتے اور گمان کرتے ہیں کہ مجھے بھی صرف بہتی گنگا سے ہاتھ دھونے چاہییں۔؟ اور ہر وقت بجائے خدا کے ''حضور'' کی اور ''نظام'' کی خوشنودی کا خیال رکھنا چاہیے۔؟ حضور سے خوشنودی کے ''سٹیفکیٹ'' لینے چاہییں۔؟ اور پھر اُنکے بل بوتے پر چھوٹا موٹا ''خدا'' بن کر ''سلسلے کی خدمت'' کرنی چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر، ''چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی''۔؟ کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ آج جماعت کی غالب ترین اکثریت بجائے قرآن کے نظام کے اور نظام سے وابستہ عہدیداروں اور افسروں کے گرد گھوم رہی ہے۔ جبکہ بانئے سلسلہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ؎

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ۔ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

ایک وقت تھا کہ پاکستان میں یا دنیا کے کسی حصّے میں جہاں کہیں ایک احمدی کو دوسرے احمدی کی خبر ہوتی تو دِل میں اُس سے ملنے کی تڑپ پیدا ہوجاتی۔ ایک اشتیاق جاگ اُٹھتا۔ یعنی اِس حد تک ہم احمدیوں میں باہمی اُخوت پائی جاتی تھی۔ مگر آج اسی ''نظام جماعت'' کی بدولت یا اس کی ''برکت'' سے ہماری باہمی محبت اور اُخوت مغائرت اور نفرت بلکہ بعض حالات میں تو دشمنی تک میں بدل گئی۔ اور بدلتی چلی جارہی ہے۔ ہمارے اِس ''دینی نظام'' نے ماں باپ بہن بھائی دوست احباب عزیز واقارب حتیٰ کہ میاں بیوی اور بچوں تک میں دوریاں پیدا کرنے کی مکمل ''صلاحیت'' حاصل کرلی ہے۔ اور بوقتِ ضرورت ہمارا یہ نظام اپنی اِس ''صلاحیت'' کا خوب کھل کر استعمال بھی کرتا ہے۔ اور یوں بقول شاعر ''جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے'' والا مضمون اپنی پوری شان کیساتھ صادق آنے لگتا ہے۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہر احمدی (خصوصاً ''باخبر'' احمدی) ایک دوسرے سے محتاط اور ڈرا سہا نظر آتا ہے۔ مبادا کوئی اُفتاد نہ آن پڑے۔ محترم رانا صاحب! کیا آپ اسی ''نظام جماعت'' اور ''نظام خلافت'' کی وکالت کررہے ہیں۔؟ اور جب میں نظام جماعت کے اِس تکلیف دہ رویے پر تنقید کرتا ہوں تو پھر آپ میری اِس اظہار ناراضگی پر بھی معترض ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا تھا کہ انسان گویا برف کا تاجر ہے۔ میں اس موضوع کو اُنہی کے اِس ارشاد پر ختم کرتا ہوں:۔ ''اس لیئے انسان کو لازم ہے کہ اپنے وقت کی قدر کرے اور عمر کو غنیمت سمجھے اور تھوڑے سے دنوں میں جو اس کو مل گئے ہیں مولا کریم سے ایسا معاملہ کرے کہ اُن کے گزرنے پر اس کو عظیم الشان آرام گاہ حاصل ہو۔'' (خطبات نور صفحہ ۴۷)

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۳ کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

''اسکی ذہانت وفہم کا زندہ ثبوت ''ربوہ'' کا قیام ہے۔ وادی ذرع مکہ شریف ثانی ہے۔ جہاں گھاس تک نہ تھی۔ نہ پانی نہ آبادی۔ یہی صورت حال ربوہ کی تھی۔ جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا (آپ خود بھی اس کے شاہد ہیں) ۱۹۴۷ء کے بعد قوم احمد بکھر گئی تھی۔ کوئی مرکز نہ تھا۔ کوئی پُرسان حال نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ابراہیم کا نام بھی دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابراہیم کا بیٹا اور ماں وادی غیر ذی زرع میں گئے۔ جہاں پانی نہ تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کے پاؤں کے نیچے سے پانی بہادیا۔ اور وہاں مکہ آباد ہوا۔ اور مکہ اسلام کا مرکز بن گیا۔ اور وہاں سے اسلام ساری دنیا میں پھیل گیا۔ اب ابراہیم ثانی کے بیٹے بھی اپنی ماں کے ساتھ اس دوسری وادی غیر ذی زرع میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آئے۔ پانی نہیں تھا۔ دعا کے نتیجہ میں الہام ہوا۔ ''جاتے ہوئے جناب کی تقدیر نے جناب کے پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہادیا۔'' (الہام حضرت مصلح موعودؓ)''

جناب رانا صاحب! آپ نے سرزمین ربوہ کے غیر ذی زرع ہونے اور پھر اُسکے سرسبز وشاداب اور آباد ہونے کو ''مصلح موعودؓ'' کی صداقت کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ اور

اپنے انہی مزعومہ خیالات کی صداقت پہ مہر تصدیق ثبت کرنے کیلئے مکہ مکرمہ اور حضرت اسماعیلؑ کی مثال کو بطور اسناد کے پیش کیا ہے۔ ؎ جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے میں جانتا ہوں اور جیسا کہ آپ کے خط اور سوچ سے بھی ظاہر ہے کہ جماعت میں ہر دو(۲) کو ایک دوسرے کا ہم پلہ قرار دینے کا رُجحان موجود رہا ہے۔ اور اگر کوئی ذاتی طور پر اپنے عقیدے عقیدت اور اعتقاد کی بات کرتا ہے تو بھلا مجھے یا کسی دوسرے کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔؟ اس سے حقیقت تو نہیں بدلی جاسکتی۔؟ تاہم اس ضمن میں یہاں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اب اس قسم کی باتیں یا قصے کہانیاں آہستہ آہستہ دم توڑتی چلی جارہی ہیں۔ حقیقت کی چٹان سے ٹکرا کر اپنا وجود کھو چکی ہیں۔ اِس نام نہاد تصور کی میں آگے چل کر قلعی کھولنے کی کوشش کروں گا انشاء اللہ کہ کس طرح قبل از وقت کیے گئے ایک دعویٰ (مصلح موعود) کو جبر سے چالاکی سے تحریر اور تقریر سے سچ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور کس طرح خود ساختہ اور من گھڑت نشانیوں کو باون (۵۲) تک پہنچایا گیا۔ بھلا یہ فہرست اتنی لمبی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟ بانئ سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے تو سچائی کی بابت ''اِک نشاں'' پر اِکتفا کرنے کو ہی کافی قرار دیا ہے۔ یعنی۔ ؎ اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردگار ۔ کیا نشانوں کی اتنی طویل فہرست کا مقصد پیشگوئی ''مصلح موعودؑ'' کے حقیقی مصداق کی راہ میں ایک مزاحمتی دیوار کھڑی کرنا تھا۔؟ کہ وہ جب آئے لوگ (خصوصاً احمدی) اُس میں باون (۵۲) نشانیاں ڈھونڈتے پھریں۔؟ اور یوں۔ ''نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔'' نہ نشانیاں پوری ہوں گی اور نہ ہی اِس سبب سے پکارنے والے کی پکار کو کوئی سُنے گا۔ توجہ دے گا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم رانا صاحب! حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ایک مباحثے کا احوال سُناتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ ہم دلّی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدفون اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ تمہارے لیے مفید ہوا یا مضر۔ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مُرتد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرقے میں سے سید، مغل، پٹھان، قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰؑ کو بار بار زندہ کہنے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو (جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور رسول کریم ﷺ نے فعلی شہادت دیدی) وفات شدہ مان لو۔'' (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۰)

بعینہٖ جماعت نے مسلسل ۱۹۴۴ء سے یعنی گزشتہ ۶۴ سالوں سے بلکہ ایک لحاظ سے اس سے بھی اوپر خلیفہ ثانی کو ''مصلح موعودؑ'' ثابت کرنے کا نسخہ استعمال کیا ہے۔ اور آپ نے اس کا نتیجہ بھی دیکھ لیا کہ داخلی سطح پر احباب جماعت کی کیا حالت ہے۔؟ باعتبار مجموعی ایک جبر کی سی کیفیت ہر سو پھیلی ہوئی ہے۔ جھوٹ منافقت کا چلن عام ہے۔ عہدیداروں کے ہاں رذی اخلاق ہے۔ دنیاداری کا غلبہ ہے۔ دینی اور روحانی قدریں زوال پذیر ہیں۔ باہمی اُخوت اور انسانی ہمدردی کا تیزی سے جنازہ نکلتا جارہا ہے۔ اور تو اور اب آپ اس قسم کے اعلانات اور خبریں بھی سُن سکتے ہیں کہ احمدی احباب خود جماعت چھوڑ کر جارہے ہیں۔ اور ایسے احمدی بھی ہیں جو ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے مصداق بانئ سلسلہ پر ہی چڑھ دوڑے ہیں۔ رانا صاحب! مجھے بتاؤ آخر ایسا کس سبب سے ہے۔؟ میں آپ سے واشگاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ ایسا قبل از وقت کئے گئے ایک غلط دعویٰ کو جماعتی سطح پر مسلسل تحفظ فراہم کرنے سے ہے۔ پیشگوئی ''مصلح موعودؑ'' کو اسکے اصل مقام اور محل سے اُٹھا کر ایک دوسری جگہ چسپاں کرنے سے ہے۔ لہٰذا اب آپ یہ دوسرا نسخہ بھی استعمال کر کے دیکھیں جو میں کہہ رہا ہوں کہ اِسی میں اسلام اور احمدیت کی خیر خواہی ہے۔

محترم رانا صاحب! میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ آپ نے ایک مدت ۔۔۔ سے خلیفہ ثانی کو ''مصلح موعودؑ'' ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے۔ اب اِس سے ہٹ کر بھی ذرا سوچیں اور غور کریں اور پھر اپنا قلم چلائیں۔ یعنی اس بات پہ جو میں اب کہہ رہا ہوں۔ یہ کوئی موروثی جائیداد کا جھگڑا یا اُسکے بٹوارے کی بات نہیں۔ بلکہ ایک علمی بات اور علمی موضوع ہے اور اِس کا تعلق براہِ راست جماعت احمدیہ کے بہتر مستقبل سے ہے۔ غلطیاں بھی اِنسان ہی کرتے ہیں اور اجتہادی غلطیاں ہو بھی جایا کرتی ہیں۔ یہ کوئی بڑی یا اَچنبھے کی بات نہیں۔ نامناسب اور ناروایات ایسی غلطیوں پر مسلسل اصرار ہے۔ بانئ سلسلہ کے پیروکاروں کا کم از کم اس قسم کا رویہ نہیں ہونا چاہیے۔ یا تو پھر ہم بانئ سلسلہ کو مانتے ہی نہ اور اگر مان لیا ہے تو پھر مقابلتاً اس کا اثر بھی ہم میں زیادہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہم اِس اضافی علمی مائدے کے وارث بنائے گئے ہیں جو آپؑ ہمارے درمیان چھوڑ گئے ہیں۔ اس لیے سوچیں اور پھر سوچیں اور بار بار سوچیں اور روائتی فکر کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہو کر سوچیں۔ آپ نے میری طرف اپنی رائے لکھ کر بھیج دی۔ میں نے پڑھ لی۔ اوروں نے بھی پڑھ لی۔ اسی طرح میں نے اس کا جواب لکھا، اور اس موضوع پر مسلسل لکھتا چلا جارہا ہوں۔ اور میری یہ فکری اور علمی اور قلمی کدو کاوش (اور میرا دعویٰ) نہ آپ سے پوشیدہ ہے اور نہ دوسرے قارئین کرام سے۔ مگر ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے ۔۔۔ تو اس قسم کے مجادلوں کا فائدہ۔؟؟؟

محترم رانا صاحب! آپ روائتی سوچ کیساتھ جلدی میں کوئی رائے قائم نہ کریں۔ اسی ضمن میں بانئ سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:۔

''حقیقت میں جو شخص جلدی رائے قائم کر لیتا ہے۔ وہ دوسروں کو بھی اِبتلاء میں ڈالتا ہے۔ پس خلافِ واقعہ رائے ظاہر کرنا خون کرنے کے برابر ہے۔ بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جوں جوں اِنسان اُن پر زیادہ غور کرتا ہے، اسی قدر نتیجہ عمدہ نظر آتا ہے۔'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۲۵)

اگر آپ نے ربوہ بمقابلہ مکہ مکرمہ اور مرزا بشیر الدین محمود احمد بمقابلہ حضرت اسماعیلؑ کے معاملہ میں بھی زیادہ غور کیا ہوتا تو اس حوالے سے بھی حقیقت آپ پر بخوبی کھل جاتی۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ میرا مقصد ہرگز ہرگز کسی کی مخالفت نہیں۔ بلکہ حقیقت حال کا اظہار مقصود ہے۔ بھلا میں ربوہ یا خلیفہ ثانی کی مخالفت کیوں کروں۔؟ ربوہ کل تک میرا شہر رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ شروع زندگی کی میری ساری یادیں اُس شہر سے اور اُسکے مضافات سے وابستہ ہیں۔ پھر اسی طرح خلیفہ ثانی جس طرح دوسری ساری جماعت کے روحانی پیشوا رہے ہیں اسی طرح میرے بھی تھے۔ بلکہ بعد میں آنیوالے خلفاء بھی۔ اس لیے ناجائز ضد اور تعصب کی بات نہیں بلکہ قریب قریب ایسی ہی بات ہے جیسا کہ بانئے سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو درپیش تھی کہ ایک وقت تک آپؑ عالم اسلام کے اس عمومی عقیدے کے ہم خیال تھے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ مگر جب آپؑ پر اللہ تعالیٰ نے ''حیات مسیح'' کی حقیقت کھولدی تو پھر آپؑ ایک منٹ بھی اپنے پرانے عقیدے پر نہیں ٹھہرے۔۔۔

اور اب پہلے ربوہ

ہمارا یہ المیہ رہا ہے کہ مسلسل چالاکیوں کے تسلسل میں احباب جماعت احمدیہ کو اس قدر فریب پر فریب دیئے اور سبز باغ دکھائے گئے کہ بہت ساری چیزوں کی حقیقت اُنکی نظروں سے بالکل اوجھل ہو کر رہ گئی۔ مثلاً ۱۹۴۴ء میں جو ''دعویٰ مصلح موعود'' کیا گیا تھا اُسے بھی اسی تسلسل میں سچ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ دیکھیں حضور کی برکت سے ایک بے آب و گیاہ وادی کس طرح گل و گلزار ہوگئی۔ اور گویا یہ بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ کی سچائی کا ایک نشان بن گیا۔ اور یوں حضرت سماعیلؑ کیساتھ بھی ایک مناسبت بن گئی۔ میں اس موضوع پر لکھنے لگوں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ مختصراً یہ کہ خلیفہ ثانی جو کہ دنیوی نقطہ نظر سے فی الواقعی ایک ذہین و فہیم شخص تھے۔ اُنہوں نے اپنے عہد خلافت میں بہت سارے ایسے کام کیے جن کا مطلب اور خلاصہ احباب جماعت کو ''کولہو کا بیل'' بنائے رکھنا تھا (تا کہ اُنکی آزادانہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ہمیشہ کیلیے دم توڑ دیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ جن احمدیوں سے یہ ''بھاری پتھر'' نہ اُٹھایا گیا اُنہیں ''جرم ضعیفی'' کی سزا کے طور پر ''شعب ابی طالب'' میں دھکیل دیا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا وہ یا اُنکے بزرگ بانئے سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ماننے والے نہیں تھے۔؟ کیا اپنی رائے رکھنا بھی کوئی جُرم ہے۔؟ کیا اسلام ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا ؟) اور یہ اُسی حکمت عملی کا شاخسانہ تھا کہ جب ۱۹۴۷ء میں احباب جماعت احمدیہ (دیگر مہاجرین کی طرح) آگ اور خون کا دریا عبور کر کے نوآزاد ملک پاکستان پہنچے تو اُنہیں ایک اور عذاب کا سامنا تھا۔ بقول شاعر ؎

ایک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو ـ میں ایک دریا کے پار اُترا تو میں نے دیکھا

جس جگہ کو آپ مکہ کا ہم پلہ قرار دے رہے ہیں اس میں ہم نے زبردستی یا دانستہ مناسبت کے پہلو تلاش کیے تھے۔ ہمیں یہاں کوئی چھوڑ کر نہیں گیا تھا، بلکہ ہم نے یہاں اپنی مرضی سے اپنی بستی بسائی تھی۔ اور کراؤن لینڈ ایکٹ کے تحت نہایت ارزاں نرخوں میں یہ جگہ خریدی تھی۔ اور دنیا کا ہر خریدار اپنی پسند ناپسند کے معاملہ میں آزاد ہوتا ہے جیسے ہم اپنا گھر بنانے کیلئے بھی جب پلاٹ خریدتے ہیں تو اپنی سہولتوں اور ضرورتوں اور خواہشوں کو مدنظر رکھتے ہیں۔ وغیرہ۔ علاوہ ازیں یہاں سے لاہور اور قادیان بھی دُور نہیں تھے۔ دریائے چناب بھی اسکے کناروں پر بہتا تھا۔ اور پھر یہ کہ اسکے اردگرد جہالت بھی بہت تھی جو ''ذہین و فہیم'' لوگوں کی حکمرانی کیلئے یا اُنکی ایسی کسی بھی دلی خواہش کی تکمیل کیلئے نسبتاً آسانی سے رستہ فراہم کر دیتی ہے۔۔۔ جبکہ جس مقدس اور مکرم خطہ زمین کیساتھ آپ ربوہ کو ملا رہے ہیں اُسکی بنیاد ایک ضعیف العمر باپ کی آزمائش پر رکھی گئی تھی۔ اور اُسکے پیچھے انسانی زندگی کا ایک پورے کا پورا فلسفہ کارفرما تھا۔ جو آج ہمارے سامنے ہے۔ پھر یہ کہ اُس غیر ذی زرع وادی میں تو حضرت اسماعیلؑ کے ایڑیاں رگڑنے سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا تھا اور اُس پانی کو یعنی آبِ زم زم کو آج بھی دنیا بھر کے مسلمان بطور تبرک کے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں جبکہ اہلیانِ ربوہ گزشتہ قریب ساٹھ (۶۰) سال سے پانی کی بوند بوند کے محتاج ہیں۔ اور آج بھی اُنکا پانی باہر یا دریا سے آتا ہے کہ مقامی پانی سخت نمکین ہے۔ اور گرمیوں میں پانی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے احباب جماعت ایڑیاں رگڑتے نظر آتے ہیں۔ اور اوپر سے آپ نے خلیفہ ثانی صاحب کا یہ الہام لکھا ہے۔ ''جاتے ہوئے جناب کی تقدیر نے جناب کے پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہادیا۔''

جناب رانا صاحب! اگر ربوہ کا یہ پانی کسی الہام کے نتیجہ میں نکلا تھا تو اسے کم از کم میٹھا تو ہونا چاہیے تھا۔ رہ گئی ہر دو (۲) شخصیات کے موازنے کی بات تو اس بارہ میں مختصراً عرض یہ ہے کہ آپ نے قرآن شریف کی سورۃ الصفات میں عظیم الشان باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا مکالمہ ضرور پڑھا ہوگا:۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ o فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ o وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ o وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ o وَ تَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ o سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ o کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ o (سورۃ صافات آیات:۱۰۳ تا ۱۱۲)

ترجمہ۔ پھر جب وہ لڑکا اسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اُس (ابراہیم) نے کہا! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کررہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کرکہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔(اس وقت بیٹے نے) کہا اے میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے، وہی کر تو اِنشاءاللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔ پھر جب وہ دونوں فرمانبرداری پر آمادہ ہوگئے اور اس (یعنی باپ) نے اُس (یعنی بیٹے) کو ماتھے کے بل گرا لیا۔ اور ہم نے اُس (یعنی ابراہیم) کو پکار کر کہا، اے ابراہیم! تو اپنی رؤیا پوری کر چکا، ہم اِسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک کھلی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے اِس (یعنی اسماعیل) کا فدیہ ایک بڑی قربانی کے ذریعہ سے دیدیا۔ اور بعد میں آنیوالی قوموں میں اُس کا نیک ذکر باقی رکھا۔ ابراہیم پر سلامتی نازل ہوتی رہے۔ ہم محسنوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

جناب رانا صاحب! آپ نے اس مفہوم کی حدیث شریف بھی ضرور پڑھی ہوگی کہ جب ایک صحابی نے آنحضورﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہﷺ میرے لیے سب سے اچھے سلوک کا مستحق کون ہے۔؟ تو آپﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اُس نے پھر پوچھا، آپﷺ نے پھر فرمایا تیری ماں۔ اُس نے تیسری دفعہ دریافت کیا تو پھر کون آپﷺ نے پھر وہی جواب دیا یعنی تیری ماں۔ چوتھی دفعہ جب اُس صحابی نے رسولﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہﷺ پھر کون۔؟ تو آپﷺ نے فرمایا تیرا باپ۔ آؤ ذرا ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھیں کہ آپ یا جماعت جس شخص کو ''مصلح موعود'' اور ''دل کا حلیم'' قرار دیتی چلی آرہی ہے اُس نے (تمام احمدی تو رہے ایک طرف) اپنی ماں کی ایک خواہش کا احترام کس طرح کیا۔۔۔۔۔۔؟

حضرت اماں جان کی وصیت تدفین کیلئے۔۔۔قادیان کیلئے آپکی تڑپ:

☆ حضرت اماں جان کو قادیان سے بے حد محبت تھی۔ جب قادیان سے ہجرت کرنی پڑی تو حضرت اماں جان بہت بے چین اور بیقرار تھیں انکی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو وہ آنیوالے تین امتحان یاد آگئے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود نے حضرت اماں جان کو بتایا تھا۔۔۔۔ آپ تحریر کرتی ہیں کہ ''حضرت اماں جان نے حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد فرمایا تین امتحانوں میں سے دو ہو گئے ایک باقی ہے۔۔۔۔ پارٹیشن کے وقت جب قادیان چھوڑنا پڑا اس وقت اماں جان کی تڑپ اور صدمہ دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ تیسرا امتحان یہ تھا۔۔۔۔ بیماری میں حضرت بھائی صاحب جب پاس آتے تو آپ ان سے کہتیں میاں دیکھو مجھے قادیان ضرور پہنچانا بہشتی مقبرے میں۔ بڑے بھائی صاحب کی آنکھیں تر ہو جاتیں اور کمرے سے نکل جاتے یہ حالت یہ تڑپ دیکھ کر۔☆ (لجنہ اماءاللہ ضلع لاہور صفحہ ۶۴۸ بحوالہ الفضل ۲۳۔اپریل ۱۹۵۲)

ایک اور مضمون میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

☆ جس مقام میں آخری آرام کرنے کیلئے آپ کی روح چالیس سال تڑپ سے انتظار کرتی رہی اور دل جس زمین کو دیکھ دیکھ کر بے قرار ہوتا رہا۔ اس میں آپ کے جسد مبارک کا، فی الحال رکھا جانا تقدیر الٰہی کے مطابق نہ تھا۔ دل بے چین ہو جاتا تھا جب یاد کرتی ہوں کہ قادیان سے آنے کا صدمہ بھی صبر و تحمل سے برداشت کر جانے والی میری اماں جان کس بے قراری سے وہاں سے آ کر بار بار کہا کرتی تھیں کہ مجھے قادیان ضرور پہنچانا یہاں نہ رکھ لینا (یعنی بعد وفات) اگر کوئی گھبراہٹ ظاہراً دیکھی تو بس ایک اسی بات کیلئے سخت کرب پیدا ہوتا ہے اس خیال سے کہ یہ آرزو حضرت اماں جان کی پوری نہ ہونا اور اِن کا ہجرت میں داغ جدائی دینا۔ بیشک پیشگوئی کے مطابق ہوا۔ مگر کہیں ہم لوگوں کی شامت اعمال تو اس وقت کو نزدیک نہیں کھینچ لائی۔ یہی منشاء الٰہی تھا اور ضرور تھا جو ہونا تھا وہ ہوا۔ مگر اب خدا تعالیٰ وہ دن بھی جلد لائے کہ اماں جان کی تمنا کو پورا کرنیوالے آپ لوگ بنیں اور ہم سب حضرت اماں جان کو اُن کے اصل مقام میں لے جائیں جس طرح جانا اُن کے شایان شان ہے۔☆ (لجنہ اماءاللہ ضلع لاہور صفحہ ۶۴۹ بحوالہ الفضل ۱۱۔مئی ۱۹۵۲ء)

حضرت اماں جان کے قادیان دفن نہ ہونے کی وجہ:

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت اماں جان کی ربوہ میں وفات ہوئی تو حضور کی خواہش تھی کہ اُنہیں ان کے خاوند حضرت مسیح موعود کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ میں اِن دِنوں لاہور میں متعین تھا حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انڈین ہائی کمشنر سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انڈین ہائی کمشنر نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دیدی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کیلئے بیس سے زائد عزیزوں یا دیگر اصحاب کو ویزے نہیں دیئے جاسکتے۔ حضرت مصلح موعود نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کردی کہ حضرت اماں جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دس ہزار احمدی میت کیساتھ جانے ضروری ہیں۔☆ (لجنہ اماءاللہ ضلع لاہور صفحہ ۶۴۹ بحوالہ ماہانہ انصاراللہ فروری ۲۰۰۰ء)

اب اس واقعے کا راوی میں نہیں بلکہ جماعت ہے۔ حضرت اماں جان کی بیٹی ہے، پوتا ہے۔ آپ مجھے بتائیں ماں کی اس آخری خواہش کی تکمیل میں کیا اَمر مانع تھا۔؟ جبکہ بھارتی حکومت ایک معقول تعداد میں ویزے جاری کرنے پر بھی آمادہ تھی۔ میں کہتا ہوں اگر وہ اس قدر بھی رعایت دے دیتی کہ قادیان میں مقیم آپ کی جماعت کے لوگ واہگہ بارڈر

سے لاش (dead body) وصول کرلیں اور قادیان لے جا کر اُسکی تدفین کردیں تو تب بھی یہ خواہش پوری ہوسکتی تھی مگر ایسا کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ ایک عام شریف النفس انسان بھی اپنے ماں باپ کی خواہش پوری کرنے کیلئے ممکنہ حد تک چلا جاتا ہے۔ یہاں تو ''خدا کا خلیفہ'' تھا، ''مصلح موعود'' تھا، اور سب کچھ اُسکے دائرہ اختیار میں تھا۔ ویزے بھی تھے تو پھر خواہش پوری کیوں نہ کی گئی۔؟ کیا اس کی وجہ ربوہ کے بہشتی مقبرہ کو وقیع بنانا تھا۔؟ کیا خلیفہ ثانی کو خود اپنے وقیع ہونے کا اتنا یقین نہیں تھا۔؟ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ خلیفہ ثانی خود تو اپنی بیویوں کیساتھ آسودہ خاک ہیں اُنکے بیٹے خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع بھی اپنی اپنی بیگمات کیساتھ (علی الترتیب ربوہ اور لندن میں) ابدی نیند سو رہے ہیں مگر ''مصلح موعود'' کی ماں اور اُنکے جانشینوں کی دادی کو اپنے عظیم المرتبت شوہر سے جُدا کردیا گیا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتے ہیں:۔

''یہ نظم حضورؓ نے ساہیوال کے مظلوم اسیرانِ راہِ مولیٰ کیلئے درد دل سے مانگی تھی۔ جنکو پھانسی کا حکم ہو چکا تھا۔ اور اس نظم میں براہِ راست جنرل ضیاءالحق کو فرعون، نمرود جیسے القاب سے پکارا گیا۔ اور اسی دعا کے نتیجہ میں وہ نمرود آگ میں جل کر بھسم بھی ہو گیا۔ جو نہ زمین پر رہا اور نہ آسمان پر رہا۔ اور مردِ حق کی دعا کو خدا تعالیٰ نے ایسے رنگ میں قبول فرمایا کہ وہ جو ان اسیرانِ راہِ مولیٰ کو پھانسی دینے کیلئے بے تاب تھا۔ ایسے ڈکٹیٹر اور ظالم فرعون کے پنجہ سے معجزانہ رنگ میں نجات دی۔۔۔۔۔ وہ ان اسیرانِ راہِ مولیٰ کو اُس ڈکٹیٹر نمرود زیاءالحق اور فرعونِ زمانہ کے ظالم پنجوں میں پھنسے ہوؤں کو نکال کر اپنے آقا کے پاس لنڈن خیر و عافیت کیساتھ پہنچا دینا ہی خداوند کریم کے قادر ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔''

جناب رانا صاحب! جنرل ضیاءالحق ہماری جماعتی تاریخ کا ہی نہیں بلکہ ہماری ملکی تاریخ کے حوالہ سے بھی ایک کلنک کا ٹیکہ تھے۔ اُسکے عہد حکومت میں اسیرانِ راہ مولیٰ کو تو اس بات کا قوی یقین تھا کہ خداوند کریم قادر اور زبردست ہے مگر جسے آپ آقا قرار دے رہے ہیں کیا اُسے (یعنی قصر خلافت کے مکین کو) اپنے رب کی طاقت اور قدرت اور زبردست ہونے کا اتنا یقین نہیں تھا کہ وہ ''مردِ خدا'' خود تو حکومتی ایجنسیوں کو جُل دے کر پاکستان سے رخصت ہو گیا مگر مریدوں کو ضیاءالحق کے ذمے لگا گیا۔؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا بانئے سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے مارٹن کلارک کے مقدمہ قتل میں راہِ فرار یا روپوشی اختیار کی تھی۔؟ کیا صاحبزادہ عبدالطیف شہید نے ظالم امیر کے ڈر سے افغانستان چھوڑ دیا تھا۔؟ چلو اب دوسری طرف جماعت کے مخالفین معاندین اور مکذبین کی طرف دیکھتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بانئے جماعت اسلامی مولانا مودودی کو سزائے موت سنائی گئی مگر کیا وہ اس دوران ملک سے بھاگ گئے۔ اسی طرح مولانا عبدالستار نیازی کو بھی سزائے موت سنائی گئی کیا وہ بھی ملک چھوڑ گئے تھے۔؟ اور تو اور اُسی فرعون زمانہ (جنرل ضیاءالحق) کے ظالم پنجوں میں پھنسے ہوئے کیا ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی ضمانت کے دنوں میں ملک چھوڑا۔؟ مجھے یہاں کسی کی وکالت یا مخالفت مقصود نہیں، بلکہ اپنے جماعتی دعوؤں اور نعروں کے پسِ منظر میں جو متضاد کیفیت نظر آتی ہے اُس کا (ضمناً) بیان مقصود ہے۔ تاکہ ذہنی چالاکیاں اور جذباتی نعرے ہمیں تقویٰ سے دور نہ لے جائیں۔ ہمیں بہرحال صراطِ مستقیم پر رہنے اور چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آپ نے اپنے خط میں دنیا بھر میں جماعتی مساجد اور مشن ہاؤسز کی بابت بھی لکھا ہے۔ میں یا کوئی دوسرا احمدی اِس حقیقت سے کب انکاری ہے۔؟ لیکن اِن سب چیزوں کا ہمارے روحانی اور فکری اور علمی اور (اس پہلو سے) عملی ارتقاء سے کیا تعلق۔؟ اگر کسی غریب الوطن احمدی کو کہیں رات پڑ جائے یا اُسکے پاس کسی متبادل انتظام کا بندوبست نہ ہو تو اُس کا اِن سب عمارتوں سے ''مان'' اُٹھ جاتا ہے۔ جنہیں وہ آپ اپنی سمجھتا چلا آ رہا تھا۔ کیونکہ مجاز اتھارٹی کو اسلام و احمدیت یا انسانیت کی بابت نہیں بلکہ ''نظام جماعت'' کی بابت بتایا گیا ہوتا ہے۔۔۔۔ ہاں بیت الفتوح (یوکے) میں ''لنگر خانے'' کی وجہ سے غرباء کیلئے ضرور رہائش کا انتظام ہے اور خاص کر پاکستان سے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے غریب احمدیوں کیلئے۔ لہٰذا یہ تفصیل آپ نے ''جماعت'' کی نہیں ''شعبہ جائیداد'' کی بتائی ہے۔

اختتامیہ

رانا صاحب! آپ اپنے خط میں فرماتے ہیں کہ اگر پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ نشانیاں خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری نہ ہوتیں تو پھر آپکے دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' پر غور و فکر ہو سکتا تھا۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ آپ یا بعض اور احمدی حضرات جن نشانیوں کو خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری کر رہے ہیں، اگر اِن نشانیوں کے علاوہ خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر نہ صرف تمام عالم اسلام بلکہ تمام عالم عیسائیت بھی بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا ہوتا تو کیا اِن تمام کامیابیوں کیساتھ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود سچا ہو جاتا۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ رانا صاحب! جیسا کہ میں گذشتہ صفحات میں ایک تمثیل کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ جس طرح زید نامی عثمانی خلیفے کے اصالتاً مسیح ابن مریم ناصری ہونے کے دعویٰ کو اُسکے احادیث میں بیان فرمودہ نشانیوں کے حرف بحرف پورا کرنے کے باوجود قرآن مجید اُسے باطل قرار دیدیتا ہے۔ اِسی طرح زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نے قرآن مجید کی تصدیقی مہر کیساتھ خلیفہ ثانی کے وجود کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکال کر اِسکے دعویٰ مصلح موعود کو باطل قرار دیدیا ہے۔ لہٰذا جن نشانیوں کی

آپ خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری ہونے کی بات کر رہے ہیں اُنکی حیثیت تو ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کے وجود کو الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے ہی باہر نکال دیا ہے۔ میرے اِس مضمون کے بعد آپ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا مانیں یا نہ مانیں لیکن متقی اور دیانتدار اور اِنصاف پسند افرادِ جماعت کیلئے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا قرار دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ثابت ہونے اور اُن نشانیاں کی حقیقت کا پتہ چلنے کے بعد جسے لوگ خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اب آپ پر اور افرادِ جماعت پر فرض بنتا ہے کہ آپ سب میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں پر غور فرمائیں۔ یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت جماعت احمدیہ میں کوئی مدعی مصلح موعود کھڑا ہو تو اُسکے دعویٰ کو پرکھنے کیلئے افرادِ جماعت کے پاس کوئی ٹھوس (solid) معیار بھی تو ہونا چاہیے۔؟

اس ضمن میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دسمبر ۱۸۹۲ء میں اپنے کسی عزیز کے خط کے جواب میں اپنے دعویٰ مسیح موعود کو پرکھنے کے لیے لوگوں کے واسطے ایک معیار مقرر فرمایا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کبھی لوگوں میں خدا تعالیٰ کا مقدس نام لے کر کوئی مدعی ظاہر ہو تو افرادِ جماعت کو چاہیے کہ بانئے سلسلہ احمدیہؑ کے اس مقرر کردہ معیار کے مطابق اُسکے دعویٰ کو بھی پرکھ لیں۔ رانا صاحب! حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آپکے بھی آقا ہیں اور میرے بھی آقا ہیں۔ آپؑ پوری جماعت کے نہ صرف آقا ہیں بلکہ بانئے جماعت بھی ہیں۔ کسی مدعی کے دعویٰ کو پرکھنے کیلئے آپؑ نے جو معیار بیان فرما کر ہماری راہنمائی فرمائی ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور عمدہ راہنمائی نہیں ہو سکتی۔؟ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خاکسار کا کوئی نبی یا مہدی معہود یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ محض ''غلام مسیح الزماں'' ہونے کا دعویٰ ہے۔ آقا اور غلام میں جو فرق ہوتا ہے اِسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔ لیکن اِس فرق کے باوجود میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو معیار میرے آقا نے اپنے دعویٰ مسیح موعود کو پرکھنے کیلئے لوگوں کے آگے رکھا تھا آپ تعصب سے پاک ہو کر تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ اُسی معیار کیساتھ میرے دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' کو بھی پرکھ لیں۔ خاکسار نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کے اس بیان فرمودہ معیار کو اپنی ویب سائٹ www.alghulam.com پر نیوز (News) نمبر ۳۰ پر

''مدعی کی صداقت کو پرکھنے کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ کا بیان فرمودہ معیار''

کے عنوان کے تحت درج کیا ہوا ہے۔ افرادِ جماعت یہاں سے اس ''معیار'' کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے یہی ''معیار'' حضورؑ کی مشہور تصنیف ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' روحانی خزائن جلد ۵ کے صفحات ۳۲۶ تا ۳۵۷ پر بھی موجود ہے۔ حضورؑ نے اپنے خط کے شروع میں اِس خط کو تین بار پڑھنے کی نصیحت فرمائی ہے اور یہی درخواست میں بھی افرادِ جماعت سے کرتا ہوں۔ حضورؑ کے بقول دراصل تمام ثواب کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اِس کو بعض قرائن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اِسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اُسکے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تو ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد اُن کا ایمان قابل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ '' الَّذِيْنَ يُؤْ مِنُوْنَ بِالْغَيْبِ '' وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پردہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر کُلِّیۃً مکشوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اَجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا حق و باطل میں فرق کرنے کیلئے یہی کافی ہوتا ہے کہ چند قرائن جو وجہ تصدیق بن سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:۔

''قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۔'' (الانعام:۵۸) تُو (اے محمد ﷺ ان سے) کہہ دے کہ میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اِسکی تکذیب کی ہے جس بات کے متعلق تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے فیصلہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ سچائی بیان کرتا ہے اور وہ فیصلہ کرنے میں سب سے اچھا ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مُرسلوں کی سچائی پر کچھ پردہ ڈال دیتا ہے تا کہ لوگ بعض قرائن کے ذریعے حق کو پہچانیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی نئے نظریے کو جانچنے کے واسطے اِنسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ اُس پر غور و فکر کرے۔ جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اس وقت تک پرانے خیلات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُسکی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱ تا ۲)

خاکسار درجِ ذیل سطور میں وہ قرائن درج کرتا ہے جو میرے دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' کی صداقت پر شاہد ہیں۔

قرینہ نمبرا۔ کسی پیشگوئی کے متعلق کسی غلط عقیدے کو جھٹلانے کی توفیق انہی لوگوں کو ملا کرتی ہے جو بذاتِ خود اُس پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہیں۔ وفات مسیح ابن مریم کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کے بعد حضرت مرزا غلام احمدؑ کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود بخود قابلِ غور بن گیا تھا۔ اسی طرح آج بھی یہی معاملہ ہے۔ جب خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود ہی غلط ثابت ہو گیا تو پھر وہ موعود زکی غلام مسیح الزماں جس کا الہامی پیشگوئی میں ذکر موجود ہے آخر کوئی انسان تو ہے کیونکہ الہامی پیشگوئی تو بہرحال قطعی طور پر سچی ہے۔ آج بھی جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کا انکشاف فرمایا ہے وہی دراصل پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہے۔ خلیفہ ثانی کے الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے آؤٹ ہو جانے کے بعد خاکسار کا دعویٰ مصلح موعود خود بخود قابل غور بن جاتا ہے۔

قرینہ نمبر۲۔ جیسا کہ میں نے اپنے بعض مضامین میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ جس زکی غلام کی خبر حضورؑ کو الہامی طور پر دی گئی تھی وہ یقیناً حضورؑ کے بعد اگلی صدی کا موعود مصلح یا مجدد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسکے مطابق اس موعود مصلح نے پندرھویں صدی میں ظاہر ہونا تھا۔ چودھویں صدی کے مجدد بلکہ مجدد اعظم تو خود حضرت مہدی ومسیح موعودؑ تھے۔ خلیفہ ثانی چودھویں صدی میں پیدا ہوئے خلیفہ بنے اور دعویٰ مصلح موعود کیا اور اس چودھویں صدی کے اختتام سے قریباً پندرہ سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔ وہ پندرھویں صدی کے مصلح موعود کیسے ہو سکتے ہیں۔؟ ثانیاً۔ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا چودھویں صدی کے مجدد اعظم، مہدی معہود، مسیح موعود اور اللہ کے نبی کی تجدید واصلاح اتنی ناقص تھی جو اسی صدی میں کسی دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی۔؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث کر سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ اِس وقت پندرھویں صدی ہجری کا اُنتیسواں (۲۹) سال گزر رہا ہے۔ حسب سابق کم از کم افرادِ جماعت کو حضورؑ کے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی تلاش کرنی چاہیئے تھی۔؟ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس ''موعود رحمت'' کی خبر بخش دی تھی۔ آج میرے علاوہ اگر کوئی جماعت میں اور مدعی ''زکی غلام مسیح الزماں'' ہے تو وہ میرے مقابلہ پر آ کر طبع آزمائی کر کے دیکھ لے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ ہرگز نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ ہرگز نہیں۔

قرینہ نمبر۳۔ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ ☆اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔☆ (روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۴۰۹) وہ بابرکت سجدہ جس کی خاکسار کو توفیق بخشی گئی اور اس کا میں اپنی کتاب میں بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اس سجدہ میں ہی میری حالت بدل گئی اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ ''میں تجھے اب علم دونگا اور تو لوگوں کو لا جواب کر دے گا۔'' میں نے اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور وعدہ خلیفہ رابع کے دور میں اُنکے آگے رکھا تھا اور آج بھی جماعت کے آگے رکھتا ہوں۔ مذہبی اعتبار سے میرے ایسے اَن پڑھ کا ایک عالموں کی جماعت کے آگے اتنا بڑا چیلنج کیا نفسانی دھوکہ ہو سکتا ہے۔؟ اگر ہو سکتا ہے تو اتنا بڑا چیلنج جماعت کا کوئی بڑا عالم یا ان کا کوئی خلیفہ بھی کر کے دکھا دے۔؟ اور اگر اتنا بڑا چیلنج نہیں کر سکتا تو کم از کم میرے مقابلہ پر آ کر دلیل کیساتھ میرے دعویٰ کو ہی جھٹلا کر دکھا دے۔؟ جماعتی علماء کا میرے مقابلہ پر نہ آنا بتا رہا ہے کہ یہ عاجز کُلِیَۃً حق پر ہے اور خلیفہ ثانی نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی جماعت کو ایک سنگین غلطی اور اِبتلا میں مبتلا کر دیا ہے۔ علم اور معرفت میں کمال کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' بخشا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی عالم یا فلسفی میرے مقابل پر آ کر میرے اِس ''اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ'' کو جھٹلا کر دکھائے۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

''دیکھو دنیوی علوم جو اکثر مخالف قرآن کریم اور غفلت میں ڈالنے والے ہیں۔ کیسے آجکل ایک زور سے ترقی کر رہے ہیں اور زمانہ اپنے علوم ریاضی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتوں میں کیسی ایک عجیب طور کی تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔ کیا ایسے نازک وقت میں ضرور نہ تھا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کیلئے بھی دروازہ کھولا جاتا تا شرور محدثہ کی مدافعت کیلئے آسانی پیدا ہو جاتی۔ سو یقیناً سمجھو کہ وہ دروازہ کھولا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔ اب نیم مُلّاں دشمن اسلام اِس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے اور قہری طمانچہ حضرت قہار کا ایسا لگے گا کہ خاک میں مل جائیں گے۔ ان نادانوں کو حالت موجودہ پر بالکل نظر نہیں۔ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم مغلوب اور کمزور اور ضعیف اور حقیر سا نظر آوے لیکن اب وہ ایک جنگی بہادر کی طرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کی طرح میدان میں آئیگا اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائیگا اور اپنا غلبہ دکھائیگا اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کر دے گا اور پیشگوئی ولیمکنن لھم دینھم کو روحانی طور سے کمال تک پہنچائے گا۔'' (ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۴۶۶ تا ۴۶۷)

راناصاحب! اب سوال یہ ہے کہ یہ جوالٰہی نظریہ''Virtue is God'' خاکسارکو بذریعہ الہام عنایت فرمایا گیا ہے۔ کیا اِس نظریہ میں قرآن مجید کے وہ معارف بیان نہیں کیے گئے جن کے آگے تمام دنیوی فلسفے ہلاک اور باطل ہوجاتے ہیں۔؟ اِس نظریہ میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق قرآن کریم کا وہ سچا فلسفہ ظاہر ہوا ہے جس کے آگے دنیا کا کوئی بھی فلسفہ ٹھہر نہیں سکتا۔ یہ الٰہی نظریہ(Divine theory) ہی دراصل ادیانِ باطلہ پر دین اسلام کی علمی فتح اور غلبہ ہے۔

قرینہ نمبر۴۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے جب میری کایا پلٹ دی تو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے''پیشگوئی مصلح موعودؓ'' کے مصداق ہونے کی خبر بھی دیدی۔ عجیب بات ہے کہ بہت سارے انکشافات اللہ تعالیٰ نے مجھ تک بذریعہ خلیفہ رابع پہنچائے۔ اِس کی تفصیل میری کتاب اور میرے مضامین میں موجود ہے۔ خاکسار یہاں نمونہ کے طور پر خلیفہ رابع کے صرف چند اشعار پیش کرتا ہے اور راناصاحب! آپ سے بھی اور آپکے ذریعہ دیگر افرادِ جماعت سے بھی یہ سوال کرتا ہے کہ کیا اِن اشعار میں افرادِ جماعت کو''غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؓ'' کے مبعوث ہونے کی خبر نہیں دی جارہی تھی۔؟

دوگھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت وجور ٹل جائے گی ۔ آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رخ پلٹ جائے گا، رت بدل جائے گی

(سوال نمبر۱) وہ کونسا مومن تھا جس کی آہ سے ٹکرا کر طوفان کا رخ پلٹنے اور رُت بدلنے والی تھی۔؟

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

(سوال نمبر۲) یہ''مردِحق'' کی دعا کس کی تھی جو سحر کی ناگنوں کو نگلنے والی تھی۔؟

عصرِ بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا ، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

(سوال نمبر۳) یہ''غلام مسیح الزماں'' جس کے ہاتھ اُٹھنے سے بیمار زمانہ شفاء پانے والا تھا، کون تھا؟

''کلید فتح و ظفر'' تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

(سوال نمبر۴) یہ موعود الہامی''کلید فتح و ظفر'' کون تھا۔؟

اِن سوالات کے مفصل جوابات میری کتاب''غلام مسیح الزماں'' کے باب''امام وقت کی حیرت انگیز بشارات'' میں موجود ہیں۔

قرینہ نمبر۵۔ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود زکی غلام کی بہت ساری علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔ جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکورہ تمام کی تمام علامات اسکے وجود میں پوری ہوجائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کرسکتا ہے لیکن اس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔ اسکی وجہ غالبًا یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کردے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اُٹھ جاتا ہے اور اس موعود شخص پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یہ زمانہ مدعی کیلئے بھی اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی اِبتلاء کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب مومنین اور منکرین کے دو پختہ گروہ بن جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندے کی باقی ماندہ علامات بھی پوری فرمادیتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ آغاز میں پیشگوئی کی مرکزی علامات ضرور پوری ہونی چاہیے۔ بلاشبہ آغاز میں اللہ تعالیٰ سچے مدعی میں یہ مرکزی علامتیں ضرور پوری فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی سلوک خاکسار سے بھی فرمایا ہے۔ آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات مجھ میں پوری فرمادی تھیں اور ان مرکزی علامات کو ہی میں بطور الہامی ثبوت کے پیش کررہا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں۔

☆ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظهر الاول والاخر۔ مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء۔☆

میرا الہامی نظریہ''نیکی خدا ہے'' انہیں مرکزی علامات سے مُنضبط ہوا ہے۔ کیا کوئی احمدی یا کوئی بھی صاحبِ علم اس الہامی ثبوت کو جھٹلا کردکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرینہ نمبر۶۔ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی علامات بتارہی ہیں کہ''زکی غلام'' مثیلِ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ ہے۔ اس مماثلت کا ذکر میں اپنے مضمون بعنوان ''حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت'' میں تفصیلاً کرچکا ہوں۔ اپنے حالات وواقعات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے میری تو ہر لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ سے مماثلت ثابت کردی ہے۔ اس مماثلت میں کیا خلیفہ ثانی کو بھی کوئی حصہ ملا تھا۔؟ قطعاً نہیں۔ اس مماثلت سے حصہ ملنا تو درکنار، آنیوالے زکی غلام کو مثیلِ مسیح ابن مریمؑ بنانے میں خلیفہ ثانی کا بڑا عمل دخل ہے۔ نہ وہ غلط دعویٰ مصلح موعود کرتے اور نہ''غلام مسیح الزماں'' کا راستہ روکنے کیلئے ایک نازیانہ نظام(like Nazi in character) بناتے اور نہ آنیوالا مثیلِ مسیح ابن مریمؑ بن سکتا۔ لیکن یہ سب کچھ ہونا تھا اور ہوا۔

قرینہ نمبر ۷۔ ہر زمانے میں اَنبیاء اور مصلحین کا اُن کے دُعاوی کے بعد اخراج اور مقاطعہ ہوا ہے۔ یہ ہتھکنڈے کفار کے مومنین کے خلاف ہوتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی کہ کسی برگزیدہ نبی اور مصلح نے دعویٰ کیا ہو اور اُسکے ماحول کے مذہبی پنڈتوں اور دوکانداروں نے اُس کا اخراج اور مقاطعہ نہ کیا ہو۔؟ اگر کوئی ایسا مصلح ہوتا تو وہ صرف آنحضرت ﷺ ہوتے کیونکہ بچپن سے ہی آپکے بدترین دشمنوں نے بھی آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کی گواہی دے رکھی تھی۔ کیا خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد اِن کا بھی اخراج اور مقاطعہ ہوا تھا۔؟ حضرت مہدی معہود و مسیح موعودؑ پر تو آپکے دعویٰ کے بعد پہلے کفر کا فتویٰ لگا۔ بعد ازاں اِخراج از اسلام کیساتھ آپؑ کا اور آپکے اصحابؓ کا مقاطعہ بھی کیا گیا۔ باپ اور بیٹے میں وہ کیا فرق تھا جس کی بدولت خلیفہ ثانی کا نہ تو اِخراج ہوا اور نہ ہی مقاطعہ اور نہ ہی آپ پر کوئی کفر کا فتویٰ لگا۔؟ میرے خیال میں فرق یہ تھا کہ باپ سچا مہدی و مسیح موعود تھا جبکہ بیٹے کا دعویٰ مصلح موعود ہی جھوٹا تھا۔ بیٹا تو خود جماعت احمدیہ میں اِخراج اور مقاطعہ کی سزاؤں کا اِجرا کرنیوالا تھا۔ اور یہ سزائیں ہی تو تھیں جن کی بدولت اس نے اپنا جھوٹا دعویٰ اپنے مریدوں سے منوایا تھا۔ رانا صاحب! بغیر کسی دلیل کے اس عاجز پر مفسد ہونے کا الزام لگا کر میرا اور میرے اہل وعیال اور میرے دیگر اصحاب کا اَخراج اور مقاطعہ کیا گیا ہے۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ ایک صدی قبل جب حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے اُمت مسلمہ کے حیات مسیح ابن مریم کے متفقہ عقیدہ کے بر خلاف اللہ تعالیٰ سے یہ علم پا کر کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصری تو فوت ہو چُکے ہیں اور اُسکی خُو بُو اور سیرت کے مطابق اُمت محمدیہ میں آنیوالا مسیح موعود میں ہوں۔ تو کیا آپکا یہ اعلان اور عقیدہ مفسدانہ تھا۔؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر مجھ پر مفسد ہونے کا الزام لگانے کیلئے جماعت کے ارباب و اختیار کے پاس کیا جواز ہے۔؟ کوئی بھی نہیں۔ اَنبیاءؑ اور مصلحین کی اِسی سنت کے مطابق آج میں بھی اور میرے اہل وعیال اور دیگر اصحاب بھی سچائی کی خاطر محمودی نظام کی طرف سے اِخراج اور مقاطعہ کی اَلمناک سزاؤں سے گزر رہے ہیں۔ میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میری صداقت کے قرائن سے بھرے پڑے ہیں لیکن بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ! ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں ۔ اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں اپنے ایک اشتہار بعنوان ''ایک عاجز مسافر کا اِشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شِعار و حضرات علمائے نامدار'' میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''تیسری شرط یہ کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو۔ اور کوئی شخص قرآن کریم اور کتب حدیث سے باہر نہ جائے۔ مگر صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر کیونکہ وہ اَصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات طریقہ مذکورۂ بالا سے جو واقعات صحیحہ کے معلوم کرنے کیلئے خیر الطرق ہے، ثابت ہو جائے تو میں اپنے الہام سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہو کر کوئی الہام صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔ بلکہ میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث میں وفات عیسیٰ میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور اِن تمام نشانوں کی پروا نہیں کروں گا جو میرے اِس دعوے کے مصدق ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

رانا صاحب! خاکسار بھی اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں حلفاً یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر آپ یا علمائے جماعت قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کے دائرہ بشارت میں ہونا ثابت کر دیں تو یہ عاجز نہ صرف آپ سب کو منہ مانگا انعام دے گا بلکہ اپنے دعویٰ غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) جس کا وہ ایک قطعی، علمی اور الہامی ثبوت رکھتا ہے سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ لیکن یاد رکھیں تم قیامت تک قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا کوئی ہے جو میرا یہ چیلنج قبول کرے۔؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟ ؎

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند ۔ ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

الحمد للّٰہ اولاً و اٰخرًا ہو مولٰنا نعم المولیٰ و نعم النصیر

والسلام

عبدالغفار جنبہ / کیل۔ جرمنی / مورخہ ۸۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء

☆☆☆☆☆